ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِن تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

جنوری ۱۹۴۳ء	نمبر ۱ ۱۳۲۲ھش		جلد ۲ صلح	محرم الحرام ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کا

فرقان کے متعلق تازہ ارشادِ گرامی

مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۲ء کی تقریر میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے رسالہ فرقان کی خریداری کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

رسالہ فرقان پیغامیوں کیلئے جاری کیا گیا ہے اور اس وقت تک اسکے جتنے پرچے شائع ہوئے ہیں سوائے ایک کے جو اپنے معیار سے کم تھا، اچھے اور مفید مضامین پر مشتمل رہے ہیں اسکی خریداری کی طرف بھی میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ مگر صرف اپنے لئے نہیں بلکہ اس رنگ میں کہ رسالہ پڑھا اور پھر کسی پیغامی کو دیدیا میری تجویز یہ ہے کہ دو تین سال تک مسلسل پیغامیوں کے مقابلہ میں یہ رسالہ شائع ہوتا رہے اسکی قیمت پہلے ایک روپیہ تھی مگر اب ڈیڑھ روپیہ کر دی گئی ہے اور یہ قیمت بھی بہت کم ہے۔ آجکل گرانی کا زمانہ ہے جس میں اتنی قلیل قیمت پر کوئی رسالہ نہیں چل سکتا۔ مگر چونکہ اس کا سب کام آنریری ہوتا ہے ایڈیٹر اور مینیجر وغیرہ آنریری طور پر کام کر رہے ہیں اس لئے جس قدر آمد ہوتی ہے وہ رسالہ پر ہی خرچ کر دی جاتی ہے اگر صاحب توفیق دوست اس بارہ میں رسالہ کی مدد کریں تو یقیناً یہ امر ثواب کا موجب ہے اس ذریعہ سے اگر غیر مبائع دوستوں کا کچھ طبقہ جس میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں سلسلہ کی خدمت کی ہے واپس آجائے اور پھر بیعت میں شامل ہو جائے تو یہ امر ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہوگا۔

(الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فرقان
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
جلد ۲ | بابت ماہ صلح ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق جنوری ۱۹۴۳ء | نمبر ۱

اشاعتِ اسلام کیلئے الوصیت کا آسمانی نظام

غیر مبایعین کا اس سے کھلا انحراف اور صریح گریز

(۱)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے اپنی وفات کے قریب ہونے کی خبر پاکر دسمبر ۱۹۰۵ء میں رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ حضور اس رسالہ میں اپنی بعثت کا مقصد اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کا مستقبل ان شاندار الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (صٓ)

۲۔ "خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دیگا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے۔ جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔" (صـ۱۹)

اس اہم مقصد کے پورا کرنے کے لئے وحیٔ آسمانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہشتی مقبرہ کے

متعلق عظیم الشان بشارتیں دیں۔ اور اس میں داخل ہونے والوں کے لئے نظامِ وصیت مقرر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور وصیت کے شرائط کی تفصیل کے بعد ضمیمہ میں ۶ رجنوری ۱۹۰۶ء کو تحریر فرماتے ہیں:

"بے شک یہ انتظام **منافقوں** پر بہت گراں گزرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا۔ لیکن اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے۔ اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہونگی۔" (ص ۲۸)

جماعت احمدیہ کی طرف سے اس انتظام کی پابندی اور وصایا کی ابتداء ۱۹۰۶ء سے شروع ہوئی۔ مارچ ۱۹۱۴ء تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ خلافتِ ثانیہ یعنی عہدِ فاروقی کے آغاز میں ہی "راستبازوں کی سبقت" اور "منافقوں کی پردہ دری" کا ظہور شروع ہوگیا۔ چنانچہ کشاں کشاں غیر مبایعین نے اس آسمانی نظام سے بالکل منہ پھیر لیا۔ اور بہشتی مقبرہ پر تمسخر کرنے لگ گئے۔

۲

غیر مبایعین میں شامل ہونیوالوں نے ۳۰ر اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح سے "منسوخی وصیت متعلقہ مقبرہ بہشتی" کا سلسلہ شروع کیا۔ اور چند دنوں کے بعد عام اعلان کر دیا گیا کہ:۔

"ان لوگوں کو بھی جن کے رشتہ داروں اور قریبیوں نے اپنی جائدادیں صرف اشاعتِ اسلام کے لئے اس انجمن کے سپرد کر کے وصیت کے طور پر کی ہوئی ہیں مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ان جائدادوں کی خود حفاظت کریں۔" (پیغام صلح ۲۸ر مئی ۱۹۱۴ء ص ۳)

اس اعلان میں جائدادوں پر قبضہ کرنے کی جو ہدایت دی گئی ہے۔ اس کا باعث یہ تھا کہ غیر مبایعین نے اصلی مقبرہ بہشتی کے مقابل اس کے متصل ایک نیا مقبرہ بنانے کی سکیم تیار کر لی تھی۔ جو مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے کہ:۔

"ہم خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے (جو حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں) خاص طور پر مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم کو اپنے حصہ میں سے مقبرہ بہشتی کے متصل زمین اس غرض کے لئے عنایت کر دی ہے کہ ہم مرنے کے بعد قادیان میں مقبرہ بہشتی میں جگہ پا سکیں۔" (پیغام صلح ۵ر مئی ۱۹۱۴ء)

گویا مسجدِ نبویؐ کے مقابل مسجد ضرار بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ مگر کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے زیادہ دیر نہ گذری۔ کہ غیر مبایعین کی یہ سکیم ملیامیٹ ہوگئی۔ بلکہ بعد ازاں جناب خان بہادر مرزا

سلطان احمد صاحب سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرکے داخلِ سلسلہ ہو گئے۔ غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ مقبرہ بہشتی کے لئے وصیتوں کو خود منسوخ کر دیا۔ اور جو مقبرہ بہشتی انہوں نے خود بنانا چاہا۔ اُسے خدا تعالیٰ نے روک دیا۔ سچ ہے همّوا بما لم ینالوا۔

(۳)

رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ وہ "نبیوں اور رسولوں" کے لئے دو قدرتیں ظاہر کرتا رہا ہے۔ (۱) اوّل نبیوں کے ہاتھ سے اُن کے زمانہ میں (۲) دوم نبیوں کی وفات کے بعد "جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا" اس سنّت کو تفصیلاً بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے"۔ (الوصیت ص ۵-۶)

اس اقتباس سے روزِ روشن کی طرح فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں اور آپ کے بعد سلسلہ خلافت جاری رہے گا۔

یہ امر رسالہ الوصیت کے بعد جماعت احمدیہ کے ذہنوں میں جس طرح راسخ تھا۔ اس کا پتہ اُس بے ساختہ جواب سے لگتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے امریکہ کے انگریزوں کے سوال کے جواب میں ۷ر اپریل ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قادیان میں دیا۔ اور اخبار الحکم میں اسی وقت شائع ہو گیا۔ لکھا ہے:-

"کھانا کھانے کے میز پر بیٹھے ہوئے انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ایک سوال کیا۔ کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد کیا ہو گا؟ جس کا جواب مفتی صاحب موصوف نے یوں دیا۔ کہ آپ کی وفات کے بعد وہ ہو گا جو خدا کو منظور ہو گا۔ اور جو ہمیشہ انبیاء کی موت کے بعد ہوا کرتا ہے"۔ (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء صہ کالم اوّل)

افسوس کہ ۱۹۱۴ء میں غیر مبایعین نے ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا اور دوسری طرف چھ سال تک خلافت ماننے کے بعد سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے منکر ہو بیٹھے۔ کیا یہ الوصیت کے آسمانی نظام سے صریح انحراف نہیں؟

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔" (الوصیّت صفحہ ۲۶)

اس خدائی استثناء کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے اہل و عیال یقیناً جنتی ہیں۔ انہیں وصیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کو غیر جنّتی کہنے والا یا اس استثناء پر اعتراض کرنے والا منافق ہے۔ غیر مبایعین اگر خدا ترسی سے کام لیں۔ تو بات نہایت واضح ہے۔ ان کے اکابر نے محض "شکایت" نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل و عیال کے متعلق خطرناک اور ناپاک پروپیگنڈا کیا اور ایسا کرنے والوں کو ہمیشہ گراں قدر رقوم دیں۔ جو اشاعتِ اسلام کے نام پر لاہور میں جمع کی جاتی ہیں۔ چنانچہ غیر مبایعین کے معزز رکن جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور نے اپنی کھلی چٹھی میں مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے لکھا کہ:۔

"آپ نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ رقم بلا تفصیل سے جو مد حکیم عبد العزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کیلئے دی جاتی رہی اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کرسکتے۔ اس کے مقابل اعلانات میں آپ جھوٹ بولتے ہیں کہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔"

اس چٹھی کو شائع ہوئے ایک سال ہونے کو آیا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے اس کی تردید کی جرأت تک نہیں کی۔ غیر مبایعین کا یہ طریق عمل صاف بتا رہا ہے کہ وہ الوصیت کے آسمانی نظام کے درپئے تخریب ہیں

(۵)

اس آسمانی نظام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرکز قرار دیا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (الوصیّت صفحہ ۲۵)

اکابر غیر مبایعین نے جب چاہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کو تبدیل کریں، تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ:۔

"لاہور مختلف مذاہب کا مرکز ہے۔ اور یہاں سب قسم کے لوگ موجود ہیں۔ اس لئے ایک مذہبی

کانفرنس کے واسطے یہی جگہ زیادہ موزوں ہے۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ کے یہاں وفات پانے سے کچھ خصوصیت تو اسے بھی ملنی چاہیئے" (پیغام صلح ۱۰ر مارچ ۱۹۱۴ء)

اس اعلان کے چند دن بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے قادیان کو چھوڑ کر لاہور کو مرکز بنا لیا۔ اور اس طرح سے "الوصیت" کی صریح خلاف ورزی کی۔

(۶)

غیر مبایعین کو مسلّم ہے کہ حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:۔

"حضرت صاحب نے جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے اس کے خلاف نہ کہو۔ نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ ہو گے" (پیغام صلح ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء)

لیکن بایں ہمہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح فیصلوں کی عمداً اخلاف ورزی کی۔ ان کے خلاف کہا۔ اور ان کے خلاف کیا۔ اس سلسلہ میں ہم جناب مولوی محمد علی صاحب کا اپنا اقرار پیش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنی جماعت یعنی غیر مبایعین اور اپنے متعلق فرمایا کہ:۔

"جماعت (غیر مبایعین) نے الوصیت کے عملی حصہ کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھلائی۔ اور اس کی وجہ سے خود کمزور ہو گئی۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصور وار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو کہ ایک بدترین گناہگار کو ہو سکتا ہے۔ میں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھلائی ہے" (پیغام صلح ۴ر جنوری ۱۹۳۷ء صہ)

مولوی محمد علی صاحب کا یہ بیان کسی تواضع اور خاکساری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ سچ سچ امر واقعہ کا بیان ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اقراراً خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی صریح خلاف ورزی کرنے کے باعث فی الواقع "بدترین گناہگار" ہیں۔ انہوں نے اپنے سب ساتھیوں کو اس آسمانی نظام سے الگ کر دیا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منشاء ایزدی کے مطابق قائم کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ۱۹۳۷ء کے شروع کا یہ "اقرار گناہ" آئندہ کے لئے بھی مولوی محمد علی صاحب کے جادۂ مستقیم پر قائم ہونے کا موجب نہ ہوا۔ غیر مبایع بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ موت کو یاد کر کے اور میدان محشر کی گرفت کا خوف کر کے اب بھی الوصیت کے نظام کی طرف رجوع کریں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کی شان

(نتیجۂ فکر جناب نسیم سیفی بی۔ اے)

بامِ رفعت پر عروجِ احمدیت جلوہ زا　　اک زمانے پر مسلط شانِ دینِ مصطفےٰ
کھول دی تو نے ہر اک ذرہ کی چشمِ امتیاز　　باطلِ حق پوش کا ہر راز افشا کر دیا

طور پر عریاں ہوا ہے پھر کوئی روئے جمیل
پھر سے قائم ہو گئی ہے دہر میں شانِ خلیل

تیری ہر موجِ نفس طوفان در آغوش ہے　　لمحہ لمحہ تیرا، عمرِ جاوداں بر دوش ہے
تیری ہر تقریر کا ہر لفظ پیغامِ سکوں　　تیری خاموشی میں اک ہنگامۂ خاموش ہے

بہرہ ور ہے التفاتِ نیرِ الہام سے
تیرا دل آزاد ہے ہر کاوشِ انجام سے

ہو نہیں سکتی بیاں مجھ سے حدیثِ سوز و ساز　　داستانِ زندگی ہے قصۂ آہن گداز
ہاں اجازت ہو تو اتنی بات کہہ لوں شوق سے　　میں بھی ہوں اک بندۂ عاصی مرے بندہ نواز

مجھ کو دعوائے سخندانی نہیں ہرگز نہیں
سچ تو یہ ہے مجھ سا کوئی کمتریں ہرگز نہیں

لمحہ لمحہ زندگی کا معصیت میں چور ہے　　جس سے میں نزدیک ہوں دل اس سے کوسوں دور ہے
اک سراپا نور ہے گرچہ میرا روشن ضمیر　　یہ اجالا دھندلکوں کی گود میں مستور ہے

میری نگاہِ مضطرب اٹھ اٹھ کے گر جاتی ہے کیوں
داستانِ دل زباں پر آ کے تھرّاتی ہے کیوں

روزِ روشن میں لٹا بیٹھا ہوا ہوں نقدِ حیات　　میری نظروں میں سیہ پوشِ ازل ہے کائنات
میں بہا جاتا ہوں عقل و ہوش کے سیلاب میں　　ساقیٔ میخانۂ احمدؐ! نگاہِ التفات

پھر حیاتِ تازہ ہو جس سے میسر وہ پلا
رشک کھائیں جس پہ تسنیم اور کوثر وہ پلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے

چار سوالوں کے جواب

۷ر اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے قادیان آئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چند سوال کئے اور حضور نے ان کے جوابات دیئے۔ ہم ان میں سے چار سوال اور حضور کے جواب لفظاً لفظاً اخبار الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء سے درج ذیل کرتے ہیں۔ اگر غیر مبایع بھائی انصاف سے کام لیں تو حضور کے ان کلمات طیبات سے ہی مسئلہ نبوت فوراً طے ہو جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

”سوال ۱:- ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے مسٹر ڈوئی کو کوئی چیلنج دیا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب:- ہاں یہ درست ہے ہم نے ڈوئی کو چیلنج دیا تھا۔

سوال ۲:- کس بناء پر آپ نے اس کو چیلنج دیا تھا؟

جواب:- ڈوئی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مَیں خدا کا رسول ہوں اور کہ خدا نے مجھے بذریعہ الہام یہ بتایا ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا اور خود خدا تھا اور کہ خود مسیح نے مجھے بحیثیت خدا ہونے کے ایسا الہام کیا ہے اور کہ (نعوذ باللہ) اسلام تباہ ہو جاویگا۔ اور کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت جھوٹے نبی تھے چونکہ ہمیں خدا نے بذریعہ اپنے الہام کے یہ بتایا ہے کہ مسیح نہ خدا نہ خدا کا بیٹا بلکہ صرف ایک پاکباز انسان اور رسول تھا اور کہ ڈوئی اپنے دعویٰ رسالت میں کاذب ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک ہی وقت میں اسی ایک ہی خدا کی طرف سے ایک، دوسرے کے بالکل متضاد اور مخالف راہوں پر چلنے والے دو رسول موجود ہوں۔ پس چونکہ اس طرح سے دنیا میں فساد پیدا ہوتا اور حق و باطل میں امتیاز اُٹھ جاتا ہے ہم نے اسے صادق اور کاذب کے فیصلہ کرنے کے واسطے چیلنج دیا۔ .....

سوال ۳:- ڈوئی نے تو جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی صداقت ثابت نہیں کر سکا۔ اور بائبل میں لکھا ہے کہ آخر زمانے میں جھوٹے نبی آئیں گے تو پھر آپ کے دعویٰ کی سچائی کی کیا دلیل ہے؟

جواب:- فرمایا۔ بائبل میں جہاں یہ لکھا ہے کہ جھوٹے نبی آئیں گے وہاں سچے نبی کے آنے کی

نفی تو نہیں کی گئی۔ یہ تو نہیں لکھا کہ سچا نہیں آئیگا۔ بلکہ جھوٹے نبیوں کا آنا خود بخود اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ ان میں سچا بھی ہوگا۔

سوال ۴۲:۔ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں؟

جواب:۔ مَیں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔ توریت میں جن انبیاء کا ذکر ہے اور آپ ان کو سچا مانتے ہیں جو دلائل ان کی صداقت کے اور ان کو نبی اور خدا کا فرستادہ یقین کرنے کے ہیں وہ آپ پیش کریں۔ انہی دلائل سے میری صداقت کا ثبوت مل جاویگا جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جاسکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ مَیں بھی منہاجِ نبوت پر آیا ہوں"۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

غیر مبایع بھائیو! خدا لگتی کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جوابات سے حضور کا دعوٰی نبوت ثابت ہوتا ہے یا نبوت کے دعوٰی سے انکار؟ جناب مولوی محمد علی صاحب یا ان کے ساتھیوں میں کوئی صاحب اگر اس سوال کا جواب دے سکیں تو ہمیں بھیج دیں ہم بخوشی فرقان میں شائع کر دینگے۔

غیر مبایعین کی گالیوں کا ایک نمونہ

اخبار پیغام صلح نے "جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔ اے" کے قلم سے مندرجہ ذیل الفاظ شائع کئے ہیں:۔

"وقتاً فوقتاً الفضل اپنے مصنوعی تقدس اور بناوٹی تقوی کا ڈھول بھی پیٹتا رہتا ہے مگر عملاً ان کے علماء و فضلاء کی حالت اس گروہ سے بھی بدتر ہے جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرٌ من تحت ادیم السماء اور قردۃ وخنازیر فرمایا ہے" (۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۷)

فرقان۔ ہم ان الفاظ کو منصف مزاج انسانوں کے فیصلہ کیلئے نقل کر رہے ہیں۔ والی اللہ المشتکی۔

قسط پنجم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق

حضور کے صحابہ کی حلفیہ شہادتیں

جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ:-
"جب وہ لوگ زندہ موجود ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلیم پائی۔ تو اس (جماعت احمدیہ قادیان اور فریق لاہور میں تصفیہ۔ ناقل) کے لئے ہمیں کس مامور کی ضرورت ہے"(رسالہ شناخت مامورین ص۱۸)
اس لئے جبکہ ان کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی حلفیہ گواہیاں پیش کردی گئی ہیں تو انہیں ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ذیل میں پانچویں۵ قسط مختصراً درج کی جاتی ہے۔ اور ایسی سینکڑوں گواہیاں نظارت تالیف کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ ایڈیٹر

(۴۸)

جناب میاں محمد سعید صاحب سعدی علیہ الرحمۃ لاہور کا حلفیہ بیان

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آنحضور کی بیعت سنہ۱۹ء میں کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مَیں صحیح اور اصلی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ امر نبوت میں مَیں آنحضور کو ویسا ہی نبی اور رسول یقین کرتا رہا ہوں جیسے دوسرے انبیاء علیہم السّلام تھے۔ ہاں آپ کی نبوت آنحضرت صلعم کی ذاتی فیض رسانی سے ہونا اور براہِ راست نہ ہونا میرا ایمان رہا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک ہے استعارہ اور مجاز نفس نبوت میں نہ میرا کبھی خیال ہؤا اور نہ اب ہے۔ مندرجہ بالا عقیدہ کی بناء قرآن شریف۔ احادیث نبویہ صحیحہ اور وہ کلام نبوت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہؤا۔ باقی رؤیاء صالحہ اور ایک صریح کشف کے ذریعہ بھی اس عقیدہ کی مضبوطی ہوئی۔ "ایک غلطی کا ازالہ" بالخصوص اور حضرت مسیح موعود کا رسالہ اربعین خاص طور پر میرے عقیدہ مندرجہ بالا کی مضبوطی کے باعث ہوئے۔ خاکسار محمد سعید سعدی۔ بیرون دھلی دروازہ لاہور ۱۲ ۴/۳۵

(۴۹)

جناب مولوی محب الرحمٰن صاحب ریاست کپورتھلہ کی گواہی

۱۸۹۹ء یا ۱۹۰۰ء میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے کھڑے ہوکر بارہا مَیں نے اپنے دل میں کہا ہے کہ یہ نبی ہے۔ الحمد للہ کہ ہم نے بھی ایک نبی کی زیارت کرلی ہے۔ اس وقت میرے ذہن میں کبھی یہ نہیں آیا تھا۔ کہ مجازی ہیں یا کیا۔ محض نبی سمجھتا تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک لیکچر پڑھکر اپنے والد صاحب حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب سے جو آپ کے اوّلین خدام اور ۳۱۳ اصحاب میں سے تھے دریافت کیا تھا کہ کیا آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو والد صاحب نے فرمایا تھا کہ شروع سے یہی دعویٰ ہے کوئی نیا نہیں۔ مَیں نے بیعت اس ذکر کے کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ محب الرحمٰن سکنہ حاجی پورہ (پھگواڑہ) ریاست کپورتھلہ حال لاہور

(۵۰)

جناب ماسٹر نذیر حسین صاحب لاہور کی حلفیہ شہادت

جب مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خود بیعت کی تو حضور کو اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتے ہوئے بیعت کی اور پیدائشی احمدی ہونے کے باوجود جس چیز نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ مَیں خود بھی حضرت صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر حضور سے براہِ راست مستفیض ہوسکوں تو وہ حضور کا دعویٰ نبوت ہی تھا جس کو خاکسار نے ان دنوں اربعین میں انعامی اشتہار کے ساتھ پڑھا۔ مجھے کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق ذرا بھر بھی شک نہیں ہوا حضرت صاحب کی زندگی میں خاکسار لوگوں میں احمدیت کی تبلیغ کرتے ہوئے حضور کا دعویٰ نبوت ہی پیش کیا کرتا تھا

(۵۱)

شیخ نواب الدین صاحب جاگہ رباں ضلع سیالکوٹ کا حلفیہ بیان

بندہ نے حضور پُر نور کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پہلے بذریعہ کارڈ بیعت کی مگر تاریخ وسنہ کارڈ یاد نہیں ہے جلسہ سالانہ ۱۹۰۵ء پر حضور پُر نور کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور رسالہ الوصیت حضور پُر نور کا ہمراہ لایا تھا جو اب تک رکھا ہوا ہے جو پہلی بار چھپا تھا۔ بندہ حضور پُر نور کو مسیح موعود اور مہدی موعود اور نبی اللہ اور محمد رسول اللہ صلعم کا امتی اور نجات دہندہ صدق دل سے جانتا تھا۔ (۴ مئی ۱۹۳۵ء)

(۵۲)

میاں علی محمد صاحب کھانوالی ضلع سیالکوٹ کا حلفیہ بیان

مَیں ۱۹۰۵ء میں احمدی ہوا تھا۔ مَیں حضرت صاحب کے زمانہ میں ان کو اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ اور عام جماعت سے یہی امر سنتا تھا۔ اور صحیح طور پر اصل معنوں میں اللہ کا نبی اور رسول یقین

کرتا تھا نہ کہ محض استعارہ اور مجاز کے طور پر۔ میں آپ کو ایسا ہی نبی مانتا تھا جیسے دیگر انبیاء ہیں۔ مگر بغیر شریعت کے۔

(۵۳)

میاں امام الدین صاحب شاہ مسکین ضلع شیخوپورہ کی شہادت

۱۹۰۶ء میں بندہ نے جا کر حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ خاکسار نے بیعت ان معنوں میں کی ہے کہ واقعی حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ کے رسول اور نبی تھے اور انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے فیض حاصل کیا۔ بندہ حضرت اقدسؑ کو حقیقی غیر تشریعی نبی مانتا تھا۔ اور اب بھی مانتا ہوں۔ خاکسار نے آپ کو نبی اس بناء پر تسلیم کیا تھا کہ بندہ نے حضور کی زبانِ مبارک سے کئی دفعہ سُنا کہ مَیں اللہ کی طرف سے نبی اور رسول ہوں۔

(۵۴)

جناب اخوند محمد افضل خاں صاحب ڈیرہ غازیخاں کی حلفیہ گواہی

مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں مَیں نے ۱۹۰۱ء میں بماہ ستمبر بیعت کی تھی۔ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمتِ قرآن اور احیاء اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ اس لئے مَیں خصوصاً خط وکتابت میں حضرت اقدس کے اسمِ مبارک کے بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ تحریر کیا کرتا تھا۔

خاکسار محمد افضل عفا اللہ عنہ ۲۰/۶/۳۵

(۵۵)

جناب منشی عبد اللہ صاحب انسپکٹر چونگی سیالکوٹ کا بیان

مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں میں نے ۱۹۰۴ء میں حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ مَیں نے بیعت کے وقت ہی حضرت اقدس کو جو آنیوالا مسیح تھا قبول کیا۔ چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کو نبی اللہ فرمایا ہے اسلئے مَیں نے بصدق دل حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود نبی اللہ تسلیم کیا تھا۔ مَیں نے استعارہ اور مجاز کو اس رنگ میں کبھی خیال نہ کیا تھا اور نہ کرتا ہوں۔ جس کی حقیقت کچھ نہ ہو بلکہ صحیح معنوں میں نبی کریم صلعم کے فیضان سے جو حضرت اقدس نے نبوت کا درجہ حاصل کیا ہے میں اس کو صحیح اور اصل معنوں میں تسلیم کرتا ہوں۔

عبد اللہ انسپکٹر چونگی شہر سیالکوٹ ۱۷/مئی ۱۹۳۵ء

جناب مولوی محمد علی صاحب سے دو مختصر سوال

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

۱۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کی سُنّت ان لوگوں کے متعلق جنہیں وہ کھڑا کیا کرتا ہے ہمیشہ ایک ہی اور لاتبدیل رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بذریعہ وحی کے اور الہام کے ایسے لوگوں کو اطلاع دیا کرتا ہے کہ ان کو اس خدمت کے لئے چُن لیا گیا ہے۔ جب تک وہ ان کو اس طرح پر اطلاع دے کر نہ چُن لے۔ ان کو مصلح موعود کا خطاب دینا اللہ تعالیٰ پر سخت جرأت کا کام ہے۔" (رسالہ المصلح الموعود صٓ)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں "مصلح موعود" کے لئے مندرجہ بالا قیود کے علاوہ یہ بھی اصول باندھا ہے کہ وہ صاحبِ وحی والہام و مامور ہوگا اور دعوٰے کرے گا اور خدا تعالیٰ اسے بذریعہ وحی موعود ہونا بتائے گا۔ میں جناب مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا حضرت آدمؑ سے لیکر اس وقت تک دو چار نہ سہی صرف ایک مثال بھی آپ پیش کرسکتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کی ان بیان کردہ قیود اور شرائط کا حامل ہونے کے باوجود نبی اور رسول نہ ہو۔ کیونکہ میرے نزدیک سوائے انبیاء اور رُسل کے ایسا کوئی وجود نہیں ہوسکتا۔ اور اگر آپ کے پاس کسی غیر نبی اور غیر رسول کی ایسی مثال موجود ہے تو پیش کریں۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ اگرچہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۹۱۴ء تک نبی اور رسول ماننے کے بعد ۱۹۱۴ء سے حضور کی نبوت سے منکر ہو چکے ہیں۔ مگر تاہم اجرائے نبوت کے اب تک قائل ہیں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو آپ کے نزدیک نبی اور رسول نہیں مگر حضور کی ذریّت و نسل سے ضرور کسی نبی اور رسول کے جو مصلح موعود ہے آنے کے غیر مبایعین قائل ہیں۔ یہ نتیجہ اس لئے بھی درست ہے کہ غیر مبایعین دوسرے بعض مقامات پر خود اس کے معترف ہیں چنانچہ ان کے مشہور رسالہ "کلید کلام الامام" صٓ ۱۳۷ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "الوصیت" سے استنباط کرکے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نبی"

۲۔ جناب مولوی محمد علی صاحب سے دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" (صفحہ ۱۱ طبع اوّل) میں خاتم النبیین کی یہ تشریح کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم "آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔ ادھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت فرمایا کہ میں "خاتم المصلحین" ہوں۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱) اب مولوی محمد علی صاحب کی تشریح کے مطابق "خاتم المصلحین" کی تشریح یوں ہوگی کہ:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری مصلح ہیں۔ آپ کے بعد کوئی مصلح نہیں"

جناب مولوی محمد علی صاحب جواب دیں کہ آپ لوگ "خاتم المصلحین" سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کی نسل یا جماعت میں سے کسی "مصلح موعود" کے کیونکر منتظر ہو سکتے ہیں؟ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "خاتم المصلحین" ہونے کے باوجود کوئی اور "مصلح موعود" آسکتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبیین" ہونے کے باوجود کسی نبی کا آنا کیونکر ناجائز و ناممکن اور محال ہوگیا؟ بیّنوا توجروا۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا قابلِ غور قاعدہ کلیّہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے تحریر کیا ہے کہ:-

"قاعدہ کلیّہ کے طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کو نبوّت۔ رسالت۔ مسیحیّت۔ مہدویّت احمدیّت وغیرہ میں سے جو کچھ بھی ملا ہے براہ راست خدا کی طرف سے نہیں ملا کہ آپ اصطلاح اسلام میں نبی و رسول کہلائیں۔ یا احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق ٹھیریں۔ آپ کو جو کچھ ملا ہے وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بالواسطہ بطور استفادہ ملا ہے ہر ایک چیز حقیقی طور پر تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں موجود ہے۔" (پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۴۳ء صفحہ ۵)

اس اقتباس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبوت، رسالت، مسیحیت، مہدویت، احمدیت وغیرہ ضرور ملی ہیں مگر براہ راست خدا کیطرف سے نہیں۔ اس پر سوال یہ ہے کہ کیا یہ انعامات خدا تعالیٰ دیتا ہے یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نعمتوں کے دینے کا اختیار ہے؟ یہ تو درست ہے کہ یہ نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حضور کی پیروی سے وابستہ ہیں مگر یہ درست نہیں کہ یہ نعمتیں خدا کی طرف سے براہ راست نہیں۔ آنحضرتؐ کی پیروی ان نعمتوں کے پانے کا ذریعہ اور واسطہ ہے۔ اس واسطہ کیوجہ سے نعمت کی ذات میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوجاتی۔ روپیہ بہرحال

سو کہ آنے کا ہی خواہ مرکزی خزانہ سے براہ راست وصول کیا جائے خواہ کسی ماتحت دفتر کے ذریعہ سے۔ علاوہ ازیں اس قاعدہ کلیہ کے قائلین پر یہ بھی

کیا غیر مبایعین حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی اطاعت کیا کرتے تھے؟

(از خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہدؔ سیالکوٹی)

اہل پیغام کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے سے ہر انسان اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ یہ لوگ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ ناظرین کرام کے سامنے بطور نمونہ اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ "پیغام صلح" ۴ر جون ۱۹۱۴ء صدا پر لکھا ہے:-

"آپ (حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ۔ ناقل) کا حکم مثل حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کے قبول کریں۔ اور ہر طرح اس کو واجب التعمیل یقین کریں"

جب جناب خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان میں تبلیغ کے لئے گئے اور انہوں نے غیر احمدیوں سے اشاعت اسلام کے نام پر چندہ لینا شروع کر دیا تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے خواجہ صاحب کے نام ایک خط لکھا جس میں رقم فرمایا کہ:-

"اسلام کیلئے لوگوں کے آگے چندہ کے لئے سوال کرنا بھی مجھے آپ کے لئے ناپسند ہے۔ اس میں آپ دوسرے لوگوں کی طرف خیال نہ کریں۔ خواہ کتنے بڑے لوگ کیوں نہ ہوں جو ان کا اسلام ہے وہ ہمارا اسلام نہیں" (پیغام یکم فروری ۱۹۱۴ء صد کالم ۲)

اگر خواجہ صاحب سچے اور مخلص مرید ہوتے تو اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے مگر معاملہ برعکس ہے۔ امام مسجد ووکنگ لکھتے ہیں:- "چونکہ خواجہ صاحب نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ تبلیغی کام کے بارہ میں احمدیت اور غیر احمدیت کے سوال سے بری ہیں اس لئے مَیں تحریک کرتا ہوں کہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں یہاں کے کام کے لئے جنرل چندہ جمع کیا جائے" (پیغام ۱۱ر جون ۱۹۱۴ء صدا)

خود خواجہ صاحب بھی اس امر کا اعتراف کر رہے ہیں کہ:-

"کل مسلم طبقات میں خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں ہم کو ہر دلعزیز کیا۔ معاملات اشاعت اسلام میں انہوں نے ہم پر اعتماد اور اعتبار کیا لاکھوں روپے انہوں نے خوشی سے ہمکو دیئے" (پیغام ۱۵ر جون ۱۹۲۱ء صد ۳)

معزز ناظرین! یہ اس مقدس انسان کی سرکشی کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے جسکی نسبت ہمارے پیغامی دوست فخریہ طور پر اس امر کا اظہار کیا کرتے ہیں کہ اس نے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے میں وہ عملی نمونہ دکھایا کہ جس کی نظیر اس زمانہ میں تو کم از کم مل نہیں سکتی" (پیغام ۲۷ر اگست ۱۹۱۶ء) پیغامی دوستو! اگر تمہارے نزدیک اطاعت اسی کا نام ہے تو پھر بتاؤ کہ

غیر احمدیوں کی نجات کے متعلق پیغامی عقیدہ

مسئلۂ کفر و اسلام کا آسان حل

(از جناب شیخ ناصر احمد صاحب واقف تحریک جدید)

۷ ستمبر ۱۹۱۳ء کے پیغام صلح میں شائع ہوا ہے کہ:" ہم حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمین الاولین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپکی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔" (ص۳ کالم ۲)

پھر ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان کے تحت میں لکھا:" ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔" (اخبار پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص۲ کالم ۳)

ان اقتباسات پر غور کرنے سے مسئلہ کفر و اسلام صاف ہو جاتا ہے۔ پیغامیوں کا اپنا اقرار موجود ہے ان کا دعویٰ کہ وہ کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے" آج بھی قائم ہے کہ اسکی تردید نہیں کی گئی۔ ان کے نزدیک آج بھی" دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی" وہ حضرت مسیح موعودؑ کو" زمانہ کا نجات دہندہ" مانتے ہیں اور حضورؑ کی" متابعت" کو" دنیا کی نجات" کا واحد ذریعہ۔ اگر کہو کہ یہاں کفر و اسلام کا ذکر نہیں تو نجات اور غیر نجات کا تو ذکر ہے صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو بے شک نجات سے محروم جانتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر ان پر نجات کے دروازہ کو مسدود مانتے ہیں۔

ایک غیر مبایع دوست کے چار سوالات اور اُن کے جواب

جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے کے باوجود اپنے نام کے ساتھ "صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" تحریر فرماتے ہیں۔ مندرجہ ذیل چار سوالات لکھکر بھیجے ہیں۔ جنہیں ہم ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں درج کر کے ان کے جواب لکھتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

سوال ۱:۔ "جب آپ مانتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور حضور کے بعد اب کوئی آدم زاد نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے نبی نہیں آسکتا ہے اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کا نبوت سے معطل ہو کر آنا آپ نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ مانتے ہیں۔ تو پس حضرت مسیح موعود کس طرح حضرت خاتم النبیین کے بعد کسی نئے یا پُرانے نبی کی آمد کے قائل تھے۔ بالآخر وہ کس طرح خود بھی نبی کہلوا سکتے تھے؟"

الجواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم النبیین کے معنے حسب ذیل بیان فرمائے ہیں:۔

۱۔ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملیگا۔ جو اپنے اعمال پر اتباع محمدی کی مہر رکھتا ہو گا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہو گا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔ اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا۔ تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شانئك هو الابتر۔ میں ہے دور کیا جائے۔ ماحصل اس آیت کا یہ ہؤا۔ کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممنوع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔" (ریویو بر مباحثہ صٓ)

۲۔ "اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔

اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ)

مکرم ڈاکٹر صاحب! جب یہ معنے درست ہیں تو پھر خاتم النبیین کے بعد مسیح موعود کے نبی آنے سے کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے؟ بے شک حضرت عیسےٰ نبی اللہ نہیں آ سکتے تھے کیونکہ ان کی نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض نہ تھی لیکن امتِ محمدیہ کا مسیح موعود بہر حال نبی ہے۔ اور وہ مندرجہ بالا معنوں کی روشنی میں ضرور نبی کہلا سکتا ہے۔

سوال ۲:۔ "حضرت صاحب نے لیکچر سیالکوٹ میں لکھا ہے جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے۔ یہی حالت اس شخص کی ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اصطلاحِ اسلام میں نبی۔ رسول۔ محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں۔ پس اس تحریر کے ماتحت آپ حضرت کو محدث کہیں گے یا رسول۔ حدیث میں آنے والے مسیح موعود کو رسول کیوں نہ کہا گیا"

الجواب:۔ اگر ایسے لوگوں کی کشش کامل ہو۔ اور ان سے مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کثرتِ تامہ کی صورت میں ہو تو وہ نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کے حد کمال تک پہونچنے میں کمی ہو تو وہ لوگ محدث کہلاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے روحانی کشش اور اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی کثرت تامہ کا دعویٰ فرمایا ہے (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ نیز تحفہ گولڑویہ وغیرہ) اس لئے ہم حضور کو نبی و رسول مانتے ہیں۔ اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ محدثیت کا مقام نبوت کے اندر داخل ہے اس لئے آپ کے محدث بمعنی مکلم ہونے سے بھی انکار نہیں کرتے۔ سب انبیاء ان معنوں کے رُو سے محدث تھے۔ نبی اور رسول میں حقیقی فرق کوئی نہیں صرف اعتباری فرق ہے۔ کثرت مکالمہ ومخاطبہ کی جہت سے وہ نبی کہلاتا ہے۔ اور فرستادہ اور لوگوں کی ہدایت کے لئے مامور ہونے کے لحاظ سے وہ رسول کہلاتا ہے۔ پس ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسولِ خدا نبی ہوتا ہے۔ حدیث میں مسیح موعود کے لئے جب لفظ نبی اللہ آگیا ہے تو اس کے رسول ہونے کا بھی ضمناً ذکر ہو گیا باقی حدیث میں لفظ نبی اللہ کے ترجیح دینے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ کو معلوم تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمان کہلانے والے کسی شخص کے اصلاح کے لئے بھیجا جانے کو تو تسلیم کرینگے لیکن وہ اس کے نبی ہونے کے منکر ہونگے اس لئے مشیت ایزدی نے زبانِ نبوی پر آنیوالے مسیح موعود کے لئے چار مرتبہ نبی اللہ کا لفظ جاری فرمایا۔ تا چاروں اطراف عالم میں اس کی نبوت کا ڈنکا بجایا جائے۔ افسوس ان پر جو ایک زمانہ تک نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چرچا کرنے کے بعد خود ہی اس کے منکر

ہو گئے۔ اللہ پھر ان کے دل کھولے۔ آمین۔

سوال ۳:۔ "حدیث میں لفظ لا نبی بعدی اور لفظ نبی اللہ سے حضرت کا حقیقی طور پر نبی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ مجازی طور پر"

الجواب:۔ لا نبی بعدی میں شارع نبی کے آنے کی نفی ہے آئمہ حدیث اور امت محمدیہ کا حدیث کے ان معنوں پر اتفاق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان معنوں کی تائید فرمائی ہے اس لئے صاحب شریعت انبیاء کی تا ابد ممانعت ہے۔ البتہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت غیر تشریعی پانے والے ہو سکتے ہیں۔ امت محمدیہ کا مسیح موعود اسی مقام کا وارث ہے اس کا یہ درجہ اسے سابقہ انبیاء سے کمتر نہیں بناتا۔ بلکہ بہتوں سے افضل ثابت کرتا ہے۔

سوال ۴:۔ "عام بول چال میں نبی کے استعمال سے حضرت نے کیوں احتراز فرمایا تھا؟"

الجواب:۔ اس لفظ سے ایک غلط مفہوم کے سمجھے جانے کے امکان کے پیش نظر یہ احتراز اختیار کیا گیا تھا۔ کیونکہ ہنوز لوگوں پر غیر تشریعی اور امتی نبی کا مفہوم واضح نہ ہوا تھا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل، جماعت احمدیہ کے طریق نے بتا دیا۔ کہ وضاحت کے بعد حضور علیہ السلام کو عام طور پر لفظ نبی سے یاد کیا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کی شراب نوشی کی دیرینہ عادت کے باعث ان برتنوں کا مطلق استعمال ہی منع کر دیا تھا جن میں وہ شراب پیا کرتے تھے مگر جب خطرہ جاتا رہا تو آپ نے ان کے استعمال کی اجازت دیدی۔ پرانی عادت یا پرانے خیال وعقیدہ کے باعث غلطی سے بچانے کے لئے بعض دفعہ احتیاط ضروری ہوتی ہے۔ ہاں خدا کے کام بہرحال ہو کر رہتے ہیں اور اس کا کلام برحق ثابت ہوتا ہے۔

سوالات اور اُن کے جواب

جو غیر مبائع دوست چاہیں اپنے سوالات ادارۂ فرقان میں بھجوا کر انکے جوابات حاصل کر سکتے ہیں حسب گنجائش انکے سوالات ان کے اپنے الفاظ میں شائع ہونگے اور تحقیقی جواب پیش ہوتے رہینگے۔ انشاء اللہ تحقیق کرنیوالے غیر مبایع احباب کو عام دعوت ہے۔

ایڈیٹر

[illegible]

١

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(١٣)

[illegible]

(١٤)

اس جگہ یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ۱۹۱۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر مبایعین کے زعم کے مطابق، جماعت احمدیہ نبی ہی نہ مانتی تھی تو آپ کی خلافت اور اس خلافت کے حصول کے لئے تمنا کا موقع ہی کہاں تھا۔ غیر مبایعین متضاد خیالات و بیانات کے باعث پریشانی میں مبتلا ہیں۔ متذکرۃ الصدر اقتباس کے بین السطور سے ظاہر ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے ساتھیوں کی جملہ مساعی غیر معمولی "عظمت" کے حصول کے لئے تھیں اور اسی عظمت نے انہیں خدا کے رسول کے تخت گاہ، مسیح موعودؑ کے مقررہ مرکز سے الگ کیا ہے۔

(۴)

اس جگہ ایک بات نہایت اہم ہے اور وہ یہ کہ کیا منکرین مسیح موعودؑ کے کفر کا فتویٰ صرف حضرت مرزا محمود احمد ایدہ اللہ الودود نے ۱۹۱۱ء میں دیا یا یہ جماعت احمدیہ کا واضح مسلک تھا؟ سو اس کے لئے مندرجہ ذیل اقتباسات قابلِ غور ہیں:۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صہ ۱۶۳)

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے سوال ہوا۔ کہ احمدی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ جس کا جواب حضرت حکیم فضل الدین صاحب نے بایں الفاظ دیا جو سلسلہ کے آرگن الحکم میں اسی وقت شائع ہو گیا:۔

"دوسرے مسلمان مخالف ہوں یا غیر مخالف ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اس طرح جائز ہے کہ ایک جگہ میں اپنی نماز ہر یک پڑھ لے۔ یا ہمارے فرقہ کا آدمی امام ہو۔ اور دوسرے پیچھے پڑھ لیں۔ اور اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔ اس لئے کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہلِ اسلام کے نزدیک کافر ہیں۔ اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اوّل تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ دوم حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق۔ سوم۔ ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ آئیں گے اور ان کا منکر کافر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا مدلّل اور سچا دعویٰ ہے کہ مَیں وہی نبی اللہ

عیسیٰ ہُوں جس کے آنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ پس ان کا منکر بھی بالاتفاق کافر ہے۔ لہذا ہماری نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔ چہارم ہمارے مخالف تمام مانتے ہیں بلکہ ہمارے انکار سے بہت ناراض بھی ہیں کہ جب مہدی ہاں ان کا خونی مہدی آویگا۔ تو جو انکار کرے گا اس کو بلا فہم و تفہیم قتل کرتا جاویگا۔ کیا ان کے منکر کافر ہوں گے اس لئے قتل کرے گا یا وہ ظالم ہوگا۔ کہ بے گناہ قتل کرتا جاویگا۔ پس مرزا صاحبؑ وہی مہدی منتظر ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یہ صلح کے لئے آئے ہیں نہ ڈاکو بن کر۔ پس ان کا منکر بھی کافر ہے"

(اخبار الحکم[1] ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰)

۳۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کے سنگِ مزار کے لئے جناب ثاقب صاحب نے جو اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنائے۔ اور حضور نے پسند فرمائے اور شائع ہوئے۔ ان میں ایک شعر یہ بھی تھا:۔ "مسیحا کو جو مانے اس کو وہ مومن سمجھتا تھا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اس کے کافر تھا (اخبار الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۶)

۴۔ حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔
"ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں۔ جب کوئی نبی آیا۔ اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے۔ ایچاپیچی کرنی اور بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے کفر۔ ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ پہلے نبی آتے رہے ان کے متعلق دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا۔ اور کوئی سوال اُٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں جو اب تم کہتے ہو۔ کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟" (اخبار بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

ان حوالجات سے واضح ہے۔ کہ منکرین مسیح موعود علیہ السلام کے کفر پر جماعت احمدیہ کا اجماع تھا پیغامیوں نے نیا خیال تو صرف "غیر معمولی عظمت" کے حصول کے لئے تراشا ہے مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔۔

(۵)

مندرجہ بالا اقتباسات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۹۱۱ء کے مضمون میں جس عقیدہ کا اظہار فرمایا تھا وہ جماعت احمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اب میں اس غلط بیانی کا ازالہ کرتا ہوں، کہ

[1] ۔ فرقان دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۸ و نومبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۳۰ پر اس اقتباس کے حوالہ میں اخبار بدر کا لفظ سہواً درج ہو گیا ہے یہ مضمون الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا ہے احباب تصحیح کر لیں۔ (ایڈیٹر)

حضرت خلیفہ اولؓ اس مضمون سے متفق نہ تھے۔ آج پیغامی کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ اس مضمون سے متفق نہیں تھے حالانکہ مولوی محمد علی صاحب تحریری اقرار کر چکے ہیں کہ:۔

"ایک مضمون میاں صاحب کا آپ (حضرت خلیفہ اولؓ) کی اجازت سے شائع ہوا جس کا ماحصل یہ تھا کہ مسلمان مسیح موعود کے انکار سے کافر ہیں" (پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اولؓ نے اس مضمون سے پہلے اور بعد اپنے اسی مذہب کا اعلان فرمایا چنانچہ ایک حوالہ احمدیہ بلڈنگس کی تقریر کا اوپر درج ہو چکا ہے۔ دوسرا حوالہ حسب ذیل ہے:۔

"ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتلاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے" (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰)

پس یہ سراسر غلط ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ اس مضمون سے اتفاق نہ رکھتے تھے۔

۶

پیغام صلح (۱۳ دسمبر ۴۲ء) نے روایت کی ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے ۱۹۱۱ء کے مضمون کے متعلق "جلد ہی" فرمایا کہ "ہمارے میاں نے اس مسئلہ کو نہیں سمجھا" اول تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ حضور نے ۱۹۱۱ء میں یا اس کے بعد "جلد ہی" اس قسم کا کوئی فقرہ فرمایا۔ ہاں مرزا یعقوب بیگ صاحب (غیر مبایع) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی آخری بیماری کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلی دفعہ یہ روایت حسب ذیل طریق پر پیغام صلح میں شائع کی تھی:۔

"آپ نے فرمایا کہ کفر و اسلام کا مسئلہ دقیق مسئلہ ہے جس کو بہت لوگوں نے نہیں سمجھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے صاحبزادہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ ہمارے میاں نے بھی اس کو نہیں سمجھا" (پیغام صلح ۳ مارچ ۱۹۱۴ء)

اول تو یہ ۱۹۱۴ء کا واقعہ بتایا گیا ہے۔ دوم یہ غیر مبایعین کے ایک رکن کی روایت ہے اور ان کے ہی اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ سوم اگر اسے درست بھی مانا جاوے تب بھی غیر مبایعین کی تحریف ثابت ہے

جماعت احمدیہ (قادیان) کی تبلیغی مساعی کا اعتراف

(از قلم جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

غیر مبایعین آئے دن یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ تبلیغ اسلام صرف ان کا گروہ کرتا ہے انکے ہی مشن بیرونی دنیا میں موجود ہیں۔ ابھی حال ہی میں جنابہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے زنانہ جلسہ میں کہدیا کہ "میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تیس سال سے تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے اور اسکے مشن تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔" (پیغام صلح ۳۱ دسمبر ۴۲ء) حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت غیر مبایعین کا کوئی بھی باقاعدہ مشن دنیا کے کسی بیرونی ملک میں موجود نہیں۔ ذیل میں ہم مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف تحریک احمدیت مطبوعہ ۱۹۳۱ء سے وہ اقتباسات بجنسہا درج کرتے ہیں جن میں انہیں جماعت احمدیہ قادیان کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرنا پڑا ہے۔ ان مخالفانہ اقتباسات سے بھی جماعت احمدیہ کی حقیقی کوششوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مولوی صاحب نے ان عبارتوں میں اپنے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں۔ بہر حال اس وقت ان کا کوئی مشن موجود نہیں۔ ایڈیٹر

۱۔ "۱۹۱۴ء میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں اختلاف رونما ہوا۔ اور لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قائم ہوئی جس کے ساتھ ووکنگ مشن کا بھی تعلق ہو گیا۔ ادھر فریق قادیان نے اسی سال اپنا ایک الگ مشن لنڈن میں قائم کیا اور بالآخر ۲۶-۱۹۲۵ء میں یہاں ایک مسجد بنوائی اور ماہوار رسالہ ریویو آف ریلیجنز کو یہاں منتقل کیا۔ مگر اب پھر یہ رسالہ بجائے لنڈن کے قادیان میں لایا گیا ہے۔" (رسالہ تحریک احمدیت صفحہ ۲۲۳)

۲۔ "اسی سال (۱۹۲۳ء) فریق قادیان نے بھی برلن میں ہی ایک مسجد اور مشن کی بنیاد رکھی مگر وہاں کی مشکلات کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے انہیں مشن وہاں سے اٹھانا پڑا۔" (تحریک احمدیت صفحہ ۲۲۴)

۳۔ "شاخ لاہور کا مشن قائم ہو جانیکے کچھ عرصہ بعد شاخ قادیان نے بھی حال میں ہی اپنا ایک مشن سماٹرا میں قائم کیا ہے۔" (تحریک احمدیت صفحہ ۲۲۶)

۴۔ شاخ قادیان کا ایک مشن امریکہ (شکاگو) میں قائم ہے جہاں بہت سے امریکن حبشی داخل اسلام ہوئے ہیں اور ایک مشن جزیرہ ماریشس میں اور ایک مشن سالٹ پانڈ (گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ) میں قائم ہے۔ ایشیاء میں شاخ قادیان کے مشن فلسطین اور مصر میں تبلیغ احمدیت کا کام کر رہے ہیں۔" (تحریک احمدیت صفحہ ۲۲۶-۲۲۷)

۵۔ "شاخ قادیان کے ذریعہ سے بھی بہت سے اچھوت داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ ہر دو شاخوں نے شدھی

تحریک کا بھی مقابلہ کیا ہے اور مخالف شدھی کام میں کافی حصہ لیا ہے۔" (تحریک احمدیت صفحہ ۲۲۴)

شذرات

(۱)

جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کیلئے لفظ نبی کا استعمال

(الف) حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے قادیان آنے کی وجہ ان الفاظ میں بیان فرمائی:-

"میں قادیان جارہا ہوں کیونکہ وہاں ایک نبی مبعوث ہو کر آیا ہے۔" (الحکم ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء صہ ۲)

(ب) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اپنی وصیت میں شائع فرمایا:-

"میں بحمد اللہ اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء صہ ۳)

(ج) مولوی محمد فضل صاحب نے لکھا ہے کہ:-

"میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں ان کا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء صہ ۶)

(د) حضرت حکیم فضل الدین صاحب استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر فرض کیا جاوے کہ غیر نبی نبی کی برابری نہیں کر سکتا۔ تو یہ سوال اس وقت ہوتا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اور نبی نہ ہوتے۔ جب وہ نبی ہیں تو اب یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صہ ۹)

کیا ان اور ایسی ہی دیگر بیسیوں عبارتوں کے باوجود یہ کہنا بجا ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کو نبی نہ مانتی تھی؟

(۲)

غیر تشریعی انبیاء کا وجود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

غیر احمدیوں نے تو اس کی مخالفت کرنی ہی تھی مولوی محمد علی صاحب نے بھی لاہور جا کر لکھ دیا کہ:-

"فی الحقیقت ہر ایک نبی شارع ہوتا ہے خواہ وہ نئی شریعت لائے یا صرف سابق شریعت میں ترمیم یا تغیر و تبدل کرے" (تحریک احمدیت ص۱۴۱)

اب غیر احمدی اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں کہ بغیر شریعت کے نبی ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ رسالہ معارف (اعظم گڑھ) میں لکھا ہے:-

"ابتدائے بعثت سے اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے انبیاء مبعوث فرمائے۔ ایک وہ جن کے ذمہ صرف تبلیغ کا فرض تھا، اور قانون و شریعت سے انہیں کوئی علاقہ نہ تھا۔ جیسے حضرت عیسےٰ حضرت یحییٰ اور بعض دوسرے اسرائیلی انبیاء علیہم السلام۔ دوسرے وہ جنہیں منصب تبلیغ کے ساتھ شریعت اور اس کے نفاذ کے لئے حکومت بھی عطا ہوئی تھی۔ جیسے حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہم السلام۔ آنحضرت صلعم اسی دوسری قسم کے انبیاء میں سے تھے" (معارف دسمبر ۱۹۴۲ء ص۴۲۸)

کیا غیر مبایعین اب ہی اپنی غلطی کا اقرار کر کے حق کی طرف رجوع کریں گے؟

(۳)

کلمہ گوؤں کی تکفیر کا سوال اور غیر مبایعین

امرتسر کے حنفی اخبار الفقیہہ میں ایک سوال بایں الفاظ شائع ہوا ہے کہ "بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کا فرقہ مرزائیہ کے متعلق خیال ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہی ہیں خواہ کچھ بھی ہو مگر کلمہ گو تو ضرور ہیں" جواب میں لکھا گیا ہے کہ:-

"یہ بعض تعلیم یافتہ جن کا یہ خیال فرقہ مرزائیہ کی نسبت ہے وہ صرف انگریزی تعلیم یافتہ ہیں ان کو مذہب، عقائد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے عقائد کی مطلق خبر نہیں ہے اگر ان کو فرقہ مرزائیہ کے عقائد سے واقفیت ہوتی تو کبھی ایسا خیال نہ کرتے۔ یہ خوب کہی اور کچھ نہیں مگر کلمہ گو تو ضرور ہیں۔ صرف کلمہ پڑھ لینا مفید نہیں۔ ... کلمہ تو ہندو اور چوڑھے بھی پڑھ لیتے ہیں اس سے وہ مسلمان نہیں ہو جاتے" (الفقیہہ، ۷ جنوری ۱۹۴۳ء)

ہاتھ میں تلوار نہ ہونے کا نتیجہ ہے اس لئے مرزا صاحب نے فوجی تعلیم کی تحریک کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں تلوار دیدی۔ اب مستقبل بتائے گا۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اس تلوار کو کس طرح استعمال کرتے ہیں اور کب ایسے ادارے قائم کرتے ہیں جن میں نوجوانوں کو فوجی تعلیم دی جائیگی۔ ہم اس واقعہ پر صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ غیر مبایع نوجوانوں کا احساس ناکامی ونامرادی تو اچھی بات ہے اس سے انہیں اپنے عقائد واعمال، طریق کار، اور اپنے قائد کی قیادت کے اثرات کا جائزہ لینے کا موقعہ مل سکیگا۔ مگر ہنوز وہ محض سطحی باتوں میں منہمک ہیں۔ جماعت احمدیہ کی کامیابی کی وہی راہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کی۔ مبارک وہ جو اس راہ پر گامزن ہوں۔

(۵)

غیر مبایعین کا "تبلیغی پروگرام" اور اُن کا سابقہ رویّہ

پہلے مولوی محمد علی صاحب کہا کرتے تھے کہ:۔

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جماعت قادیان کا قدم اس طرف جارہا ہے، کہ وہ اس پیغام کو دنیا میں پہونچانے کی اہل نہیں رہی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کی توجہ اب تبلیغ اسلام کی طرف نہیں رہی تبلیغ احمدیت پر ہی ان کا سارا زور صرف ہوتا ہے۔"

(پیغام صلح ۱۴ر فروری سنہ ۱۹۲۱ء)

اور آج آپ اپنے ساتھیوں کے سامنے "تبلیغی پروگرام" ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ:۔

"لوگوں تک پہونچو اور پہونچنے کے بعد **پوری قوت** صرف کرو کہ وہ ہمارے اندر شامل ہوجائیں اور لوگوں کو اس حالت میں نہ چھوڑو کہ وہ معلق رہیں بلکہ انہیں اپنے اندر لاؤ" (پیغام صلح ۲ر جنوری سنہ ۱۹۴۳ء)

تبلیغ احمدیت کے اس پروگرام کے لئے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے لکھا ہے کہ:۔

"اس کارنامہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پنجہزاری فوج کی پوری قوت اور انہماک درکار ہے۔ کہاں ہیں وہ احمدی مردانِ مجاہد جو اس کارنامہ کے لئے صرف اپنے اوقات ہی نہیں بلکہ **نقد زیست** پیش کریں۔" (پیغام صلح ۷ر جنوری سنہ ۱۹۴۳ء)

ہم خوش ہوں گے اگر غیر مبایعین غیر احمدیوں کو احمدی بنانے میں "پوری قوت" صرف کریں۔ شائد اسی طریق سے انہیں سمجھ آجائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام کیا ہے۔ اس وقت تو صرف اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ کیا یہ وہی راہ نہیں جس پر جناب مولوی محمد علی صاحب "افسوس" کا اظہار کیا کرتے تھے؟

(۶)

دُعا کے نتیجہ میں نبوّت؟

جناب مولوی محمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں:۔ "پس مقامِ نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصولِ دین سے ناواقف ہے۔" (بیان القرآن ص۱)

جناب مولوی صدرالدین صاحب کہتے ہیں:۔

"حضرت نبی کریم صلعم مکہ میں پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔" (پیغام صلح ۶ر جنوری ۱۹۴۳ء ص۲)

تبلایا جائے کہ غیر مبایعین ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "اصول دین سے ناواقف" مانیں گے یا مولوی محمد علی صاحب کو اصول دین اور علم قرآن سے بے بہرہ قرار دینگے؟

(۷)

خاتم الخلفاء کے معنے زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں

اخبار پیغام صلح میں آجکل آغا میر مدثر شاہ صاحب کا ایک مضمون "خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔ میر مدثر شاہ صاحب پہلے بھی عجیب باتیں کیا کرتے تھے اور اب تو انہیں گذرے دنوں کے متعلق افسانہ ایجاد کرنے کا خوب ملکہ حاصل ہو چکا ہے آپ کے استدلال کا ایک نمونہ مندرجہ ذیل عبارت ہے:۔

"حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مَیں خاتم الاولیاء ہوں اور میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ تو اس کا مطلب سوائے اس کے کیا ہے کہ آئندہ قادیانی جماعت سے ولی پیدا ہوں گے۔" (پیغام صلح ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۲ء)

یہ تو درست ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سے ہی ولی پیدا ہونگے۔ مگر خاتم الاولیاءؑ کے لفظ سے یہ استدلال سراسر باطل ہے۔ کہ آئندہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرما چکے ہیں:۔

"بلکہ خدا انہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنجوقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے

پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضروری ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہونچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالےٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے " (لیکچر سیالکوٹ صہ۳۲)

اب ہم ذیل میں ایک حوالہ درج کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جماعت احمدیہ خاتم الانبیاء، خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء کے کیا معنے کیا کرتی تھی۔ لکھا ہے:۔

"جیسے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے کیا معنے آپ کے بعد کسی نبی کو بلا واسطہ فیضان حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الخلفاء ہیں آج کے بعد قیامت تک کسی کو منصب خلافت بلا واسطہ فیضان حضرت امام کے حاصل نہیں ہوگا" (اخبار الحکم ۱۸ اراپریل ۱۹۰۸ء صہ۱)

گویا خاتم الانبیاء کے بعد نبوت ان کی پیروی سے ملتی رہیگی۔ اور خاتم الخلفاء و خاتم الاولیاء کے بعد خلافت وولایت ان کی پیروی سے ملیگی۔ کیا غیر مبایعین آج بھی اس عقیدہ پر قائم ہیں؟

رُباعیات

(از منشی محمد ابراہیم صاحب شاد۔ ضلع شیخوپورہ)

۱۔ خلیفے درگہِ خلّاق میں مقبول ہوتے ہیں
عدو اُن کے مگر بے راہ نامعقول ہوتے ہیں
خدا جب خود خلیفوں کو عطا کرتا ہے یہ منصب
تو پھر وہ کیوں خلافت سے بھلا معزول ہوتے ہیں

۲۔ آ قادیاں میں نورِ خدا آشکار دیکھ
دار الاماں میں دیں کے چمن کی بہار دیکھ
اخلاص شرط ہے جو سعادت کی ہے تلاش
یاں آ۔ اور آ کے عظمتِ پروردگار دیکھ

فرقان کا خلافت نمبر

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ماہ مارچ ۱۹۴۳ء میں فرقان کا خلافتِ ثانیہ نمبر شائع ہوگا۔ بزرگانِ سلسلہ اور اہلِ قلم نوجوان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اس نمبر کیلئے مضامین ارسال فرمائیں۔ اور شعراء سلسلہ احمدیہ نظمیں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں مضامین میں اختصار سے کام لیا جائے کیونکہ کاغذ بہت گراں ہے جو دوست اس سلسلہ میں مالی اعانت فرمائینگے انکو اللہ جزا دیگا۔ کیونکہ انکی طرف سے غیر مبائعین میں یہ نمبر مفت تقسیم کیا جائیگا مضامین وغیرہ بہت جلد ایڈیٹر کے نام اور مالی اعانت مینیجر صاحب رسالہ فرقان۔ قادیان کے پتہ پر ارسال کیجاوے (ایڈیٹر)

دو ضروری اعلان

۱۔ جن دوستوں کا چندہ دسمبر ۱۹۴۲ء میں ختم ہوچکا ہے یا جن کا چندہ جنوری ۱۹۴۳ء میں ختم ہوگیا ہے ان کے نام آئندہ ماہ فروری ۱۹۴۳ء کا رسالہ نہیں بھیجا جائیگا۔ تاوقتیکہ ان کی طرف سے عہ چندہ بابت ۱۹۴۳ء دفتر فرقان میں موصول نہ ہوجائے۔ یا کم از کم چندہ بھیجدینے کی اطلاع نہ مل جائے ::

(۲)

فرقان جلد اول میں مارچ ۱۹۴۲ء سے دسمبر ۱۹۴۲ء تک کے کچھ پرچے دفتر میں موجود ہیں۔ جن دوستوں کو خریداری کے باوجود ان میں سے کوئی رسالہ نہ ملا ہو۔ اور وہ فائل مکمل کرنا چاہیں۔ وہ اطلاع بھیجکر دفتر سے پرچہ منگوالیں۔ اور جن دوستوں کو بروقت رسالہ مل گیا تھا۔ مگر ان سے ضائع ہوگیا۔ وہ دو آنہ فی نمبر کے حساب سے ٹکٹ بھیجکر طلب فرما سکتے ہیں :: (مینیجر فرقان۔ قادیان)

جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مجاہد مصر ایڈیٹر الحکم قادیان نے ایک نہایت مفید کتاب "مرکز احمدیت" کے نام سے حال میں ہی شائع کی ہے قیمت سوا دو روپے ہے۔ اس پر مفصل ریویو انشاء اللہ آئندہ کیا جائیگا :: (ابو العطاء)

(سید محمد باقر خوشنویس قادیان)

فہرست مضامین فرقان جنوری ۱۹۴۳ء

حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر رسالہ

فہرست مضامین فرقان جنوری ۱۹۴۳ء

(حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رُفقاءِ احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

شہادت ۱۳۲۲ ہش | جلد ۲ | قیمت سالانہ ڈیڑھ روپیہ عہ
ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ | نمبر ۴ | اپریل ۱۹۴۳ء

فہرست مضامین فرقان اپریل ۴۳ء

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　فرقان　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲　بابت ماہ شہادت ۱۳۲۲ھ ہجری شمسی مطابق اپریل ۱۹۴۳ء　نمبر ۴

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی طرف سے

جماعت احمدیہ کی انتہائی دلآزاری

صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر "بے شرمی" اور "دجالیت" کا ناپاک الزام

سنجیدہ غیر مبائع بھائیوں سے دردمندانہ اپیل

قارئین فرقان جانتے ہیں کہ اس رسالہ میں صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادتیں شائع ہو رہی ہیں جن میں ان مقدسوں نے خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان کیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضور کی زندگی میں سچ مچ نبی مانتے تھے استعارہ اور فرض کے طور پر نبی نہ جانتے تھے۔ ایک خدا ترس انسان کے لئے ان سینکڑوں قسمیہ بیانات میں روشن دلیل موجود ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا حق تھا کہ وہ ان شہادتوں کی تحقیق کرتے، اُن پر تنقید کرتے لیکن مولوی صاحب نے تحقیق و تنقید کی بجائے وہ طریق اختیار کیا جو اُن کے لئے ہرگز شایانِ شان نہ تھا۔ آپ نے خانۂ خدا میں منبر پر چڑھ کر مندرجہ ذیل الفاظ کہے:-

"مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے جب میں قادیان کے اخباروں میں دیکھتا ہوں کہ ایسی شہادتیں شائع کی جاتی ہیں کہ ہم ۹۹-۱۸۹۸ء میں بھی حضرت صاحب کو نبی مانتے تھے اور استعارہ اور مجاز نہیں جانتے تھے۔ یہ اس قدر بے شرمی ہے کہ میں اور کچھ اس کے متعلق کہہ نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود تو ۱۸۹۱ء میں بھی کہیں اور بار بار دُہرائیں کہ لفظ نبی سے دھوکہ

"نہ کھاؤ۔ یہ استعارہ اور مجاز ہے اور ۱۹۰۶ئہ میں بھی یہی کہیں کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقة۔ اور یہ کہیں کہ ہم ۱۸۹۱ئہ میں استعارہ اور مجاز نہیں جانتے تھے ہم تو سچ مچ کا نبی مانتے تھے یہ دجالیت ہے"

(پیغام صلح ۴ر فروری ۱۹۴۳ئہ صلہ کالم ۴)

معنوں میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ استدلال کی صحت وسقم پر بحث ہوسکتی ہے۔ اصطلاح کی تعیین وتطبیق میں نزاع ہوسکتا ہے۔ مگر یہ کیا ماجرا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بالکل بے قابو ہوکر گالیوں پر اتر آتے ہیں۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آیا کہ اس موقعہ پر مولوی صاحب کو "بے شرمی" اور "دجالیت" کے استعمال کی کیا معقول ضرورت پیش آئی تھی بات بالکل واضح تھی کہ لفظ استعارہ ومجاز کا استعمال دو طور پر ہوا ہے (۱) عام محاورہ بول چال کے مطابق (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص اصطلاح میں وَ لِکُلٍّ اَنْ یَصْطَلِحَ۔ عام بول چال میں استعارہ ومجاز کا لفظ سچ مچ کے مقابل اور بے حقیقت کے معنوں میں بولا جاتا ہے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادتوں میں اسی معنے والے استعارہ ومجاز کی نفی کی گئی ہے۔ جیسا کہ خود مولوی صاحب کے فقرہ "اور یہ کہیں کہ ہم ۱۸۹۱ئہ میں استعارہ اور مجاز نہیں جانتے تھے ہم تو سچ مچ کا نبی مانتے تھے" سے بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصطلاح علیحدہ ہے کیونکہ آپ نے حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت جدیدہ نبی لیا ہے (سراج منیر) اور اُمتی ومجازی نبی سے غیر تشریعی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مقام نبوت کو پانیوالا نبی مراد لیا ہے (تجلیات الٰہیہ۔ حقیقۃ الوحی۔ ریویو بر مباحثہ وغیرہ) اس اصطلاح کے رُو سے کوئی احمدی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی نبی ہیں استعارہ اور مجاز کے رُو سے نہیں۔ ان اصطلاحی معنوں کے استعارہ ومجاز فی النبوۃ کا صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی شہادتوں میں ہرگز ہرگز انکار نہیں۔ میں ایک لمحہ کے لئے بھی باور نہیں کرسکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس قدر واضح بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے یقین کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس صحابہ کے لئے "بے شرمی" اور "دجالیت" ایسے گندہ الفاظ کا استعمال محض جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مجھے اس وضاحت کا علم نہ تھا اور میں نے غلطی سے "بے شرمی" اور "دجالیت" کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ ہم ماہ ستمبر ۱۹۴۲ئہ سے جلی حروف میں ان کے "بلند پایہ عالم" شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (لاہوری) کی مندرجہ ذیل حلفیہ شہادت شائع کر رہے ہیں بلکہ اس کا عکس بھی شائع کر چکے ہیں کہ:۔

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ نفسِ نبوت میں مَیں نہ اُس وقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں مَیں نے استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں مَیں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علیٰ سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضورؐ کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور کا کامل بروز ہو کر مقامِ نبوت کو حاصل کرنے والا نبی۔

میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔

عبدالرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء"

اگرچہ پیغامی بننے کے بعد جناب شیخ صاحب لاہوری کو "فنِ تاویل" میں مہارت حاصل ہو گئی ہے۔ مگر وہ بھی بار بار مطالبہ کے باوجود اس شہادت کی طرف رُخ نہیں کرتے اور نہیں بتلاتے کہ اب انہوں نے "جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ" اور "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات" سے ثابت شدہ عقیدہ سے کیوں انحراف اختیار کیا ہے اور کیوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ایمان سے برگشتہ ہو گئے ہیں؟ خیر یہ تو شیخ صاحب سے تعلق رکھنے والی بات ہے مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا مولوی محمد علی صاحب نے استعارہ و مجاز کی یہ تشریح نہ پڑھی تھی؟ یقیناً انہوں نے اسے پڑھا ہے اور اس کے باوجود انہوں نے خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکباز صحابہ پر ابتدا ہی کے طور پر "بے شرمی" اور "دجالیت" کا ناپاک ترین الزام لگایا ہے۔ انتہائی رنج اور افسوس سے اس امر کا ذکر کرنا پڑتا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں درشت کلامی میں حد سے تجاوز کر چکے ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق لکھا تھا کہ:۔

"باقی رہا یہ کہ کسی نے میاں صاحب کو یزید سے مشابہت دیدی تو یہ کوئی گالی نہیں۔"

(پیغام صلح ۲۶ر اگست ۱۹۳۷ء)

اور اب انہوں نے واجب الاحترام صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے "بے شرمی" اور "دجالیت" ایسے قبیح الفاظ استعمال کرکے ہمارے قلوب پر نمک پاشی کی ہے۔ احمدیت کی تاریخ میں مولوی صاحب کے اس طریق کار پر ہمیشہ افسوس کیا جائے گا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مولوی صاحب کے بعد کے اس عمل پر اُن کے مندرجہ ذیل ابتدائی قول کی بناء پر مستقبل کا مؤرخ کیا فتویٰ لگائے گا کہ :-

"میں بار بار کہتا ہوں کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ میرے آقا کے صاحبزادے ہیں اگر میں ان کی عزت و احترام کو ملحوظ نہ رکھوں تو بڑی نمکحرامی ہوگی"

(پیغام صلح ۲۴ر مارچ ۱۹۱۴ء)

لیکن میں ان سنجیدہ غیر مبائع بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں جو جماعت احمدیہ قادیان سے اختلاف کو صرف عقیدہ کے اختلاف تک محدود رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے مولوی محمد علی صاحب سے عرض کریں کہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بلاوجہ اس قدر دلآزار الفاظ کے استعمال کے طریق کو چھوڑ دیں اُن کا یہ طریق جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد کی دلآزاری کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ پر بھی ناپاک حملہ ہے۔ کیا منصف مزاج غیر مبائع دوست اس طرف توجہ کریں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کی شان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا تازہ مکتوب گرامی

مولوی محمد علی صاحب سے ہر سہ اختلافی مسائل پر مناظرہ منظور ہے

مناظرات محض بحث کی خاطر عبث اور مضر ہیں ہاں اگر تحقیق مد نظر ہو تو ہرج نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بلا وجہ اصرار ہوتا ہے کہ میں صرف امام جماعت احمدیہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ہی مباحثہ کرنا چاہتا ہوں ۔ ۱۹۳۶ء میں مولوی صاحب کے اسی قسم کے اصرار پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے مولوی ابو العطاء صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب ... خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں آپ ان سے شرطیں طے کریں جو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو جب بھی طے ہو جائیں تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں الّا ان یشاء اللہ۔ مباحثہ کی غرض اگر ایک جماعت تک حق کی آواز کا پہنچانا ہو تو اس میں مجھے عذر ہی کیا ہو سکتا ہے۔ عذر تو اسی صورت میں ہوتا ہے جب مباحثہ کو کھیل یا فساد کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

لیکن افسوس کہ مولوی صاحب کی طرف سے غیر احمدیوں کے ثالث بنانے ایسی نامعقول شرائط پر بے جا اصرار کے باعث یہ معاملہ طے نہ ہو سکا۔ اب پٹیالہ کے غیر مبائع ماسٹر صادق علی صاحب نے ڈاکٹر محمد صدیق صاحب احمدی ساکن سنور سے طے کیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے مقررہ وقت میں منظوری لینے کے ذمہ وار ہوں گے کہ حضور نبوتؐ، کفر و اسلام، خلافتؑ اور اسمہٗ احمد کے چار مضمونوں پر مولوی محمد علی صاحب سے بغیر ثالث کے بحث کریں گے۔ اور ماسٹر صاحب مذکور مولوی محمد علی صاحب سے ایسی ہی منظوری حاصل کرنے کے ذمہ وار ہوں گے اپنے امام کے متعلق اس قسم کی پابندیوں کا ازخود اقرار کرنا ادب و احترام کے خلاف ہے۔ چونکہ اسمہٗ احمد محض ایک پیشگوئی ہے کوئی مستقل اختلافی مسئلہ نہیں۔ اس لئے امر کے متعلق یہ تصریح کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ہر سہ اختلافی مسائل پر مولوی محمد علی صاحب سے خود بحث کرنا منظور فرما لیا ہے۔ ذیل میں پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری کے نام کا خط درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✤ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے آپکو مندرجہ ذیل جواب لکھنے کی ہدایت فرمائی ہے کہ:-

"آپ کا ایک خط سندھ میں چلنے کے دنوں کے قریب ملا اور ایک قادیان پہنچنے کے بعد- آپ نے جو موقت شرط لگائی ہے میں اسمیں کوئی معقولیت نہیں دیکھتا- یہ کوئی اس قسم کا مسئلہ نہیں تھا کہ جس کا کسی معین وقت کے ساتھ تعلق ہو جس کی وجہ سے معین وقت کی شرطیں باندھی جائیں بلکہ اس بارہ میں شرط باندھنا میں وقار کے خلاف سمجھتا ہوں کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے امام کے بارہ میں شرطیں لگائے- اگر صادق علی صاحب نے یہ غلطی کی تھی تو آپکو یہ غلطی نہیں کرنی چاہیے تھی-

جہانتک مسائل کا تعلق ہے میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث اوّل انکار مسیح موعود علیہ السلام دوم نبوت مسیح موعود علیہ السلام سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کرسکتا ہوں- اسمہ احمد فی ذاتہ کوئی مسئلہ نہیں وہ تو پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے- اگر مسیح موعود علیہ السلام کی صرف وہی پیشگوئی ہوتی تب بھی بات تھی مگر جب اور پیشگوئیاں موجود ہیں تو اس پیشگوئی کو ایک دلیل تو قرار دیا جاسکتا ہے بذاتہ کوئی مسئلہ نہیں قرار دیا جاسکتا- یہ تو نبوت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے- اگر کوئی فریق چاہے تو اسے نبوت کے دلائل یا تردید کے طور پر پیش کرسکتا ہے اس بارہ میں کوئی روک نہیں مگر مستقل موضوع کے طور پر اسے اختیار نہیں کیا جاسکتا میرے نزدیک چونکہ مضامین زیادہ ہیں تین تین پرچے کافی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کے بارہ میں ہم مدعی ہیں، خلافت کے بارہ میں ہم مدعی ہیں- انکار مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق دو نو پہلو نکلتے ہیں وہ مدعی قرار دئے جاسکتے ہیں ہم بھی مدعی قرار دئے جاسکتے ہیں- اسکا تصفیہ باہمی بعد میں ہوسکتا ہے کہ کسی ایک کو مدعی قرار دیا جائے یا دونوں کو مدعی قرار دیا جائے- پرچوں کی لمبائی معین ہو جانی چاہیئے اسکا آپس میں تصفیہ کیا جاسکتا ہے- مدعی کے پرچے دو ہونگے پہلا اور آخری اور تردید کرنیوالے کا ایک ہوگا درمیانی- جیسے کہ دنیا کا مسلمہ طریق ہے اور روزانہ عدالتوں میں اس پر عمل ہوتا ہے یہ پرچے مشترک اخراجات سے شائع ہو جائیں جسکا خرچ دونوں فریق ایک متفقہ ثالث کے سپرد کردیں اور تاریخ مقرر کردیجائے کہ فلاں تاریخ تک پرچے اسکے پاس پہنچ جائیں تا یہ نہ ہو کہ کمزور فریق اپنے پرچے کو دبائے رکھے پھر یہ کتاب شائع ہوکر اپنے اپنے خرچ کے مطابق دونوں جماعتوں کے نمائندوں کے پاس تقسیم کردیجائے وہ اپنے طور پر چاہے تقسیم کریں چاہے بیچیں ——— نیز حضور نے فرمایا کہ:-

"چونکہ آپکا وہ خط ایسے وقت میں ملا جبکہ بہت سی ڈاک جمع ہوئی تھی اس لئے میں نے اُسے سرسری نگاہ سے دیکھا تھا- اسوقت اصل خط آپکا سامنے نہیں مولوی ابو العطاء صاحب نے جو مضمون مجھے دکھایا ہے اس کے مطابق جواب لکھوا رہا ہوں"-

خاکسار محمد عبد اللہ اعجاز پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ۲۲-۴-۴۳ ۵

ہم امید کرتے ہیں کہ اب کی مرتبہ مولوی محمد علی صاحب کسی قسم کا ناجائز عذر پیش نہ کرینگے اور جہانتک ممکن ہوگا جلد از جلد اس فیصلہ کن مناظرہ پر آمادہ ہو جائینگے غیر مبائع بھائیوں کو چاہیے کہ مولوی صاحب کو اس دفعہ بہر حال اس نیک کام کیلئے تیار کریں ✤

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زندہ جانشین کون ہے؟

فریق لاہور کے سامنے ایک فیصلہ کن طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا :-

"میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اسکو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔" (اربعین ۳ صفحہ ۲۰)

اس عبارت میں حضور علیہ السلام نے اپنی چار امتیازی خصوصیات کا ذکر فرمایا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ جانشین ہیں اور جماعت احمدیہ کا یقین ہے کہ حضرت فضل عمر میرزا بشیر الدین محمود احمد جنہیں خدا نے اپنی پاک وحی میں حسن و احسان میں مسیح موعودؑ کا نظیر قرار دیا ہے اس وقت حضور کے زندہ جانشین ہیں۔ اب فیصلہ آسان ہے کہ جانشین میں بقدر مراتب اصل کے کمالات پائے جانے چاہئیں۔ شاخ میں درخت کے خصائص کا موجود ہونا ضروری ہے اگر جناب مولوی محمد علی صاحب کہتے ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچی اتباع کی برکت سے مجھے یہ امتیاز حاصل ہے کہ ۱ آسمانی نشانوں میں، ۲ دعاؤں کی قبولیت میں، ۳ قرآن کے نکات و معارف بیان کرنے میں اور ۴ غیب کی پوشیدہ باتیں بتانے میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا تو یقیناً معاملہ قابل توجہ ہے لیکن جب امر واقعہ یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب ان امور روحانیہ میں سے کسی کے نہ دعویدار ہیں اور نہ ہی ان میں سے کوئی امر ان میں پایا جاتا ہے تو نامعلوم وہ یا ان کے ساتھی کیوں اور کس دلیل کی بناء پر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زندہ جانشین قرار دیا کرتے ہیں۔ اگر جناب مولوی صاحب کا دعویٰ ہو کہ انہیں یہ چاروں باتیں

یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہے تو وہ اس کا اب بھی اعلان فرمائیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس وقت ایک ہی **مقدس وجود** صفحۂ زمین پر موجود ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زندہ جانشین ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے اب بھی خدا تعالیٰ کے **آسمانی نشان** ظاہر ہو رہے ہیں **غیب کی پوشیدہ باتیں** قبل از وقت آپ کو بتائی جاتی اور اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کے **نکات و معارف** آپ پر کھلتے ہیں اور کوئی نہیں جو اس بارے میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو **قبولیت دعا** کا بھی نشان عطا فرمایا ہے۔ ان امور کے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ دنیا کا کوئی **مذہبی نمائندہ** ان باتوں میں مقابلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلا۔ حالانکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے بارہا اس کا اعلان فرمایا ہے۔ چند اقتباسات درج ذیل ہیں :۔

(۱) ۱۹۱۷ء میں حضور نے شملہ سے اعلان فرمایا کہ :۔

"میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آ کر ہم سے مقابلہ کر لے ..... ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں۔ اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے میں **دعویٰ** سے کہتا ہوں۔ کہ **ہماری دعا قبول ہوگی**۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ میں آنے سے ڈرتے ہیں ورنہ حق نہایت روشن طور پر کھل جاتا۔ اگر اس مقابلہ کیلئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت ہی نہ رہے گی۔" (الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۲) وائسرائے ہند لارڈ ارون کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

"میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے رؤیا اور الہامات سے حصہ پایا ہے۔" (تحفہ لارڈ ارون صفحہ ۲۶)

(۳) عام اعلان کے طور پر فرمایا :۔

"جماعت میں بھی ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور **خود مجھ سے ہزاروں مرتبہ** اس نے باتیں کی ہیں۔" (تبلیغ حق صفحہ ۵۲)

(۴) موجودہ جنگ کے بارے میں اپنے متعدد رؤیا و الہامات قبل از وقت بتائے جو حرف بحرف پورے ہوئے۔ اسی سلسلہ میں حضور نے **اتحادیوں** کے متعلق اعلان فرمایا کہ :۔

(الف) "خدا میری دعا کی برکت سے یہ مصیبت اُن سے دور کر دیگا" (الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(ب) "میرا دعویٰ ہے کہ میری دعا سے انکی مشکلات دور ہو سکتی ہیں" (" ۱۲ جنوری ۱۹۴۰ء)

(ج) "اگر وہ سچے دل سے ہماری طرف دعا کے لئے متوجہ ہوں تو اللہ تعالےٰ اُن کی مشکلات کو دور کر دے گا مگر افسوس کہ اپنی مادی ترقی کی وجہ سے ان کو یہ تحریک نہیں ہوتی کہ ہمیں وہ دعا کے لئے کہیں" (الفضل ۳ جولائی ۱۹۴۲ء)

(د) "اگر وہ چاہیں اور جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست کریں تو اللہ تعالےٰ ہماری دعا سے ان کی مشکلات کو دور کر دے گا ...... اگر وہ ہماری طرف دعا کے لئے سچے دل سے متوجہ ہوں تو اللہ تعالےٰ اس فتنہ کو دور کر دے گا اور ان کے لئے امن و آسائش کے ایام واپس لے آئے گا ...... اس درخواست کے نتیجہ میں اسلام اور احمدیت کی سچائی ظاہر ہوگی" (الفضل ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مشن کے لحاظ سے صرف سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہی زندہ جانشین ہیں۔ ان روحانی امور اربعہ میں اس وقت آپ ہی وارث ہیں۔ غیر مبائع بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس پہلو پر غور فرما کر اس مقدس انسان کی جماعت میں شامل ہوں جو اس وقت اسلام و احمدیت کی زندگی کا زندہ نشان ہے۔ اور ہر میدان میں اس کا ثبوت دے رہا ہے اور واقعی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسن و احسان میں نظیر ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور بشارت خداوندی

"خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

(درثمین)

مولوی اختر حسین صاحب (پیغامی مبلغ) کا اپنے انعامی چیلنج سے گریز

ہم خاتم النبیینؐ کے معنے افضل النبیینؐ ثابت کرنے کیلئے تیار ہیں

قارئین کو بخوبی معلوم ہے کہ پیغامی مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے انعامی چیلنج دیا تھا کہ جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرے جسے میں نے فوراً منظور کر لیا۔ مگر مولوی اختر حسین صاحب چیلنج میں ترمیم کرنے کے باوجود آج تک گریز اختیار کر رہے ہیں اب مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ پیغام صلح (۱۰ مارچ) میں غیر احمدیوں کی نقل کرتے ہوئے "قادیانیت کی خطرناک علمی شکست" کے مکروہ عنوان سے ایک مضمون بھی شائع کر دیا جس میں لکھا کہ "مرزا محمود احمد صاحب میں اس چیلنج کو منظور کرنے کی قطعاً ہمت نہیں"۔ آہ! اگر مذہب کی نمائندگی کا ادعا کرنے والے اس قدر مغالطہ دہی سے کام لیں تو بیچارے لامذہبوں کا کیا حال ہوگا جس چیلنج کو حضرت محمود ایدہ الودود کے ایک ادنیٰ خاکپا نے منظور کر لیا اس کے متعلق پیغامی مبلغ کا مندرجہ بالا ریمارک کس قدر صداقت سے دور ہے۔ میں نے مولوی اختر حسین صاحب کو ۲۰ مارچ ۴۳ء کو مندرجہ ذیل مکتوب لکھا جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے افادہ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے:۔

مکرم جناب مولوی اختر حسین صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ نے پیغام صلح ۱۰ مارچ ۴۳ء میں ایک مضمون "قادیانیت کی خطرناک علمی شکست" کے ناپسندیدہ عنوان سے شائع کیا ہے جس کے آخری حصہ میں آپ نے اپنے مکتوب ۱۲ جنوری کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "خود جناب مرزا محمود احمد صاحب سے میرے مطالبات کا یا خط کا پھر کوئی جواب نہیں بن آیا۔ چونکہ اخبار الفضل میں میرے خطوط کی طرف اشارہ کر کے یہ غلط بیانی کی گئی ہے کہ گویا میں نے ان سے حوالہ جات طلب کئے ہیں لہٰذا اظہار حقیقت کی غرض سے اصل خط وکتابت ہدیہ قارئین ہے"۔

مکرم مولوی صاحب! میں حیران ہوں کہ جب آپ کے چیلنج کو منظور کر کے میں نے ہر طرح سے آپ پر اتمام حجت کر دی اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی آپ کو اپنے مکتوب ۱۷/۱/۴۳ میں صاف طور پر تحریر فرما دیا کہ:۔

"ایک چیلنج دے کر جسے پورا کرنے کے لئے میرا ایک مرید تیار ہے اس کے متعلق حوالجات

مجھ سے پوچھنا غلط طریق ہے کیونکہ مناظرہ سے قبل آپ کا مجھ سے وہ حوالہ جات طلب کرنا اور میرا بتانا اصل غرض کو فوت کر دیگا۔" (پیغام ۱۰ ارمارچ ص۵ کالم ۳)

تو پھر اس قسم کے غیر احمدیوں والے عنوانات کے ماتحت آپ کا اس طرز کے بیان شائع کرنا کیونکر روا ہی؟ آپ کے خطوط میں جب کتب ولٹریچر کے بارے میں علم پوچھا گیا تو اس کے معنے بجز حوالہ طلب کرنے کے اور کیا ہیں خصوصاً جبکہ آپ کو معلوم ہے اور آپ اسے شائع بھی کر چکے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین درست اور قرآن مجید۔ احادیث نبویہ، کتب و محاورات اہل زبان کے عین مطابق ہیں تو آپ ہی سوچیں کہ آپ کے خطوط کا مطلب بجز حوالہ جات کے مطالبہ کے کیا تھا؟ بہرحال میں آپ کے جملہ شکوک و اعتراضات کا مفصل جواب الفضل ۲۹ نومبر، ۳ دسمبر اور ۱۲ دسمبر ۱۹۴۲ء میں شائع کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کے فریق کے جملہ اکابر کے نام ۶ دسمبر ۱۹۴۲ء کے الفضل میں ایک لاجواب کھلی چٹھی بھی طبع کرا چکا ہوں اور یہ سارے پرچے باقاعدہ طور پر آپ کو پہنچ ہیں۔ علاوہ اس کے مختلف پیرایوں میں آپ کو یاد دہانی کرا چکا ہوں۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے یہ دکھلانے کے لئے تیار ہوں۔ اور اپنے اس دعویٰ کو احادیث نبویہ سے ثابت کرنے کے لئے بالکل مستعد ہوں کہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ہیں۔ اگر آپ اپنے چیلنج ترمیم شدہ پر قائم ہیں تب بھی جرأت کر کے میدان مقابلہ میں آئیں مگر آپ ہیں کہ ادھر اُدھر جا رہے ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کو صاف اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ اس چیلنج کے سلسلہ میں جسے خاکسار نے کھلے طور پر منظور کرنے کا اعلان کر دیا ہے آپ کا حضور سے اس قسم کی خط و کتابت کرنا اصل مقصد کو فوت کر دے گا آپ کے خطوط صاف دلالت کر رہے ہیں کہ آپ اب گریز کے لئے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے آپ کی آخری چٹھی خاکسار کو جواب کے لئے دی تھی۔ مگر آپ یہ کہہ کر کہ "خود جناب مرزا محمود احمد صاحب سے میرے مطالبات کا یا خط کا پھر کوئی جواب نہیں بن آیا" میرے جواب کو نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ یہ صحیح طریق تحقیق نہیں میں آپکو توجہ دلا چکا ہوں کہ آپ کے خط کا جواب تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے گرامی نامہ ۱۲/۴۲/۲ اور ۱۲/۴۲/۱۷ میں آچکا ہے اب بار بار تکرار کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آپ میرے مضامین کا جواب دیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ اب اس اخباری مضمون نگاری کی بھی کیا ضرورت ہے میں جب احادیث نبویہ سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں اور مجھے آپ کا انعامی چیلنج منظور ہے تو آپ کو اس میدان میں آنا چاہیئے۔ اور مناظرہ شروع ہونے

دینا چاہیئے کیا آپ بھی اس کے لئے تیار ہوں گے؟ و ۲۰/۱۲/۴۲ء - خاکسار ابوالعطاء جالندھری"

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بہشتی مقبرہ کو وقعت نہیں دی؟

اہلِ پیغام نے ابتداء سے ہی خدائی نظام بہشتی مقبرہ کا استخفاف کیا۔ اپنی وصیتوں کو منسوخ کر کے اور دوسرے موصیوں کو اپنی جائدادوں پر خود قبضہ کر لینے کی تلقین کر کے اس نظام کو درہم برہم کرنا چاہا (پیغام صلح ۲۸ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۳) مولوی محمد علی صاحب نے آج تیس ۳۰ برس کے بعد مجبوراً ایک نیا انکشاف فرمایا ہے کہتے ہیں :-

(۱) "حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس بہشتی مقبرہ کو وقعت نہیں دی بلکہ اس بہشتی مقبرہ کو وقعت دی ہے جو آپ کو رؤیا میں دکھایا گیا۔" (۲) "یاد رکھنا چاہیئے کہ مقبرے دو ہیں عند اللہ وہ مقبرہ ہے جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے اور ظاہر طور پر وہ مقبرہ ہے جس کی بنیادیں آپ نے اپنے ہاتھوں سے رکھیں۔" (پیغام صلح ۱۴ اپریل ۴۳ء)

اول تو یہ امر قابلِ غور ہے کہ کیا بہشتی مقبرہ کے رؤیا میں دکھلائے جانے سے یہ ثابت ہو گیا کہ "مقبرے دو ہیں"؟ اگر یہ درست ہے تو چونکہ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا تھا اس لئے ثابت ہوا۔ کہ "مولوی محمد علی دو ہیں"۔ افسوس کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ استدلال "تنکے" سے بھی گیا گذرا ہے۔ باقی رہا یہ قول کہ "حضرت مسیح موعودؑ نے اس بہشتی مقبرہ کو وقعت نہیں دی" اس کا جھوٹ ہونا رسالہ الوصیت پڑھنے سے بخوبی کھل جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

(الف) "ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔" (الوصیت صفحہ ۱۶) (ب) "اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحیِ خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔" (صفحہ ۱۸) (ج) "واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔" (صفحہ ۲۱)

(د) "بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذریگا اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً۔" (صفحہ ۲۷)

اب غیر مبائع بھائی خود ہی سوچیں کہ آیا یہ بہشتی مقبرہ رؤیا کے بہشتی مقبرہ کا مصداق نہیں ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے وقعت نہیں دی؟ اگر مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں جواب اثبات میں ہے تو یقیناً ثابت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے اس قسم کے "انکشاف" صرف ان کی "پردہ دری" کا موجب ہیں ؂

اخبار پیغامِ صلح کے اعتراضات کے جواب

(۱) ظلّی حج کے متعلق حوالہ جات

ایڈیٹر صاحب پیغامِ صلح نے ازراہِ فتنہ انگیزی لکھا ہے کہ :-

"کس قدر بہتان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کو بھی اس حج کا ایک ظل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی اس کا خدا نے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔ کہاں فرمایا ہے؟ کاش کوئی اس کا حوالہ دیا ہوتا" (پیغامِ صلح ۲۸ جنوری ۱۹۴۳ء)

الجواب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲)

(۲) "اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی ایک طرح کا حج ہی ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی پابندی ہے اور ہم بھی تو اس کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی حفاظت کیواسطے آئے ہیں"۔ (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱)

(۳) "اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے تو وہ بھی ایک حج کی جگہ ہوتا ہے"
(بدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(۴) ؎ "زمینِ قادیاں اب محترم ہے + ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے" (درثمین)

ان چار اقتباسات کے علاوہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل الفاظ بھی قابلِ توجہ ہیں جو انہوں نے یکم دسمبر ۱۸۹۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرمائے :-

"خدا نے مکہ کے ظل کے طور پر اس بستی کو بھی مومنین کے لئے نشان بنایا کیونکہ خدا کی نعمتیں اور بخششیں اپنا زندہ ثبوت اس سے دیتی ہیں کہ ان کے نمونے سدا رہتے ہیں میں رُوح اور راستی سے شہادت دیتا ہوں اور جس کی فطرت سلیم اور نیک ہے وہ اسکو بدگمانی سے نہ دیکھیگا"۔

آج غیر مبایعین کو حوالہ نہیں ملتا حالانکہ ان کی "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" نے جو کلید کلام الامام

شائع کی ہے اس میں بھی ردیف قاف کے نیچے "قادیان حج کی جگہ" کے عنوان سے "بدر ۱۹۰۶ء" کا حوالہ دیا گیا ہے۔ (کلید ص۹۷) والرجل یؤخذ باقرارہٖ

(۲) الہامات میں لفظ نبی

پیغام صلح لکھتا ہے:۔ "مولوی اللہ دتا صاحب حضرت صاحب کے تین[3] الہام بھی ایسے نہیں پیش کر سکتے جن میں خدا نے آپ کو نبی کہا ہو۔" (۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء)

الجواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک **وحی** جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ **رسول** اور **مرسل** اور **نبی** کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔"

(رسالہ ایک غلطی کا ازالہ ص۱)

اس کے بعد کسی احمدی کا حق نہیں کہ کہے کہ تین دفعہ بھی الہامات میں نبی کا لفظ نہیں آیا لیکن اتمام حجت کے لئے مندرجہ ذیل تین حوالہ جات درج ہیں:۔

(۱) "الہام ہوا دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔"

(مکتوب حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ اخبار الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء ص۶)

(۲) ۸ فروری ۱۹۰۶ء کا الہام "زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک اے اللہ کے نبی! میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔" (البشریٰ مرتبہ بابو منظور الٰہی صاحب غیر مبائع جلد ۲ ص۱۰۱ بحوالہ اخبار بدر ۹ فروری ۱۹۰۶ء)

(۳) ایام جلسہ ۱۹۰۷ء کا الہام "یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ اے نبی! بھوکوں سوالیوں کو کھانا کھلاؤ۔" (البشریٰ ص۱۳۸۔ بدر ۹ جنوری ۱۹۰۸ء)

کیا ہم امید رکھیں کہ غیر مبایعین خدا تی آواز کے ہمنوا ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی و رسول تسلیم کریں گے؟

(۳) مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ!

پیغام صلح نے لکھا کہ:۔ اگر مولوی اللہ دتا صاحب از قبیل استعارہ و مجاز لفظ نبی کے استعمال کرنے والے کو درحقیقت نبی سمجھتے ہیں تو وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جو اپنے آپ کو مجازی نبی لکھتے تھے۔ تو اس سے آپ کا یہی مطلب ہوتا تھا کہ آپ درحقیقت نبی

ہیں۔ کیا وہ اس جرأت کے لئے تیار ہیں؟" (۲۴ر مارچ)

اس مطالبہ سے ظاہر ہے کہ غیر مبایعین کے نزدیک مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ شریعت کے رو سے جائز ہے۔ ہم نے مجازی نبی کے مفہوم کے متعلق مقالہ افتتاحیہ میں وضاحت کر دی ہے پیغام صلح کو واضح رہے کہ خاکسار اس مفہوم کے متعلق مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے براہ کرم وہ جماعت احمدیہ کے مطالبہ کے مطابق مولوی محمد علی صاحب کو بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کے لئے تیار کرے کہ ۱۹۱۴ء سے قبل بھی میں نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچ مچ کا نبی تسلیم نہیں کیا؟ دیکھیں پیغام صلح اس عقدہ کو کس طرح حل کرتا ہے۔

(۴) ازالہ اوہام کا کشف اور اس کے مصداق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابو داؤد کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"اس کے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرگردہ ایک توفیق یافتہ شخص ہو گا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جاوے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہو گا۔ اس جگہ اگرچہ اُس منصور کو سپالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں ہے بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہو گی کہ اس حارث کو دی جائیگی۔ جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اُس دوسرے کی طرف رُخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اُسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے وہ میری اس بات کو سُنکر بولا ایک لاکھ نہیں ملیگی مگر پانچہزار سپاہی دیا جائیگا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اُس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اُس کے پہچاننے سے قاصر رکھا لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔" (ازالہ اوہام ص ۹۸-۹۹ طبع اول)

مولوی محمد علی صاحب اس دعویٰ کے ساتھ کہ ان کی تعداد عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مخلصوں اور منافقوں

ہمیت پانچہزار ہے اپنے آپ کو اس کشف کا مصداق قرار دیتے ہیں (پیغام ۱۸ر جنوری ۱۹۴۳ء) حالانکہ اوّل تو ان کا پانچہزار ہونا محض ایک قیاسی بات ہے۔ دوم کشف میں پانچہزار سپاہی دیئے جانے کا ذکر ہے نہ کہ عورتیں اور بچے۔ سوم سپاہی اپنے سپہ سالار کو واجب الاطاعت مانتے ہیں مولوی صاحب کے ساتھی انہیں واجب الاطاعت ماننے کے لئے تیار نہیں۔ چہارم اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت مولوی صاحب کے اس زعم کو رد کر رہی ہے کیونکہ نہ مولوی صاحب منصور ہیں اور نہ ان کی جماعت غالب آرہی ہے بلکہ وہ تو خود غیروں میں مدغم ہو رہے ہیں۔ پنجم سب سے بڑھ کر یہ کہ کشف میں دیئے جانیوالی فوج کی علامت یہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصرت کے لئے کمربستہ ہوگی غیر مبایعین تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو پیش کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور ان کے لیڈر اسے ستم قاتل قرار دے چکے ہیں۔ خود مولوی محمد علی صاحب نے کہا ہے کہ :-

"افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جماعت قادیان کا قدم اس طرف جا رہا ہے کہ وہ اس پیغام کو دنیا میں پہنچانے کی اہل نہیں رہی اور یہی وجہ ہے کہ اس کی توجہ اب تبلیغ اسلام کی طرف نہیں رہی۔ **تبلیغ احمدیت پر ہی اُن کا سارا زور صرف ہوتا ہے**" (پیغام صلح ۱۷ر فروری ۱۹۴۱ء)

پس منصور کی فوج حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ کی فوج ہے جو تبلیغ احمدیت (احمدیت عین اسلام ہے) پر سارا زور صرف کر رہی ہے۔ مخالفوں پر غالب آرہی ہے۔ اور اپنے امام کی اطاعت کو واجب یقین کرتی ہے۔ جب مولوی محمد علی صاحب نے دنیوی مفاد کے پیش نظر مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر سے اعراض کیا خواجہ کمال الدین صاحب نے اسے ستم قاتل کہا تب خدا نے اپنے منصور بندے حضرت محمود رض کو کھڑا کیا۔ اور اس پاکباز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح پوزیشن کو دنیا میں قائم کر دیا۔ لہذا از الہ اوہام کا کشف صاف طور پر جماعت احمدیہ کے حق پر ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ طوبیٰ لمن تدبر واصغی الی الحق واطاع ؂

اطلاع

ہمارے اعلان پر بعض غیر مبائع احباب نے سوالات بھیجے ہیں تا وہ اور ان کے جواب فرقان میں شائع ہوں۔ انہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ ان کے سوالات آئندہ نمبر میں مع الجواب شائع ہونگے۔ انشاءاللہ العزیز

ایڈیٹر

کیا نبوتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منکرین کے کفر کی دلیل قرار دیا گیا ہے؟

غیر مبایعین کے ایک مطالبہ کا جواب

(از جناب سید احمد علی صاحب مولوی فاضل سیالکوٹی)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے لکھا ہے :-

"میں یہاں تک کہتا ہوں کہ ۱۹۱۴ء سے قبل تمام احمدیہ لٹریچر میں غیر احمدیوں کے کفر پر حضرت صاحب کی نبوت بطور دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اگر کی گئی ہے تو اس کا حوالہ دیا جائے۔" (اخبار پیغام صلح ۷ اپریل ۱۹۳۱ء ص۷)

اس مطالبہ کے جواب میں تین۳ حوالے درج کرتا ہوں۔ جو ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے مطالبہ کے موافق ۱۹۱۴ء سے پیشتر کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں سلسلہ احمدیہ کے دو مشہور اخباروں بدر و الحکم اور رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کی تسلی ہو جائے گی :-

پہلا حوالہ

"کیا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے والے کو کافر ماننا چاہیئے؟"

اس سوال کے جواب میں اخبار بدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء ص۲ پر لکھا گیا کہ :-

"خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرط اسلام میں داخل ہے۔ ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے۔ درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی سہی) نہیں مانتا۔ کہتا ہے وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائیگا یا مسلمان؟

حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالےٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حشر ہو گا؟ آپ ہی بتلائیے مگر انصاف شرط ہے۔"

دوسرا حوالہ

سوال کیا گیا کہ "کیا آپ کے فرقہ کو سوائے مخالفوں کے دوسرے مسلمانوں سے مل کر نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے؟"

اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء ص۱ پر اس کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا ہے کہ :-

"ہمارے فرقہ والے کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔ اس لئے

کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں ....

(۲) حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق۔

(۳) ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے اور ان کا منکر کافر ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا مدلل اور سچا دعویٰ ہے کہ میں وہی نبی اللہ عیسیٰ ہوں۔ جس کے آنے کی نسبت اللہ تعالےٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ پس ان کا منکر بھی بالاتفاق کافر ہے۔ لہذا ہماری نماز اُن کے پیچھے جائز نہیں ؎

تیسرا حوالہ رسالہ تشحیذ الاذہان ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں بعض سوالات کے جواب شائع ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک سوال اور اس کے جواب کا وہ حصہ جو ہماری اس بحث سے تعلق رکھتا ہے۔ درج ذیل ہے :۔

سوال نمبر (۱۰) ایک مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ مرزا صاحب کے نہ ماننے سے کس دلیل سے کافر ہے؟

جواب :۔ جناب! اسی دلیل سے جس دلیل سے حضرت موسیٰ کے تابع تورات پر عامل حضرت عیسیٰ خلیفہ اُمت موسوی کا انکار کرنے سے انسان کافر بن جاتا ہے ؎ (ص ۲۸۴/۲۸۵)

کیا غیر مبائع حضرات عموماً اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب خصوصاً ان حوالوں کے بعد یہ تسلیم کرلیں گے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی نبی اللہ ہیں اور آپ کے منکر پر بھی ویسے ہی فتویٰ کفر عائد ہوتا ہے جیسے دیگر انبیاءؑ کے منکروں پر ہوتا ہے؟

غیر مبایعین کے مندرجہ بالا مطالبہ سے یہ ظاہر ہے کہ ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پُرانے لٹریچر کی کماحقہٗ واقفیت نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو دوبارہ قبول حق کی توفیق بخشے۔ آمین ؎

پیغامیوں کے جلسوں کا مقصد

دلی میں غیر مبایعین نے جلسہ کیا۔ بعض غیر احمدیوں نے ان پر چند اعتراضات بصورت اشتہار شائع کئے۔ اس پر غیر مبائع مبلغ نے انہیں بھرے جلسے میں کہا کہ :۔

"بیوقوف مشہور کرتے ہیں کہ اس جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ احمدی لوگ اپنے مسلمان ہونیکا لوگوں کو یقین دلائیں وہ غلطی پر ہیں یہ جلسہ اس لئے نہیں ہوا۔ کہ ہم اپنے مسلمان ہونے کا تمہیں یقین دلائیں۔ بلکہ اس لئے کہ تمہارے مسلمان ہونے کا تمہیں یقین دلائیں ؎ (پیغام صلح ۱۷ اپریل ۱۹۴۳ء)

کیا ان "بیوقوفوں" کو غیر مبایعین کے مسلمان ہونے کا پہلے سے ہی یقین آچکا ہے؟

قصیدہ در مدح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(نتیجۂ فکر جناب سید محمد شاہ صاحب شاہ دیو منشی فاضل بیج بہارہ کشمیر)

۱ بیادہ گوئی کہ مستم ز ساغر محمود — کجا حریف کہ مستم سخنور محمود
۲ مئے طہور کہ حرص و ہوا کند کافور — بسے پیالہ کشیدیم از بر محمود
۳ ازاں بعشق خدا و رسول او مستم — فراغم از تو ایثار وافر محمود
۴ کہ اوست صاحب عزم کمال و فضل عمر — امام قوم و علمدار افسر محمود
۵ بشیر دین و زکی است و مصلح موعود — شجاع ملت بیضا و ناشر محمود
۶ سرور قلب و جگر گوشہ مسیح زماں — مطاع و مرشد و ہادی و رہبر محمود
۷ ز قرب حق چو مصبغ ز صبغۃ اللہ شد — ازاں بدہر کسے نیست ہمسر محمود
۸ ببر کشیدہ قبائے خلافت اسلام — بسر ز فضل و بزرگیش افسر محمود
۹ بہر صباح و رواح از ہجوم خلق جہاں — بسان ارض حرم ہست کشور محمود
۱۰ علوم و معرفت و راحت دل و ایقاں — ز بہر ماست مہیا ز مصدر محمود
۱۱ کراست ہمسریش در معارف قرآں — چہ طور پشہ پر و پیش شہپر محمود
۱۲ کسے بغور نگہ گر کند بہ تفسیرش — چشد حلاوت قرآں ز شکر محمود
۱۳ ز ارتداد گروہے چو شد بکفر اسیر — رہا بعون حقش کرد لشکر محمود
۱۴ فساد مصری و پیغامیاں و مستریاں — نہ کامیاب شد از رائی انور محمود
۱۵ بچین و جرمن و جاپان لندن امریکہ — پئے اشاعت دیں رفتہ عسکر محمود
۱۶ بہر مقام بدنیا جماعتش قائم — بہر دیار بگیتی است دفتر محمود
۱۷ حزین و خستہ دلی گر ز حادثات جہاں — بیا و شاد شو از خوئی خوشتر محمود
۱۸ فگندہ ضد و تعصب محققانہ نگر — جمال یار بہ بینی ز پیکر محمود
۱۹ وصال یار بخواہی خصال باکش گیر — زلال وصل بنوشی ز کوثر محمود
۲۰ ایاز بود غلامے خریدہ محمود — ولے منم ز سر صدق چاکر محمود
۲۱ مرا بس است دعائے بوقت خاص اگر — رواں شود ز لب روح پرور محمود

(نوٹ۔ نمبر ۵ ۵ ۶ ۹ ۶ ۷ ۸ محمود بطور صنعت آوردہ است)

۲۲ ثنای ایزد بیچوں کہ کردت ای شاہ دیو — بلطف خویش غلام محقر محمود

واقعات کی شہادت

(از جناب شیخ ناصر احمد صاحب بی۔اے واقف تحریک جدید)

(۱)

واقعات کی شہادت قیاسات سے بالا اور امکانات سے دور ہوتی ہے۔ کہ اس گواہی میں کسی شک و شبہ کی جگہ نہیں ہوتی۔ غیر مبائعین کو سواد اعظم سے علیحدہ اختیار کئے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ اس زمانہ کے سینکڑوں واقعات کو خلافت ثانیہ کی حقانیت کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عام واقعات کو اتفاقی قرار دیا جا سکتا ہے انسانی دماغ کی قابلیت کہا جا سکتا ہے۔ پر وہ واقعات جن پر ربانی تصدیق ثبت ہو جائے ان کو تو ماننا ہی پڑتا ہے۔ آج ہم اسی قسم کی ایک دلیل پیش کر کے منصفین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس پر غائرانہ نظر ڈالیں۔ اور اگر انہیں اس میں خدا نظر آ جائے اور ان واقعات کے پیچھے خدائے فعال کا ہاتھ محسوس ہو تو حق کو بلا پس و پیش قبول کر لیں کہ سعادت کا یہی تقاضا ہے۔

(۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے چند سال قبل خدائے علیم سے علم پا کر جماعت کے سامنے ایک ایسی تحریک رکھی جو جماعت کی ہی نہیں انسانیت کی بنیادوں کو استوار کرنے کے لئے ایک بے حد مفید طریق ہے۔ اور آج جس کے فوائد اور شاندار مستقبل انسان کو چشم بینا رکھنے والے انسانوں کو اسلام کی ترقی و غلبہ کے دن بہت قریب دکھا رہا ہے۔ ہماری مراد "الوصیت" کے آسمانی نظام سے ہے جس کی رو سے ایک وقت دنیا کی غربت کے دکھ کا علاج۔ بھوک کے مصائب کا خاتمہ اور افلاس کی تنگیوں کا حل ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تحریک کے مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے ...... بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیئے لیکن اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے۔ کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔"

("الوصیت" صـ۲۲) پھر خدا تعالےٰ کے ارادہ کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔" (الوصیت صفحہ ۲۳)

(۳)

"الوصیت" کی تحریک عارضی نہیں تھی کہ جلد اس کا اثر مٹ جاتا۔ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا تھا۔ کہ یہ زمین و آسمان کے بادشاہ قادر خدا کا ارادہ تھا۔ یہ تحریک آج بھی جاری ہے۔ اس نظام میں منسلک ہونیوالے آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ پاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا تھا کہ "اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہیگا" اور آج جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اولؓ وفات پا چکے ہیں یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ انسانی سکیم نہیں تھی بلکہ خدائی ارادہ تھا۔ کسی انسانی فانی وجود کے وجود سے اس سلسلہ کا وجود وابستہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ خدائے لازوال کا کام ہے جو ہر وقت موجود ہے پس تحریک "الوصیت" کا وجود "مجلس کارپرداز مصالح بہشتی مقبرہ" کا وجود اس بات کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ کہ یہ سارا سلسلہ، یہ سارا نظام خدائی مشیت کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور وہ خلیفہ ربانی و برحق ہے کہ جو اس جماعت کا امام ہے۔

(۴)

کیا غیر مبائعین یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ "الوصیت" کے منشاء کو وہ پورا کر رہے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ خدائے قادر کے ارادے اسی طرح عارضی ہوا کرتے ہیں جس طرح کہ ان کے نزدیک اب "الوصیت" کی تحریک رائیگاں گئی۔ کیا ان کی کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوششوں اور خدائی ارادوں کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ یا کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں اس نظام کا پایا جانا محض اتفاقی ہے۔ یہ سلسلہ تو جاری ہی تب رہنا تھا اگر خدا چاہتا۔ اور اگر خدا نہ چاہتا تو یہ سلسلہ بھی عارضی وقت کے لئے ہوتا۔ لیکن اس کا جاری رہنا ظاہر کرتا ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اور خدا نے چاہا ہے کہ تحریکِ "الوصیت" کا وجود اس لحاظ سے خلافت ثانیہ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہو۔ آج خلافت ثانیہ میں اس تحریک کو وسعت حاصل ہوئی۔ انجمن قائم رہی۔ اور گذشتہ جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المومنین کی تقریر نے "الوصیت" کا ایک رنگین مستقبل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کیا "الوصیت" خلافت ثانیہ کی صداقت کی دلیل نہیں؟

(۵)

پھر اور آگے چلئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس انجمن کے کام کے متعلق بعض ہدایات دیں اور یہ بھی فرمایا۔ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔" (ر، صفحہ ۳۰)

قادیان کے مقام کی برکت دائمی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انجمن کا مقام ہمیشہ کے لئے قادیان مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ کڑی شرط لگانے کا کیا فائدہ تھا۔ اگر کسی وقت قادیان سے برکت اُٹھ جانی تھی تو ہمیشہ کے لئے انجمن کو ایسی بے برکت جگہ میں رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ امر بھی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قادیان دائمی برکات کے نزول کی جگہ ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا وہ منتخب کردہ مقام ہے جہاں آسمانی فیوض نازل ہوتے ہیں۔ اور انجمن کا یہاں رہنا یہ بھی بتاتا ہے کہ تا خلافت کے تابع انجمن آسانی سے کام کر سکے کیونکہ خلافت بہر حال قادیان میں ہی قائم رہنی تھی۔ قادیان کے مقام میں انجمن کا وجود تحریک "الوصیت" کا وجود اور خلافت کا وجود یہ ساری باتیں اُس خدائی ارادہ کو ظاہر کر رہی ہیں۔ جس طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا تھا۔

(۶)

پس اے غیر مبائع بھائیو! خدائی تقدیر سے لڑائی نہ کرو۔ آج نہ آپ لوگ قادیان میں ہیں نہ آپ خلافت کی نعمت رکھتے ہیں۔ اور نہ آپ کے ہاں "الوصیت" کی تحریک زندہ ہے۔ ان تینوں باتوں کو خدائی ارادہ نے جماعت احمدیہ قادیان میں اس طرح جمع کر دیا ہے کہ صداقت واضح اور بین ہے۔ اگر آپ لوگ ذرا سا بھی تدبر کریں۔ اور خدا آپ کی آنکھیں اس سوچ بچار کے لئے کھول دے تو "الوصیت" کے نظام میں خلافت ثانیہ کا ایک ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا اور حضرت خلیفہ اول رض کا ذکر کر کے فرمایا کہ "ہم سب کی موت کے بعد" اس سے مراد خلافت ثانیہ ہی تھی۔ آپ لوگ واقعات کی شہادت سے فائدہ اٹھائیں آپ لوگ ان تینوں برکات سے محروم ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اشتباہ کو بالکل دور کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو حق کے سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین ؏

شانِ محمود ایدہ اللہ الودود

غریبوں، مفلسوں، نادار محتاجوں کی جاں تم ہو
جو بیکس راندۂ مخلوق ہوں اُن کی اماں تم ہو

دُرِ مکنون جس کی تہ میں لاکھوں ہیں کروڑوں ہیں
کلامِ حق کے عرفاں کے وہ بحرِ بیکراں تم ہو

ہوئی تسلیم جس کے عہد میں دینِ محمد ؐ کی
سبق بوڑھوں کو بھی جس نے پڑھایا وہ جواں تم ہو

یہ پروانے اُڑے آتے ہیں جو دنیا کے کونوں سے
تمہیں ہو شمع اُن کی اور میرِ کارواں تم ہو

اجی تاثیر کیوں کہتے نہیں فضلِ عمر۔ یوسف
وہی فخرِ رسل۔ محمود۔ مہدی کے نشاں تم ہو

(شیخ حیات تاثیر مجیب ...)

خلافت کی برکات

(از بشیر احمد پسر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی)

حفاظت اہلِ ایماں کی مقدر ہے خلافت سے
خلافت ہی بچاتی ہے انہیں قعرِ مذلت سے

خلافت مظہرِ شانِ نبوت نورِ وحدت ہے
خلافت روحِ مذہب ہے خلافت جانِ ملت ہے

خلافت ہی ستونِ اُمت و سامانِ رحمت ہے
خلافت ہی جہاں میں دین کی وجہِ حفاظت ہے

خلافت ہی ہدایت کے لئے تکمیل کا باعث
خلافت ہی شریعت کے لئے تعمیل کا باعث

خلافت حق تعالیٰ کی رفاقت کا نشاں سمجھو
خلافت نعمتِ ارض و سما کون و مکاں سمجھو

خلافت کی اطاعت میں نہاں راہِ جناں سمجھو
خلافت ہی سے وابستہ نجاتِ دو جہاں سمجھو

غرض جب بھی کبھی اس دور کا آغاز ہوتا ہے
تو ظاہر دستِ قدرت سے نیا اک راز ہوتا ہے

جہاں میں نور سے معمور ہیں اہلِ خلافت ہی
مئے عرفان سے مخمور ہیں اہلِ خلافت ہی

نگاہِ یار میں منظور ہیں اہلِ خلافت ہی
مظفر غالب و منصور ہیں اہلِ خلافت ہی

وہی معتوب ہوتے ہیں وہی مقہور ہوتے ہیں
خلافت کے جو دامن سے مشترز دور ہوتے ہیں

جناب مولوی محمد علی صاحب کے "مکتوبات" پر ایک نظر

کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

(۱)

پیغام صلح (۱۲ر جنوری ۱۹۴۳ء) نے "مکتوبات امیر" کے عنوان سے مولوی محمد علی صاحب کے دو خط شائع کئے ہیں۔ جن میں آپ نے "ایک دوست کے بعض استفسارات کے جواب" لکھے ہیں۔ ایک سوال یہ تھا کہ "کیا آمد ثانی پر ایمان لانا آنحضرت کی طرح ضروری ہے یا مثل مجددین سابق عمومیت کا رنگ رکھتا ہے؟"

اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"آنحضرت کے بعد نبوت نہیں صرف مجددین کا سلسلہ ہے۔ مجددین کا ماننا اور ان کا ساتھ دینا ضروری ہے مگر ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا انبیاء کے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔"

سوال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ پر **ایمان لانا** ضروری ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ "آنحضرت کے بعد نبوت نہیں الخ" یہ جواب، سوال کا صحیح جواب نہ ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد ذیل کے صریح خلاف ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر بھی **ایمان فرض** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۶)

(ب) "دنیا میں ماموروں کے انکار کے برابر کوئی شقاوت نہیں اور ان کے قبول کرنے کے برابر کوئی سعادت نہیں۔ اور سب سے بڑے شقی دو شخص ہیں جن کی شقاوت کو کوئی نہیں پہنچتا۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جس نے خاتم الخلفاء کو نہ مانا۔" (الہدیٰ صفحہ ۴)

کیا ان صریح تحریروں کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ مانتے ہوئے حضور کے انکار کو محض عام مجددوں کے انکار کی مانند قرار دینا درست قرار پا سکتا ہے؟

(۲)

مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا کہ جب آپ حضرت مسیح موعودؑ کو محض "مجدد صدی چہاردہم" مانتے ہیں تو اس صدی کے خاتمہ پر آپ کا سلسلہ بھی ختم ہو جانا چاہیئے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"چونکہ اس صدی کے مجدد کا کام محض وقتی تجدید نہیں بلکہ اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی بنیاد اس کے ظہور کے ساتھ رکھی گئی ہے اور یہ غلبہ قیامت تک ہوتا چلا جائیگا اور ہمیشہ رہیگا اس لئے **اس سلسلہ کا انجام بھی کوئی نہیں**۔ لیکن ہر مجدد اپنے وقت کا امام ہوگا اور غلبہ اسلام کی جن راہوں پر وُہ چلاتے اُنہی پر چلنا ہوگا۔"

جب سلسلہ احمدیہ قیامت تک ہے صرف چودھویں صدی کے خاتمہ تک نہیں تو اس کے صاف معنی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم نہیں بلکہ اس سے بڑھکر مستقل سلسلہ کی بنیاد رکھنے آئے تھے جو صرف انبیاء کی شان ہے۔ پس غیر مبایعین یا تو سلسلہ احمدیہ کو چودھویں صدی کے آخر تک یعنی تیس چالیس سال کے بعد ختم قرار دیں اور یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہی مقام تسلیم کریں جو جماعت احمدیہ مانتی ہے موجودہ دو رنگی کی کیا ضرورت ہے؟

(۳)

ان مکتوبات میں مولوی محمد علی صاحب نے اپنا مقام بایں الفاظ ذکر کیا ہے:۔

"عمل میں پورا اُتروں یا نہ اُتروں مگر اپنے ساتھیوں سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجھ میں کوئی کجی پائیں تو مجھے سیدھا کریں۔"

یہ کہنے میں تو مولوی صاحب خلفائے راشدین کی نقل کرتے ہیں لیکن ان کا طریق عمل یہ ہے کہ جونہی کسی نے حق بات کہی خود سیدھا ہونے کی بجائے اُسے گالیوں کا تختہ مشق بنا لیا۔ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے اس "کجی" کا صرف ایک گوشہ عریاں کیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان کے جواب میں بھی یہی طریق اختیار کیا جس پر ازدار خان بہادر صاحب نے انہیں "کھلی چٹھی" میں لکھا کہ:۔

"آپ نے اپنے پرانے مرض دل کا بخار نکال کر یہ ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ آپ واقعی ایک **کینہ پرور تنگدل** اور **تنگ نظر مُلّاں** ہیں۔ میں تو خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے آپ کی حقیقت سے آخر پردہ اُٹھا دیا اور عریاں کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا الخ۔"

اب مولوی صاحب اپنی اصلاح کرنے کی بجائے لوگوں کو یہ وعظ کر رہے ہیں کہ:۔

"صرف اس وجہ پر کوئی شخص جہاد کو ترک نہیں کر سکتا کہ اس وقت **امیر بُرا** ہے۔ اور اگر ایک **ناقص امیر** کے ساتھ آپ شامل ہو جائیں گے تو اس سے آپ کے ثواب میں کوئی نقص واقع نہ ہوگا۔" (پیغام ۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء)

فرمایئے کہ اب "کجی" کو غیر مبایعین کس طرح سیدھا کریں گے؟

قسط ششم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق

حضور کے صحابہ کی حلفیہ شہادتیں

ان شہادتوں کی یہ چھٹی قسط شائع ہو رہی ہے۔ غیر مبائع بھائیوں کو خدا ترسی سے کام لے کر ان پر غور کرنا چاہیئے۔ ہم حسب گنجائش یہ شہادتیں درج کر رہے ہیں نظارت تالیف وتصنیف کے ریکارڈ میں ایسی سینکڑوں گواہیاں موجود ہیں۔ ایڈیٹر

(۵۶)

مستری الٰہ بخش صاحب سکنہ موسے والہ ضلع سیالکوٹ کی شہادت

"میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر ذیل میں اپنی شہادت تحریر کرتا ہوں۔ میں نے ۱۹۰۳ء میں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ میں نے بمطابق پیشگوئی حضرت مخبر صادق حضور علیہ السلام کے سب دعووں پر ایمان لا کر نبی و رسول یقین کر کے مانا تھا جس میں آج تک بخدا اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں پاتا اس وقت عین نبوت کے مقام پر حضور کو مانا تھا۔ مگر عام بول چال میں امام مہدی علیہ السلام استعمال کرتا تھا۔ کوئی استعارہ اس میں خیال نہیں کرتا تھا میرا عقیدہ اس زمانہ میں وہی تھا جو حضور کے متعلق آج ہے۔" ۲۱/۱۲/۳۵

(۵۷)

میاں محمد صدر الدین صاحب موسیٰ والہ کی شہادت

"میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ میں نے ۱۹۰۳ء میں ہمراہ چوہدری بہاول بخش و اللہ بخش دستی بیعت کی تھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا نبی اور رسول یقین کر کے بیعت کی تھی جس میں کوئی استعارہ نہیں سمجھتا تھا اور حضور کو مقام نبوت پر یقین کر کے امام مہدی علیہ السلام کے نام سے پکارتے تھے۔ میرے عقیدہ کی بناء اس وقت یہی تھی جو آج ہے حضور کے متعلق میرے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔" ۲۱/۱۲/۳۵

(۵۸)

میاں کرم الٰہی صاحب سکنہ فتح پور ضلع گجرات کی شہادت

"جب حضور جہلم تشریف لائے اس وقت میں نے بیعت کی مجھے تاریخ یا سنہ یاد نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو اُمتی نبی مانتا رہا اور اسی پر میرا ایمان تھا مگر مفصل اس وقت ہُوا جبکہ پے درپے الہام نبوت پڑھے تو یقین ہُوا کہ واقعی آپ نبی بطفیل حضرت محمد صلعم ہیں خواہ اس کو کوئی ظلّی کہے یا بروزی - میرا پہلے عقیدہ حنفی المذہب تھا۔" ۲۴ $\frac{۱}{۳۶}$

(۵۹)

چودھری نواب خاں صاحب ساکن خان فتح خورد ضلع گورداسپور کی شہادت

"میری بیعت قریباً ۹۷-۹۸ء کی ہے میں حضرت مسیح موعود کو ان کی زندگی میں صحیح اور اصل معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا تھا اور اس زمانہ سے آج تک میں نے ہرگز ہرگز اپنے عقائد دربارہ مسیح موعودؑ میں کمی بیشی محسوس نہیں کی۔ ہاں اُمتی نبی ظلی نبی بروزی نبی کے الفاظ بھی استعمال کرتا تھا اور اب بھی اس سے زیادہ نہیں۔ میں جانتا تھا کہ آنیوالے مسیح کو احادیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس لئے جب میں نے آپ کے دعویٰ مسیحیت کو تسلیم کیا۔ میں دلی یقین سے اور ایمان سے یہی سمجھتا رہا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ اور میرا بیان مندرجہ بالا خدا تعالےٰ کو حاضر جان کر ہے" ۱۸ $\frac{۱۲}{۳۵}$

(۶۰)

ملک عبدالغنی صاحب کنجاہ ضلع گجرات کی شہادت

"میں نے جب حضرت صاحب جہلم تشریف لائے بیعت کی تھی غالباً ۱۹۰۳ء تھا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی و رسول صحیح معنوں میں یقین کرتا تھا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے یہ درجہ پایا اسی وجہ سے ہم اس زمانہ میں برادریوں سے الگ کئے گئے اور مسجدوں سے نکالے گئے یعنی اس لئے کہ حضرت صاحب کو نبی کیوں مانتے ہو" ۱۷ $\frac{۱۲}{۳۵}$

(۶۱)

محترمہ برکت بی بی صاحبہ زوجہ عبدالغنی صاحب کنجاہ ضلع گجرات کی شہادت

"میں نے حضور کی بیعت ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ میرے خاوند عبدالغنی صاحب احمدی مجھ سے پہلے ہو چکے تھے میں ان کے ہمراہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اس ارادہ سے گئی کہ میں بیعت کروں کیونکہ میں نے کشتی نوح وغیرہ آپ کی کتابیں پڑھی تھیں۔ میں حضرت صاحب کے سب دعووں پر ایمان رکھتی تھی۔ اور صحیح معنوں میں نبی تسلیم کرتی تھی۔ حضرت صاحب کو نبی ماننے سے میرے ماں باپ نے مجھ سے قطع تعلق کیا جس کو میں نے کئی ماہ تک منظور کیا جو بعد میں ٹھیک ہو گیا۔"

۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء

(۶۲)

چوہدری غلام محمد صاحب ساکن چوکنانوالی ضلع گجرات کی شہادت

"میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں میں نے بیعت ۱۹۰۵ء یا ۱۹۰۶ء میں کی تھی میں آپ کو صحیح معنوں میں اللہ کا رسول و نبی یقین کرتا تھا۔"

(۶۳)

ملک محمد شفیع خاں صاحب اورسیر کنجاہ کی گواہی

"میں نے ماہ مارچ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ میں یوم بیعت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی یقین کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ حضور کو یہ مقام آنحضرت سرور دو عالم رسول اکرم حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے حاصل ہوا۔ بیعت کے وقت میری عمر سولہ سال تھی۔ میں نے اپنے والد صاحب سے جو احمدی تھے سنا ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ بعد میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں مَیں نے دو سال تعلیم پائی تو اس وقت اپنے اساتذہ کی زبانی یہی سنتا رہا کہ امتِ محمدیہ پر اللہ تعالٰے کا یہ انعام ہمیشہ تک رہیگا کہ اس میں صالح شہید۔ صدیق اور نبی ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔" یکم جنوری ۱۹۳۶ء

(۶۴)

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال کا حلفیہ بیان

"میں خدا تعالٰے کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میرے والد صاحب اور دادا صاحب نے ۱۸۹۹ء میں بیعت کی۔ اس وقت میری عمر قریباً پندرہ سال کی تھی ۱۹۰۱ء میں خود بیعت کا خط لکھا۔ ۱۹۰۵ء میں قادیان حاضر ہو کر حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ میں خدا تعالٰے کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی معنوں میں خدا کا مامور و مرسل جانتا تھا۔ غالباً ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جبکہ کچھ مہمان رات کے وقت بھوکے رہ گئے تھے جن میں مَیں بھی تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یاایہا النبی اطعموا الجائع والمعتر کا الہام ہوا تھا۔ یہ الہام ہمارے کانوں میں اگلی صبح کو پڑا۔ پس میں اصلی طور پر حضور کو خدا کا نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ نیز یہ یقین کرتا تھا کہ حضور کو یہ مرتبہ فیضان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔" ۶/۹/۳۵

شذرات

(۱) مسیح موعودؑ اور ایمان

مدیر پیغام صلح "صدا بصحرا" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :-

(۱) "اشاعتِ اسلام صرف توجہ دلانے سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے ایک زبردست جذبۂ ایمان کی ضرورت ہے مگر مسلمان علماء اور مسلمان عوام کے قلوب سے یہ ایمان مفقود ہے"

(۲) "یہ ایمان صرف اس مرد کامل سے وابستہ ہونے سے پیدا ہو سکتا ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کے مطابق ایمان کو ثریا سے واپس لایا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس ایمان کو پیدا کرنے کے لئے مامور فرمایا" (پیغام صلح ۱۴ اپریل ۴۳ء صا)

دونوں عبارتوں کو ملانے سے نتیجہ صاف ہے۔ کہ کہلانے والے مسلمانوں کے قلوب ایمان سے خالی ہیں اور خالی ہی رہینگے جب تک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ نہ ہوں۔ اب صرف اتنا پوچھنا ہے کہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو اُسے مومن کہتے ہیں یا غیر مومن ؟

(۲) نبوت ہے مگر قابل تبلیغ نہیں

میر مدثر شاہ صاحب پیغامی مبلغ پرانے آدمی ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے تو انکار بن نہیں آتا چلو کوئی اور صورت پیدا کرو اس لئے انہوں نے لکھ دیا کہ :-

"حضرت صاحب کی دو حیثیتیں ہیں ایک اصلی اور دوسری مجازی۔ مجددیت اور مسیحیت اصلی ہے نبوت مجازی اور غیر حقیقی ہے۔ اصلی حیثیت قابلِ تبلیغ ہے اور نبوت قابلِ تبلیغ نہیں ہے"

(پیغام صلح ۱۴ جنوری ۴۳ء صث)

کیا یہ معقول ہے کہ نبی ہو مگر اس کی نبوت قابل تبلیغ نہ ہو؟ غیر مبایعین اگر مجازی کی اصطلاح کے ماتحت نبوت کو ناقابلِ تبلیغ کہینگے تو انہیں مسیحیت کو بھی اسی شق میں داخل کرنا پڑیگا کیونکہ حضور نے تحریر فرمایا ہے :-

"یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے" (ازالہ اوہام صـ۲۶۱)

(۳) غیر مبایعین کی تنگ خیالی

پیغام صلح راوی ہے کہ جب ان کے دو نمائندے مسٹر فلپس نمائندہ روز ویلٹ سے ملے اور

تبلیغ اسلام کا ذکر کیا :-

"تو انہوں نے پوچھا کہ امریکہ میں آپ نے اپنا مشن قائم نہیں کیا اس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ وہاں بھی آپ کا مشن پہنچنا چاہیئے" (۱۱ فروری ۱۹۴۳ء)

ہم پوچھتے ہیں کہ مسٹر فلپس کے سوال کا جواب نفی میں کیوں دیا گیا۔ کیا غیر مبایعین کے نزدیک ان کے گروہ کے سوا کسی کی تبلیغ، تبلیغ اسلام کہلانے کی مستحق نہیں اور صرف وہی اسلام کے اجارہ دار ہیں؟ مولوی محمد علی صاحب ۱۹۳۱ء میں لکھ چکے ہیں کہ :-

"شاخ قادیان کا ایک مشن امریکہ (شکاگو) میں قائم ہے جہاں بہت سے امریکن حبشی داخل اسلام ہوئے ہیں" (تحریک احمدیت صـ۲۲۶)

اگر کہو کہ شکاگو مشن اور ارجنٹائن مشن لاہوری فریق نے قائم نہیں کئے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا تو میں کہتا ہوں کہ وہ ووکنگ مشن کو کس منہ سے اپنی طرف منسوب کیا کرتے ہیں حالانکہ اس کے کارپردازوں نے بارہا اُن سے بیزاری کا اعلان کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ غیر مبایعین جماعت احمدیہ قادیان کی مساعی کے ذکر میں انتہائی تنگ دلی سے کام لے رہے ہیں۔

(۴) "اخلاص کے نمونے بزرگ"؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کی وصیت کو مومن اور منافق میں امتیاز کا ذریعہ قرار دیا ہے (رسالہ الوصیت) مگر غیر مبایعین کے ہاں وہ لوگ "اخلاص کے نمونے" قرار پاتے ہیں جنھوں نے ابھی تک وصیت بھی نہیں کی۔ انداز تحریر ملاحظہ ہو :-

"ہماری جماعت کے بزرگ اخلاص کے نمونے ہیں انہیں کسی ایسے کار خیر کی طرف توجہ دلانا جس سے اسلام کو تقویت پہنچتی ہو اور اشاعت اسلام کا کام بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو سکتا ہو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے انہوں نے اپنی عمریں خدا تعالےٰ کے دین کے لئے وقف کر دیں۔ لیکن اگر وہ اپنی مساعی جمیلہ میں اس قربانی کا بھی اضافہ کر دیں کہ اپنے مالوں سے کچھ حصہ وصیت کریں تو ان کی مساعی کمال کو پہنچ جاتی ہیں" (پیغام ۳ مارچ ۱۹۴۳ء)

اس کے بعد آج تک تو بایں لجاجت اخلاص کے نمونے بزرگوں کی ایک بھی وصیت شائع نہیں ہوئی۔

(۵) نفخ فی الصور کے معنے اور نبوتِ مسیح موعود کا فیصلہ

آئت قرآنی ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعًا کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ :-

"حضرت صاحب نے اس کے معنے یوں کئے ہیں کہ نفخ فی الصور درحقیقت مسیح موعود کا ظہور ہے اور پھر ہم ان کو اسلام پر جمع کر دیں گے۔" (پیغام ۱۲ر جنوری ۱۹۴۳ء ص۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی آیت کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا۔ جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے۔ یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے۔" (چشمۂ معرفت ص۷۷-۷۸)

کیا خدا ترس غیر مبائع کے لئے نبوت مسیح موعود کا مسئلہ سمجھنا اب بھی مشکل ہے ؟

(۶) "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی تازہ مثال

فرقان بابت جنوری ۱۹۴۳ء میں ہم نے اخبار پیغام صلح سے "جناب مولانا احمد یار صاحب ایم اے" کے حسب ذیل الفاظ منصف مزاج انسانوں کے فیصلہ کے لئے نقل کئے تھے :-

"وقتاً فوقتاً الفضل اپنے مصنوعی تقدس اور بناوٹی تقویٰ کا ڈھول بھی پیٹتا رہتا ہے۔ مگر عملاً ان کے علماء و فضلاء کی حالت اس گروہ سے بھی بدتر ہے جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شر من تحت ادیم السماء اور قردۃ و خنازیر فرمایا ہے۔" (۱۹ر نومبر ۱۹۴۲ء ص۷)

اس عرض پر شیخ انعام الحق صاحب نے حیدر آباد سے لکھا ہے کہ :-

"ہم محمودی حضرات اور ان کے خلیفہ صاحب کی طرح فرشتہ صفت ہونے کے تو مدعی نہیں۔ ممکن ہے ان لوگوں کی مسلسل سخت کلامیوں۔ دشنام طرازیوں اور دلآزار تحریروں اور تقریروں کے جواب میں مجبوراً ہمارے بعض افراد نے کبھی کبھی چند ایسی باتیں کہی یا لکھی ہوں جن کا نہ کہنا اور نہ لکھنا صبر و تحمل کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہوتا۔" (پیغام ۸ر فروری ۱۹۴۳ء)

شیخ صاحب نے یہ بتانے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی کہ "مولانا احمد یار صاحب ایم ۔ اے" نے جماعت احمدیہ کے علماء و فضلاء کو قردۃ و خنازیر کس "دشنام طرازی" کے جواب میں قرار دیا ہے؟ انہوں نے "ممکن"۔ "مجبوراً"۔ "بعض افراد"۔ "کبھی کبھی" اور "صبر و تحمل" کے ذکر لطیف پر ہی قناعت کی ہے۔ اس لئے ہم جواب میں پھر الی اللہ المشتکی کہتے ہیں۔

(۷) اہل پیغام نے "خاتم النبیین" کے معنے "افضل النبیین" تسلیم کر لئے

پیغامی مبلغ مولوی عمر الدین صاحب مجھے مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اس امر پر بحث کی کیا ضرورت ہے کہ لانبی بعدی کے کیا معنے ہیں۔ آپ اس سے

کچھ سمجھیں ہمیں بحث نہیں۔ آپ ایک حدیث نبوی دکھائیں جس کا یہ مضمون ہو کہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین یا زینت النبیین کے ہیں۔ ہم آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء سے کلی طور پر ہر شان میں افضل مانتے ہیں اور بلا شبہ آنحضرت کا وجود مبارک تمام انبیاء کے سلسلہ کی زینت ہے۔ مگر یہ تو خاتم النبیین کے معنے ہیں نہ کہ لا نبی بعدی کے۔" (پیغام صلح ۱۲؍ جنوری ۱۹۳۳ء ص۷ کالم اول)

فرمائیے! کیا اب بھی خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ماننے سے آپ کو انکار ہے؟ حق برزباں جاری کی اس سے واضح مثال کیا ہوگی؟ اس صریح اقرار کے بعد بحث کا مطالبہ محض دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۸) جناب ایڈیٹر صاحب اخبار لائٹ کا مبارک رؤیا

گزشتہ اشاعت میں مکرم جناب مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ لاہور کا ایک مکتوب گرامی شائع ہو چکا ہے جو انہوں نے ۷؍ فروری ۱۹۳۳ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کے نام حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کی وفات پر تعزیت کے طور پر ارسال فرمایا ہے۔ اس مکتوب میں جناب ایڈیٹر صاحب موصوف نے حسب ذیل رؤیا بھی لکھا ہے کہ:۔

"میں نے دیکھا کہ آپ ہی کے مکان میں مولانا چارپائی پر پڑے ہیں اور بیماری کی حالت میں ہیں اس چارپائی کے ساتھ ساتھ بڑے موٹے موٹے انار لگے ہوئے ہیں جیسے ایک درخت کے ساتھ۔ مگر ہر ایک انار کٹا کٹا یا ہے۔ اور اس کے موٹے موٹے دانے ایسی چمک اور کشش رکھتے تھے کہ کھانے کو دل للچاتا تھا۔ اور جب میں نے بھی ہاتھ بڑھا کر اس سے دو چار دانے کھائے تو خیال گذرا کہ یہ تو مولانا کی چیز ہے اور ساتھ ہی یہ سمجھ آئی کہ یہ جنت کا وہ نقشہ ہے جو قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ میں کھینچا گیا ہے۔ اگلے دن مرزا مسعود بیگ صاحب ملے اُن سے اس رؤیا کا ذکر کیا۔"

اس رؤیا میں غیر مبایعین کے ایک معزز رکن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دکھایا گیا۔ کہ حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری جو اُن سے الگ ہو کر خلافت ثانیہ سے وابستہ ہو چکے ہیں اور وصیت کر کے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والے ہیں یقیناً جنتی ہیں۔ علمی و عقلی دلائل سے بھی بڑھکر سچی رؤیا حق کے پانے کا راستہ ہے۔ اَلْمُسْلِمُ یَرٰی وَیُرٰی لَہٗ کے مطابق اللہ تعالےٰ نے فریق لاہور کو بتا دیا ہے کہ جنت کا یقینی راستہ کون سا ہے۔ اے کاش! ہمارے یہ بھائی اس مبشر خواب پر غور فرمائیں ؞

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب کے مکتوب کا جواب

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے پیغام صلح (۷ ر اپریل) میں ایک مضمون بعنوان "مدیر فرقان کے نام مکتوب" شائع کیا ہے جس کی کتابت کی غلطیوں سے بذریعہ خط مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۳ء اطلاع دی ہے۔

حق بات کا آخر اثر ہوتا ہے چودھری صاحب موصوف نے ہماری اس معقول بات کو یہ مان لیا ہے کہ اس بحث کیلئے کہ "آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ میں نبوت سے انکار کیا ہے یا اقرار؟" تریاق القلوب کو داخل کرنے کی ضرورت نہیں۔ چودھری صاحب نے اس بحث کے لئے یکصد روپیہ انعام کا چیلنج دیا تھا۔ جسے خاکسار نے منظور کر لیا۔ اس کے بعد سے چودھری صاحب مولوی اختر حسین صاحب کی طرح راہِ گریز اختیار فرما رہے تھے۔ اب کچھ قریب ہوئے ہیں جس کا شکریہ۔ مگر یہ سمجھ نہیں آیا کہ اس انعامی بحث سے جس میں ہم بطور مدعی ثبوت دعویٰ کے ذمہ وار ہیں۔ چودھری صاحب کے ان طول طویل اور غیر متعلق مضمونوں کا کیا تعلق ہے جنہیں مدیر پیغام چودھری صاحب کے نام سے شائع کرتے رہے ہیں۔ نیز چودھری صاحب کا اس پر مصر ہونا بھی اپنے اندر معقولیت نہیں رکھتا کہ تحفہ گولڑویہ میں وارد شدہ اصطلاحات کی تشریح کسی دوسری کتاب کے حوالہ سے کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ امید کہ مکرم چودھری صاحب خود غور فرمائینگے کہ ان معقول اور مساوی باتوں کو ماننے میں ان کا کیا ہرج ہے بشرطیکہ وہ دل سے مناظرہ کے لئے آمادہ ہوں۔ باقی رہا ثالثوں کا معاملہ۔ سو میں آپکی ایک دو جج ثالثوں والی تجویز کو تو درخور اعتنا نہیں سمجھتا۔ البتہ تین ثالثوں کا محض تصفیہ انعام کے لئے ہونا مسلم ہے اگر چودھری صاحب ان امور سے اتفاق کرینگے تو انشاء اللہ ثالثوں کا تصفیہ بتراضئ طرفین جلد ہو جائیگا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آئندہ چودھری صاحب بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لیں تا کتابت کی غلطیوں کا شکوہ نہ رہے اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کے بعد وہ شوق سے پیغام صلح میں شائع کرا سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؎

شکریہ

بعض غیر مبائع دوست اسی بات پر خوش ہیں کہ وہ بذریعہ خطوط ہمیں گالیاں دے لیا کریں چنانچہ ان دنوں لائلپور اور ڈھلواں سے ایسے خطوط گمنام بھی ملے ہیں اور گورداسپور سے جناب فضل الرحمان صاحب نے فرقان پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے ایک کارڈ خاکسار شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر کے نام بھیجا ہے۔ ایک نرم حصہ ملاحظہ ہو "زیادہ کیا لکھوں۔ ہاں اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہی لوگ ایک دن جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں مولوی اللہ دتا صاحب کے کہدیں مجھے انکے دید سے نفرت اور انکی تحریر سے نفرت ہے آئندہ میرے نام یہ رسالہ گند کا پیالہ بھیجنے کی جرأت نہ فرما دینا" دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کی غلط فہمیوں کو دور فرمائے آمین۔ میں بھیجنے والوں کو انکے خطوط کی رسید دیتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

(حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

ہر ماہ کی بیسؔ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابوالعطاء جالندھری

ہجرت ۱۳۲۲ ھ
جلد ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ ھ
قیمت سالانہ ڈیڑھ روپیہ عہ/
نمبر ۵
مئی ۱۹۴۳ء

شیخ عبدالرحمٰن صاحب (مصری) لاہوری پر اتمام حجت ہو چکا!

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اس وقت غیر مبایعین کے ہاں "بلند پایہ عالم" کہلاتے ہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے انہیں مسئلہ نبوت کا خاص ماہر قرار دیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ وہ اپنی اس شہادت کے متعلق آج تک بالکل خاموش ہیں جس کا عکس بھی ہم نے شائع کر دیا تھا۔ الفاظ شہادت حسب ذیل ہیں:۔

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ نفس نبوت میں نہ اس وقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اس وقت میرے کانوں میں کبھی نہ پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں۔ وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں۔ یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضور کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور کا کامل بروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کرنے والا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔

عبدالرحمان مصری
ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ
۲۴ اگست ۱۹۳۵ء"

کیا مدیر "پیغام صلح" شیخ صاحب سے اس واضح اور غیر مبہم شہادت کی کوئی "تاویل" شائع کرا سکتے ہیں؟ دیدہ باید۔

فہرست مضامین فرقان مئی ۱۹۴۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم فرقان نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۲ | بابت ماہ ہجرت ۱۳۲۲ سنہ ہجری شمسی مطابق مئی ۱۹۴۳ء | نمبر ۵

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم وصال

اور

مسئلہ نبوت کے متعلق غیر مبایعین کا غلط و ناروا مسلک!

(۱)

پینتیس ۳۵ برس ہوئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ وہ گھڑی جماعت احمدیہ کے لئے سخت اضطراب و بے چینی کی گھڑی تھی۔ اور اگر یہ جماعت خدا کی قائم کردہ نہ ہوتی۔ اور خدا خود احمدیت کی کشتی کا ناخدا نہ ہوتا۔ تو یقیناً یہ سلسلہ مٹ جاتا۔ اور دشمنوں کی کوششیں کامیاب ہو جاتیں۔ مگر چونکہ یہ پودا خدا کے ہاتھ سے لگایا گیا ہے اس لئے کوئی حادثہ اس کے بڑھنے اور پنپنے میں روک نہ ہو سکا۔ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ سے فریق لاہور نے جو شقاق پیدا کیا۔ اور جس کا مقصد یہ قرار دیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام نبوت و رسالت کی بجائے محض مجددیت تک محدود بتلایا جائے۔ تا غیر احمدیوں میں "مقبولیت" حاصل ہو سکے۔ یہ بھی جماعت احمدیہ کے لئے ایک خطرناک حادثہ تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ ایسے وقت میں میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت کے قائم کرنے کا ذمہ وار ہونگا چنانچہ فرمایا:۔

"اذا التقی الفئتان فانی مع الرسول اقوم وینصرہ الملٰئکۃ انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعلی و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

ترجمہ: جب دو گروہ آمنے سامنے ہوں گے تو میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور ملائکہ اس کی مدد کریں گے۔ میں ہی رحمان ہوں بزرگی اور بلندی والا۔ اور وہ اپنی خواہش

کے ماتحت نہیں ہوتا بلکہ وحی کا تابع ہے جو نازل کی جاتی ہے۔" (اربعین ۲ تذکرہ ص ۳۶۱)

اس لئے یہ تفرقہ اور اس کے بانی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مقام رسالت و نبوت سے محروم ثابت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی نمایاں کامیابی اور اپنے نشانات و معجزات سے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت کی قائل اور اس کی تبلیغ کر رہی ہے۔ لیکن فریق لاہور کے زعماء نت نئے طریق ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل مقام اور آپ پر ایمان لانے کی ضرورت و اہمیت غیر احمدیوں کی نظروں میں کم ہو جائے۔ اور ان لوگوں کی قبولیت ان کی نگاہ میں زیادہ ہو۔ چنانچہ پیغام صلح نے اپنے مقالہ افتتاحیہ "حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال" کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کا بہترین موقعہ ہے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو بتلائیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مدعیٔ نبوت نہیں تھے۔ ان کی ہستی حضرت نبی کریم صلعم سے علیحدہ ہو کر کوئی چیز نہیں اور حضرت امام الزمان کی روحانی عظمت حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کا ایک کرشمہ ہے۔"

(پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۴۳ء)

بلاشبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام فیوض اور برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل فرمائے۔ مگر یہ کہنا کہ ان فیوض میں مقام نبوت شامل نہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو گرانا ہے۔ حضورؑ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلّ ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اس وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

غیر مبائع بھائیوں کی یہ تحریک کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام نبوت کی نفی کرنا چاہتے ہیں سراسر غلط اور نادرست تحریک ہے اور خدا کے کلام کے مطابق وہ اسمیں کامیابی حاصل نہیں کر سکینگے۔

(۲)

آج جبکہ حضور علیہ السلام کے وصال پر پینتیس ۳۵ برس گذر گئے ہیں، نیا روبیہ ایجاد کرنا اور جماعت احمدیہ کے اس اجماع کی مخالفت پر کمربستہ ہونا جو حضور کے وصال کے معاً بعد ہوا تھا خود اس روبیہ کے غلط ہونے پر قاطع دلیل ہے۔ ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ وہ حوالہ جات درج کرتے ہیں۔ جن میں سلسلہ احمدیہ کے اخبارات نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا ذکر کیا ہے بدر۔ الحکم۔ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تشحیذ الاذہان کے ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقعہ پر اس امر میں متحد اور یکزبان تھی کہ آپ خدا کے نبی اور اس کے سچے مرسل ہیں۔ حوالہ جات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ "باقی رہنے والی ذات تو صرف اللہ تعالےٰ کی ہے اُس کے سوائے سب فوت ہوجانیوالے ہیں۔ اور سرور انبیاء بھی فوت ہو گئے۔ موسیٰ عیسیٰ سب فوت ہو گئے۔ یہی قدیم سے سنت اللہ جاری ہے۔ اور اس زمانہ کے **نبی** حضرت مرزا غلام احمد صاحب تو جس اصلاح کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ شامل تھی کہ سب نبی انسان ہوتے ہیں اور انسان ایک دن مرتے ہیں" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ "قریباً ایسا ہی صدمہ خدا کے اس زمانہ کے **رسول اور نبی** حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کو اس وقت دیکھنا پڑا" (بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

۳۔ "پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے۔ تیرہ سو سال کے بعد خدا کا ایک **نبی** دنیا میں آیا۔ وہ آیا اور دنیا میں رہا اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اُسے نہ پہچانا نہ مانا" (بدر ۱۱ر جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

۴۔ "ایک **نبی** آیا جب کہ تمام قوم کا متفق طور سے یہ عقیدہ تھا کہ اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور پھر اس نے پیار کے انسان کو اپنا تبع بنالیا۔ کیا یہ خدا کا خاص فضل نہیں ہے؟" (ر ر صفحہ ۶)

۵۔ "سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ حضرت مرزا قادیانی

کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے" (بدر ۱۰ رجون ۱۹۰۸ء صلا)

۶۔ "خدا تعالیٰ کے کام اٹل ہیں اور اس کی باتیں سچی۔ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنے وقت پر آیا اور اپنے وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف بلایا گیا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح پہلے تمام مامور و مرسل یہاں تک کہ اُن سب کے سرتاج اور ہم سب کے سید و مقتداء حضرت محمد رسول اللہ صلعم اس فانی دنیا سے چلے گئے۔" (ضمیمہ اخبار الحکم ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

۷۔ "جیسا کہ سنت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں پر جس طرح ان کی بعثت کے وقت ایک انقلاب عظیم ہوتا ہے اور انہیں طرح طرح سے ہدف ملامت بنایا جاتا ہے اور ان کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کے منصوبے اور حیلے تراشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کی وفات پر بھی ایک شور عظیم مچایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام **منہاج نبوت** پر مامور ہو کر آئے تھے وہ اس سنت سے اگر باہر رہ جاتے تو یقیناً آپ پر اعتراض کرنے والوں کو ایک حق پیدا ہو جاتا۔" (الحکم ۶ رجون ۱۹۰۸ء صـ)

۸۔ "میں (حضرت خلیفۃ المسیح الاول۔ ناقل) اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں نہ دیکھیں کہ چل دئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔" (الحکم ۶ رجون ۱۹۰۸ء)

۹۔ "حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات شریف بھی اسی منہاج نبوت سے واقع ہوئی جس طرح سے کہ پہلے مامورین اولوالعزم کی وفات واقع ہوا کرتی تھی۔ صدق اللہ تعالیٰ و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ ع۶-۷ بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

۱۰۔ "آپ کے اہل و عیال نے وہ صبر و استقلال اس وفات پر جتلایا جیسا کہ خاندان نبوت اور اہل بیت رسالت کے لئے ضروری تھا۔" (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ صـ۲۳۳)

۱۱۔ "الہام ربانی ان خبر رسول اللہ واقعٌ۔ تو ڈاکٹر صاحب جیسے کی فہمائش کے لئے واقع

ہُوا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مبارک کی وفات پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ کیونکہ ان کی وفات کی نسبت تو پہلے ہی سے فرستادہ خدا کو الہام ہو چکا ہے۔ اور اس خبر کا واقع ہونا ضروریات سے ہے"
(ریویو جلد ۷ نمبر ۷ ص۲۵۲)

۱۲۔" افسوس ہے آج کل کے یہودی مولویوں پر کہ ایسے بیہودہ اعتراض جن کا ذکر کتاب و سنت میں موجود ہے بسبب اپنی جہالت کے اب تک کئے جاتے ہیں۔ اور غیر اہل اسلام جو منصف اور محقق ہیں حضرت اقدس کی اُن کارروائیوں پر نظر کر کے کہ جو انہوں نے مانند انبیاء اولو العزم کے تائید دین اسلام کے لئے کی ہیں مدح و ثنا کرتے ہیں چنانچہ پایونیر کا ایڈیٹر محقق بعد مدح و ثناء حضرت اقدس کے آخر میں لکھتا ہے۔ کہ "بہرحال **قادیان کا نبی** ایک ایسا انسان تھا جو دنیا میں ہر روز نہیں آیا کرتے۔ اس کی قبر پر رحمت ہو۔
پایونیر نمبر ۱۴۷ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء" (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ ص۲۵۶)

۱۳۔" میں (مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ناقل) صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک کثیر حصہ پیشگوئیوں کا ابھی ایسا ہے جن کے پورا ہونے کا انتظار باقی ہے۔ کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ایک **نبی** کی پیشگوئیاں اس کی موت تک ہی ختم نہیں ہو جاتی ہیں۔ بلکہ جیسا عظیم الشان نبی ہو اسی طرح اس کی پیشگوئیوں کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے"۔ (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ صفحہ ۲۹۰)

۱۴۔" اب جب یہ تمام امور ایسے ہیں جن کا منہاج نبوت کی رُو سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کی رو سے ہی ہو سکتا ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہو گا کہ پھر مابہ الامتیاز کیا ہے جس سے جھوٹے اور سچے میں شناخت ہو..... سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو خود پیشگوئیوں میں کثرت اور کیفیت کو دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالےٰ انبیاء کیلئے مخصوص کرتا ہے یعنی کثرت سے غیب کی اطلاع دینا۔..... الخ"۔ (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ ص۲۹۲)

۱۵۔" یہ تمام باتیں ہرگز ہرگز کسی کاذب میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ تمام دنیا کو تلاش کر لو۔ تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے اُلٹ ڈالو۔ مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے **برگزیدہ نبیوں** کے ہرگز کہیں نہ پاؤ گے"۔ (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ ص۲۹۳)

۱۶۔" پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالےٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی رو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادقوں اور اپنے سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے اس کی صداقت پر شبہ کرنا

خدا تعالےٰ سے جنگ کرنا اور اس کے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکے گی۔" (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ صفحہ ۲۹۴ و ۲۹۵)

۱۷۔ "پس **منہاج نبوت** کی رُو سے کوئی امر مشتبہ باقی نہیں رہتا۔ ہمارے مخالف ایک لمحہ کے لئے غور کریں۔ کہ جس استدلال سے وہ حضرت مسیح موعود کے ثناء اللہ اور عبد الحکیم کی زندگی میں فوت ہو جانے سے جھوٹا ہونے کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ اُسی استدلال سے اُس کثیر تعداد کی ہلاکت سے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہلاک ہوئے آپ کی صداقت کا کھلا کھلا نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔ پھر کیا ان کا فرض نہیں کہ ایسی صورت میں سنۃ اللہ کو دیکھیں اور منہاج نبوت پر غور کریں۔" (ریویو جلد ۷ نمبر ۷ صٹ ۲۹۷)

۱۸۔ "حضرت مسیح موعود کی پیدائش اور وفات بھی تمام نبیوں کی طرح ہوئی ۔۔۔۔ آپ کی وفات بھی **سنت انبیاء** کے مطابق ایک نشان کے طور پر ہوئی۔"

(رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ ۶ و ۷ بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء صٹ ۲۰۸)

۱۹۔ "جب کہ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت اس زمانہ میں **ایک نبی** بھیجا تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس کو بغیر مدد کے چھوڑ دے اور اس کی جماعت کو تباہ ہونے دے۔ اگر وہ **نبی** اب ان میں نہیں رہا اور اپنا کام ختم کر کے اس دنیا سے عالم جاودانی کی طرف چلا گیا ہے تو کیا ہوا۔ خدا تعالےٰ جو حیّ و قیوم ہے اس کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔" (تشحیذ جلد ۳ نمبر ۷ صٹ ۲۲۳)

۲۰۔ "خدا کی سنت ہمیشہ سے یہی چلی آئی ہے کہ نبی روحانیت کا ایک بیج بو کر چلا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ پھولتا پھلتا ہے۔ اور جب تک وہ نبی رہے اس وقت تک سلسلہ کو کامل ترقی نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایسا ہی نبیوں کے زمانہ میں ہوا۔ اور ہوتا ہے اور آئندہ ہوگا۔"

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۷ صٹ ۲۲۳)

۲۱۔ "غور کا مقام ہے کہ جب اجتہادی غلطی کا ہو جانا کسی نبی کی شان پر کوئی دھبہ نہیں لگاتا اور اس سے اس کی سچائی پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود جو پچھلے انبیاء کی سنت پر آئے ہیں۔ اگر کوئی اجتہادی غلطی کر بیٹھیں تو ان پر کیا الزام آسکتا ہے۔"

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۷ صٹ ۲۴۷)

۲۲۔ "یہ موت اگر شہادت ہے تو احمدیوں کے لئے کیونکہ ان کے نبی نے پہلے سے خبر دیدی تھی

کہ اب عنقریب اس ملک میں طاعون پڑنے والی ہے۔ اور وہ میری سچائی کا نشان ہوگی پس اگر صحابہ کی طرح کوئی احمدی بھی اس میں مبتلا ہو جائے۔ تو اس کے لئے شہادت ہے۔"

(تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۷ صفحہ ۲۶۲ حاشیہ)

۳۳۔ "اس قدیم سنت اللہ کے مطابق اپنے نبی سے سلوک کیا۔ اور حضرت اقدس کے عہد بابرکت میں بھی اسی طرح ہوا۔ جیسے پہلے نبیوں کے زمانہ میں۔" (" " صفحہ ۲۷۴)

اس قسم کے بیسیوں حوالہ جات سلسلہ احمدیہ کے اس زمانہ کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ جب خدا کے برگزیدہ مسیح کا وصال ہوا۔ جن میں حضور کی نبوت و رسالت کا صریح اعلان ہے اور دنیا کو اس نبوت پر ایمان لانے کی کھلی دعوت دی گئی ہے۔ نامعلوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود صرف پینتیس ۳۵ برس گذرنے کے بعد ہی غیر مبایعین اس قدر اجنبیت کا شکار کیوں ہو گئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے جلسے منعقد کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور مدعیٔ نبوت نہ تھے؟

افسوس صد افسوس!

(۳)

غیر مبایعین بالخصوص ان میں سے پرانے لوگوں کا یہ انقلاب افسوسناک ہے مگر حیرت انگیز نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات، رؤیا اور کشوف میں اس کی طرف صریح اشارات موجود ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں جب اکابر غیر مبایعین اخبار وطن کی تجویز سے متفق ہو کر رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر علیحدہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو جماعت کے مخلصین نے اس پر زبردست احتجاج کیا۔ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب ساکن حاجی پورہ کی اپیل بحضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار الحکم میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ:۔

"کیا ریویو کے مضامین کی قبولیت اور قابل تعریف ہونا جناب ایڈیٹر صاحب و مینجر صاحب نے اپنی ذات ہی تک محدود سمجھ لیا ہے۔ اگر ان کا ایسا خیال ہے تو غلط ہے اور بالکل غلط بلکہ یہ سب کچھ حضور ہی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ . . . . احمدی فرقہ کا رسالہ اسی وقت تک احمدی ہے جب تک احمد مسیح موعودؑ کی پاک تعلیم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء)

اس احتجاج کے مقابل اکابر غیر مبایعین کی اسکیم ناکام ہو گئی جس سے طبعی طور پر انہیں رنج ہوا۔ اور ادھر خدا کی پاک وحی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ جماعت کے کچھ لوگ جو اس وقت "خاص دوستوں" میں شمار کئے جاتے ہیں ارتداد کی راہ اختیار کرنے والے ہیں۔ اس وحی الٰہی کی اشاعت

کے بعد جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے ایک مقالہ بعنوان "سنبھل کر چلو، ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ" شائع کیا جس میں لکھا :-

"مجھے اس مضمون کے لکھنے کی تحریک اس الہام سے ہوئی ہے جو ابھی ۶؍ مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان الفاظ میں ہوا ہے۔ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ وَعْدٌ عَلَيْنَا حَقٌّ۔ یعنی ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہ ہیں۔ میں ان کو ضرور غرق کروں گا۔ اور ناکامی میں مریں گے۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا۔ اس الہام کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔"

(اخبار الحکم ۲۴؍ مئی ۱۹۰۶ء)

اس بارے میں ہم آج اسی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت رکھنے والے غیر مبایع بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے مقام کو گرانے اور حضور کی شان کو کم کرنے کی جو کوشش اس وقت اکابر غیر مبایعین کی طرف سے مختلف رنگوں میں ہو رہی ہے۔ اس کا مقابلہ کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اصلی معنوں میں ایمان رکھیں اور دوسروں کو حضور پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں :-

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

ضروری تصحیح

فرقان بابت ماہ جنوری ۱۹۴۳ء کے صفحہ ۱۲ پر میرے مضمون میں بحوالہ "پیغام صلح" ۴؍ جون ۱۹۱۴ء یہ عبارت طبع ہوئی ہے:-
"آپ کا حکم مثل حضرت مسیح موعود کے حکم کے قبول کریں اور ہر طرح اسکو واجب التعمیل یقین کریں۔"
مجھے افسوس ہے کہ غلطی سے اصل حوالہ نظر انداز ہو گیا جو حسب ذیل ہے :-

"اب افسوس تو اس بات کا ہے کہ الزام ہمارے اوپر لگایا جاتا ہے کہ لاہوری احباب مولوی محمد علی صاحب منکر خلافت ہیں۔ اور خلیفہ کو مطاع نہیں مانتے۔" (پیغام صلح ۱۴؍ اپریل ۱۹۱۴ء)

نیز بدر ۲؍ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۲ کا مندرجہ ذیل حوالہ بھی مدنظر رکھیں :- "حضرت مولوی صاحب موصوف (مراد خلیفۃ المسیح اول۔ ناقل) کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"
ناظرین فرقان تصحیح فرما لیں۔

خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا عجیب خواب

پیغام صلح مورخہ ۵ مئی ۱۹۴۳ء میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قبول احمدیت کے خود نوشت حالات شائع ہوئے ہیں۔ اُن میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے:-

"اب یہ حالت تھی کہ صدر بازار سیالکوٹ میں کوئی مجلس اور تقریب نہ ہوتی تھی جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں اور حضرت مرزا صاحب کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ لیکن ہمیشہ مخالفانہ رنگ میں۔ انہی دنوں میں میں نے خواب دیکھا جو اپنے رنگ میں عجیب تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت بلند مینار ہے جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور میں شوقِ زیارت میں اس کی سیڑھیوں پر چڑھ رہا ہوں۔ اور میری زبان سے یہ شعر جاری ہے۔

کوئی سبحانی کہے کوئی انا الحق بلبلائے + بل بے تیرا بلبلانا یہ مقام غور ہے

یہی شعر پڑھتے پڑھتے اور سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے میری آنکھ کھل گئی۔"

اس خواب میں ڈاکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بلند مقام اس پیرایہ میں دکھایا گیا۔ کہ گویا ایک بلند مینار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔ اور چونکہ یہ دور اشاعت ہے جس میں فیوض محمدیہ کا کمال انتشار ہونیوالا ہے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند مینار پر دکھایا گیا۔ خواب سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب شوقِ زیارت میں سیڑھیاں ہی چڑھتے رہے لیکن وہ اوپر پہنچ کر اصل جلوہ سے مستفید نہ ہو سکے۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور خدا تعالیٰ کی قطعی اور یقینی وحی کو "سبحانی اور انا الحق بلبلانے والوں" سے مشابہت دینے میں ہی عمر گذار دی اور اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مینار پر تشریف فرما ہونیکا مطلب یہ ہے کہ وہ مقام نبوت سے گر کر مجددیت کے مقام پر آ ٹھہرے ہوں۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب سیڑھیاں ہی چڑھ رہے تھے اور مجدد و محدث کی لفظی بحثوں میں ہی غلطاں تھے کہ انکی عمر ختم ہو گئی اور وہ اس حقیقت کا اقرار نہ کر سکے کہ احمد نبی ہے نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۱۳)

علم تعبیر اور روحانی امور سے دلچسپی رکھنے والے غیر مبائع دوست ڈاکٹر صاحب کے اس خواب سے سبق حاصل کریں تا ایسا نہو کہ انکا زمانہ جدوجہد بھی سیڑھیاں چڑھنے میں ہی ختم ہو جائے اور اصل زیارت کا موقعہ نصیب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو توفیق بخشے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بلند مقام کو شناخت کریں جس پر اولیاء تو در کنار

نوجوانانِ احمدیت سے خطاب

(از جناب نسیم سیفی بی۔اے)

جب اُٹھے دامانِ صحرا پر نگاہِ سربلند
بے گماں ہر ذرّہ خاکی ہو مہرِ ارجمند

ہر نفس کی آمد و شد رازدارِ مرگ و زیست
لمحہ لمحہ زندگی کا ہو بقا سے بہرہ مند

لامکاں پیما ہو ہر آہ و فغانِ نیم شب
آسماں پر ہو تمہارے زہد و تقوی کی کمند

ہر عدو سے برسرِ پیکار ہونا ہے تمہیں
ہمتیں بیباک ہوں ہر اک ارادہ سربلند

اے کہ تم شہزادۂ امن و اماں کی ہو سپاہ
توڑ دو زنجیر استبداد کا ہر ایک بند

خود کھنچا آئے زمانہ احمدیت کی طرف
ہر عمل کا ظاہر و باطن ہو اتنا دلپسند

اس بلندی پر ہو معیارِ خلوصِ بندگی
پستیاں بھی ہوں تمہاری عرشِ اعظم پر بلند

تابکے احساسِ پستی، یہ خموشی تابکے
چھیڑ بھی دو نغمۂ زورِ یقیں کی ایک لے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ

حضورؑ کے الہامات کے رُو سے

خدا تعالےٰ نے اپنے قطعی اور یقینی کلام میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا حضورؑ کا جو مقام بیان فرمایا ہے ہر سچے احمدی کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے اور دوسرے لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم کو تو خدا تعالےٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرت یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی قسم چاہو قسم دے لو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں" (اخبار الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء)

ذیل میں چند الہامات پیش کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ "قُلْ جَاءَكُمْ نُورٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا تَكْفُرُوا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"

ترجمہ:۔ "کہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو" (تذکرہ صفحہ ۱۱۱)

۲۔ ویقول العدو لست مرسلاً۔ سنأخذہ من مارنٍ او خرطوم

ترجمہ:۔ اور دشمن کہتا ہے کہ تو مرسل نہیں۔ ہم اس کو ناک سے پکڑ لیں گے یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا منہ بند کر دیں گے"۔ (تذکرہ صفحہ ۳۵۴)

۳۔ ویقولون لست مرسلاً قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تؤمنون

ترجمہ:۔ "اور کہتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ان کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو" (تذکرہ صفحہ ۵۵۸ و ۶۱۸)

۴۔ وقالوا لست مرسلاً قل کفیٰ باللہ شھیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتٰب

ترجمہ:۔ "اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۵۹۹)

۵۔ "قل ایها الکفار انی من الصّٰدقین وعندی شهادة من اللّٰہ
وانّی امرت وانا اول المؤمنین۔

ترجمہ:۔ کہہ اے منکرو میں صادقوں میں سے ہوں۔ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔" (تذکرہ ص۳۵۳)

۶۔ " انا ارسلنا احمد الی قومه فاعرضوا وقالوا کذّابٌ اَشِرٌ۔
ترجمہ:۔ ہم نے احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تب لوگوں نے کہا کذاب ہے۔"
(تذکرہ ص۳۶۷)

۷۔ " قل یا ایها الکفار انی من الصادقین فانتظروا اٰیاتی حتی حین
ترجمہ:۔ کہہ اے منکرو میں صادقوں میں سے ہوں۔ پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو۔" (تذکرہ ص۵۹)

۸۔ اذا التقی الفئتان فانّی مع الرسول اقوم۔
ترجمہ:۔ جب دو گروہ آمنے سامنے ہوں گے تو میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔"
(تذکرہ ص۳۶۱)

۹۔ " یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم۔
ترجمہ:۔ قرآن حکیم گواہ ہے کہ اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔ اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔" (تذکرہ ص۴۸۴)

۱۰۔ " زمین کہتی ہے یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک۔ اے اللّٰہ کے نبی میں تجھے نہیں پہچانتی تھی۔" (تذکرہ ص۵۳۹)

۱۱۔ یا ایها النبی اطعموا الجائع والمعتر۔ ترجمہ: اے نبی بھوکوں اور سوالیوں کو کھانا کھلاؤ۔"
(تذکرہ ص۶۹)

۱۲۔ آخری وحی

"ڈر دمت مومنو۔ انی مع الرسول اقوم۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔" (تذکرہ ص۶۹۶)

غیر مبایعین غور کریں کہ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ مرتبہ اور مقام مانتے ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ کے اس یقینی کلام میں ذکر ہوا ہے؟ اگر وہ ایسا ہی مانتے ہیں تو وہ مستحق مبارکباد ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں مانتے اور یقیناً نہیں مانتے تو وہ اس وحی الٰہی پر ایمان لانیوالے کس طرح قرار پا سکتے ہیں پس مقام خوف ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

قسط اوّل

غیر مبائع دوستوں کے سوالات اور اُنکے جواب

سوال اوّل۔ جناب عبد الباقی صاحب بتوں سے لکھتے ہیں:۔

"جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

براہ نوازش ماہ رواں کے رسالہ فرقان میں میرے مندرجہ ذیل سوال کا جواب (دونو) شائع فرمادیں۔ مہربانی ہوگی

سوال:۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔

ترجمہ:۔ پس کیا حال ہوگا جب ہم لائیں گے ہر گروہ سے گواہ اور لائینگے تجھے ان پر بطور گواہ کے۔

(از ترجمہ مولوی روشن علی صاحب)

آیت مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک روز اللہ تعالیٰ ہر ایک اُمت (گروہ) کو مع اپنے رسول (گواہ) اپنے حضور لائے گا۔ اور رسول کریمؐ بھی معہ اپنی اُمت (گروہ) کے حاضر ہوں گے۔ اب اگر واقعی حضرت مسیح موعودؑ انبیاء سابقین کی طرح حقیقی رسول (گواہ) ہے۔ تو وہ کس گروہ کے ساتھ بطور گواہ ہوگا کیا آیت مذکورہ بالا حضرت مسیح موعود کو سلسلہ گواہان اُمت سے باہر نکال کر رسول کریم کے گروہ میں سے ایک فرد شمار نہیں کرتی۔ اگر کرتی ہے تو کیا آپ لوگ لفظ نبی سے غلط معنے نہیں لے رہے ہے؟"

الجواب۔ انبیاء علیہم السلام کے حالات سے ظاہر ہے کہ بعض اوقات ایک قوم کی طرف متعدد رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ایک وقت میں ایک ہی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ تو کیا آپ کے نزدیک قیامت کے دن ان دو میں سے ایک کو نبوت سے برطرف کر دیا جائیگا آیت کے حصہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید سے اتنا ثابت ہے کہ منکرین ومعاندین کے خلاف شہادت قائم کی جائیگی۔ لیکن الفاظ آیت اس بات کا حصر نہیں کرتے۔ کہ صرف ایک ہی گواہ لایا جائے گا۔ اگر یہ استدلال درست ہو تو ماننا پڑے گا۔ کہ ہر قوم کی طرف ایک ہی نبی آسکتا ہے۔ اور عملاً ہر ایک قوم کی طرف صرف ایک ہی نبی آیا ہو۔ قرآن مجید نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شاہد ہونے کے باوجود حضور کے صحابہ کو بھی "شھداء علی الناس" قرار دیا ہے اور نبیوں کے طریق پر آنیوالے شاہد عظیم کی بھی پیشگوئی فرمائی ہے۔ سورہ ہود میں آیا ہے۔ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی صداقت کے اثبات کے لئے اللہ تعالےٰ نے زمانہ ماضی میں حضرت موسیٰؑ کی کتاب کو گواہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ زمانۂ حاضر میں حضور کے معجزات و بینات حضور کی صداقت پر شہادت دے رہے ہیں اور زمانۂ مستقبل میں ایک **عظیم الشان شاہد** آپ کی سچائی پر گواہی دیگا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا شاہد ہونا اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ حضور کے بعد حضور کے تابع کوئی نبی نہ آئے۔ جب بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰؑ کے بعد پے در پے نبی آتے رہے اور یہ بات آیت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید کے منافی نہیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتی انبیاء کے آنے میں کیونکر روک بن سکتی ہے؟ ہم لوگ نبی کے غلط معنے نہیں لے رہے کیونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"چونکہ میرے نزدیک **نبی اسی کو کہتے ہیں** جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ ص۲۶)

سوال دوم۔ ڈاکٹر شمس الدین صاحب انچارج سول ڈسپنسری لاڈوہ ضلع کرنال نے لکھا ہے:۔

"حضرت نبی کریم کا پیرو اُمتی کہلاتا ہے۔ خواہ وہ نبی ولی۔ غوث۔ قطب۔ ابدال ہی کیوں نہ ہو۔ پس ایک امتی کا منکر۔ دوسرا امتی کافر بمعنی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ ہاں کافر بمعنی گنہگار۔ جیسے زانی یا چور ہو سکتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو لکھئے یہ صحیح ہے۔ غلط ہے تو لکھئے بدیں سبب غلط ہے۔"

الجواب۔ ایمان اور کفر درحقیقت اس کلام الٰہی کی نسبت سے اطلاق پاتا ہے جو خدا کے ماموروں پر نازل ہوتا ہے۔ وہ قطعی اور یقینی وحی الٰہی جس کی تبلیغ پر نبی مامور ہو اس کا انکار کرنے والا خدا کے کلام کا منکر قرار پاکر کافر بمعنی خارج از دائرہ اسلام و انقیاد کہلاتا ہے۔ پس اُمتی ہونا انکار کو کفر قرار دینے سے مانع نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اس امتی کو اللہ تعالےٰ نے نبی قرار دیا ہو۔ اور اس پر قطعی اور یقینی وحی نازل کی ہو جس کی تبلیغ پر اس کو مامور کیا ہو۔ اُمتی کے معنے تو یہ ہیں کہ اس کو تمام فیضان اپنے نبی متبوع کی پیروی میں ملتا ہے۔

سوال سوم۔ "حضرت مرزا صاحب نے اپنے صحابہ کا تزکیہ نفس کیا کیا۔ اور آپکی قوتِ قدسی کیا ہوئی۔ جبکہ آپ کی وفات کے معاً بعد آپ کی نبوت پر یہ شدید اختلاف موجود ہے۔ مجھ کو حضرت نبی کریمؐ کی قوتِ قدسی اور تزکیہ کی نسبت بھی یہی سوال ہے کہ آپ کے معاً بعد دو جماعتیں شیعہ اور سُنی پیدا ہوگئیں۔" (سائل مذکور)

الجواب - تزکیہ نفس ان قبیح اور مکروہ عادات کے ترک کا نام ہے - جن میں نبی پر ایمان لانے سے پہلے انسان مبتلا ہوتا ہے - ان بُری عادات کی بجائے نیک عادات کا حاصل کرنا بھی تزکیہ نفس میں داخل ہے جملہ انبیاء اپنے اتباع کا تزکیہ نفوس کرتے ہیں - لیکن اگر کچھ لوگ ان کے بتلائے ہوئے راستہ سے انحراف اختیار کریں اور ان میں پھر بُری عادتیں عود کر آئیں - تو اس سے نبی کی قوت قدسیہ پر اعتراض نہیں ہوسکتا - یہ درست نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے معًا بعد آپ کی جماعت میں آپ کی نبوت پر اختلاف ہوگیا - حضور کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے اس وقت تمام جماعت نے بالاتفاق حضور کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت کی اور آئندہ کے لئے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ اول تسلیم کیا -

چھ سال تک یہی حالت رہی - ۱۹۱۴ء میں خلیفہ دوم کے انتخاب کے موقعہ پر کچھ لوگوں نے خلیفہ کی اطاعت سے سرتابی کی - اور علیحدہ جتھہ بنانے کی کوشش کی - خلافت کے انکار کے بعد وہ مجبور ہوگئے کہ بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کی نبوت سے بھی انکار کردیں - چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا - اس قسم کا اختلاف جو کچھ لوگوں کی ذاتیات پر مبنی ہو ، نبی کی قوت قدسیہ پر اعتراض کا موجب نہیں ہوسکتا - حقیقت یہ ہے کہ موجودہ اختلاف حضرت اقدس کی قوت قدسیہ اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی روشن دلیل ہے - اول تو اس لئے کہ اس اختلاف کے بارے میں حضور کے الہامات رؤیا اور کشوف میں پیشگوئی کی گئی تھی - دوم اس لئے کہ بعض بڑے بڑے لوگوں کی کوشش اور غیروں کی طرف سے سبز باغ دکھلائے جانے کے باوجود جماعت احمدیہ کی بہت بڑی اکثریت غیر متزلزل طور پر راہ راست پر قائم رہی - اگرچہ اسے اس استقامت کے باعث بہت بڑی قربانی کرنی پڑی -

شیعہ اور سُنی کا اختلاف بھی درحقیقت مسئلہ خلافت سے ہی وابستہ ہے - دونوں اختلافوں میں اتنا فرق ہے کہ شیعہ اہل بیت کی محبت کے دعویدار تھے اور سُنی خلفاء سے تعلق رکھنے والے اس جگہ غیر مبایعین نہ خلفاء سے تعلق رکھنے والے ہیں اور نہ اہل بیت سے محبت کرنیوالے ہیں - بلکہ دونوں سے بُغض رکھنا ان کا شعار ہے - اور جماعت احمدیہ قادیان سلسلہ خلافت کو برحق مانتی ہے - اور اہل بیت مسیح موعودؑ سے بھی عقیدت رکھتی ہے کیونکہ الہامات میں انہیں مظہر وجود قرار دیا گیا ہے ؛ (باقی)

ضروری اعلان - جن احباب کو رسالہ فرقان کے کوئی نمبر موصول نہ ہوئے ہوں وہ جلد مطلع فرمائیں تا انہیں دوبارہ بھیجے جاسکیں - اس بارہ میں جملہ خط و کتابت منیجر رسالہ فرقان قادیان کے پتہ پر ہو

قسط ہفتم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق

حضور کے صحابہ کی حلفیہ شہادتیں

ہم ان شہادتوں کی یہ ساتویں قسط شائع کر رہے ہیں ۔ سینکڑوں صحابہ نے حلفاً بیان کیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو فی الواقع نبی یقین کرتے تھے ۔ نامعلوم خدا ترس غیر مبائع بھائیوں نے ابھی تک ان شہادتوں پر توجہ کیوں نہیں کی ۔ فرقان کی گنجائش کے مطابق ہم قسط وار یہ شہادتیں درج کر رہے ہیں ۔ ایڈیٹر

(٦٥)

جناب ملک عمر خطاب صاحب خوشاب کی شہادت

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بیعت کی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بفضلِ خدا شامل ہوا ۔ ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح معنوں میں خدا کا رسول اور نبی یقین کر کے بیعت کی ۔ استعارہ اور مجاز کا رنگ نہ تھا ۔ میرا یہی عقیدہ تھا ۔ اور اس کی بنا وہی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی تھی کہ میں شارع نبی نہیں ہوں ۔ بلکہ مطیع شریعت محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے اُمتی نبی ہوں ۔ عمر خطاب ولد ملک فتح خاں ۔ خوشاب ضلع شاہپور

(٦٦)

جناب قاضی حبیب اللہ صاحب مزنگ لاہور کی گواہی

" ۱۹۰۰ء میں بیعت کی ہے اور اس زمانہ سے انشاء اللہ احمدی ہوں ۔ یہ عاجز حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے ہی صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا تھا ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہی نبی اور رسول مانتا تھا ۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے استعارہ اور مجاز کے رنگ میں نبی نہیں مانتا تھا ۔ میرا یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے رُو سے اور خصوصاً اس اشتہار پر جس کی سُرخی " ایک غلطی کا ازالہ " تھی مبنی تھا ۔

خاکسار قاضی حبیب اللہ احمدی "

(۶۷)

جناب مرزا محمد صادق صاحب اکونٹنٹ لاہور کی شہادت

"میں نے بیعت غالباً ۱۹۰۳ء میں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ مولوی کرم دین ساکن بھیں کے مقدمہ کے متعلق گورداسپور میں مقیم تھے گورداسپور میں کی تھی۔ میری عمر اس وقت ۱۴-۱۵ سال تھی۔ میں استعارہ اور مجاز کی اصطلاح کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔ ہاں ان کو خدا کا نبی اور مسیح موعود یقین کرتا تھا۔ میرے اس عقیدہ کی بناء مندرجہ ذیل امور تھے:-

(الف) میں حضرت اقدس کو مسیح موعود جانتا تھا اور مسیح بن مریم کو تمام لوگ خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ پس ان کی جگہ اور تخت پر بیٹھنے والا غیر نبی نہیں ہوسکتا تھا۔

(ب) میرے والد صاحب اپنی جوانی کے دنوں میں مذہب سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اور فرقہ اہلحدیث کے خلاف جب طوفان بے تمیزی برپا تھا۔ ان ایام میں وہ اس جماعت میں شامل ہوئے۔ ایسے جوش سے شامل ہوئے کہ آج تک ہمارا گھرانا وہابیوں کے گھرانے کے نام سے مشہور ہے۔ ابتداء میں جب حضرت مسیح موعودؑ کا چرچا گجرات میں پہنچا تو جماعت اہلحدیث نے میرے والد صاحب (مرزا امیر الدین ٹھیکیدار گجرات جو موصی تھے اور خدا کے فضل و کرم سے بہشتی مقبرہ میں صحابہ مسیح موعودؑ کے خطے میں مدفون ہیں) کو اپنا وکیل منتخب کیا۔ اور ان کے ذمہ یہ بات لگائی کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کے متعلق تحقیقات کرکے اپنا فیصلہ دے۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی ابتدائی تحریرات کا مطالعہ کیا: اور یہ فیصلہ دیا کہ یہ شخص "وہ موعود" نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی تحریر مولویانہ طرز کی یعنی مشکل الفاظ اور پیچیدہ اصطلاحات اور عمیق مضامین پر مشتمل ہے۔ اور خدا کے انبیاء عوام اور چھوٹی استعداد کے لوگوں کو ترقی دینے کے لئے آیا کرتے ہیں اور اس کی تحریر سے عوام فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ صرف مولوی اور اعلیٰ درجے کے لوگ اس کے مخاطب ہیں۔ پس ایسا شخص خدا کا نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہماری جماعت کو نہیں ہے۔ چنانچہ جماعت اہلحدیث گجرات نے میرے والد صاحب کے اس فیصلے کو معقول تسلیم کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے بے پرواہ ہوگئے۔ لیکن اس کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور اشتہارات میرے والد صاحب کے معیار کے مطابق ثابت ہونے شروع ہوئے اور مولویوں اور اعلیٰ درجے کے لوگوں کی بجائے حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے عوام اور نسبتاً ادنیٰ طبقے کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھانے لگے۔ تو میرے والد صاحب کو دوبارہ حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کے متعلق توجہ پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے حضورؑ کی بیعت کرلی۔ اور ان کو دیکھ کر جماعت اہلحدیث

میں سے چند ایک نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی اور چند ایک نے انکار پر ہی اپنی جان دیدی۔
پس یہ واقعہ میرے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے ایسا غیر مشکوک ہے کہ میں جیسے سورج اور چاند کی ہستی پر یقین رکھتا ہوں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے نبی اللہ ہونے پر یقین رکھتا تھا اور رکھتا ہوں۔ گو میں الفاظ نبی اللہ کی تشریح اور حقیقی معانی سے اس وقت ناواقف ہی ہوں گا۔ خاکسار مرزا محمد صادق اکونٹنٹ فلیمنگ روڈ لاہور"

(۶۸)

جناب حاجی مستری محمد موسیٰ صاحب لاہور کا حلفیہ بیان

"مارچ ۱۹۰۴ء میں بیعت کی تھی۔ دن اور تاریخ پوری طرح یاد نہیں۔ میں نے نبی مان کر بیعت کی تھی اگر میں نبی نہ سمجھتا تو بیعت نہ کرتا۔ اس زمانہ میں مخالف منکر لوگ مخالفت بہت کرتے تھے میرا شروع سے یہ عقیدہ تھا۔ خاکسار محمد موسیٰ نیلہ گنبد انار کلی لاہور"

(۶۹)

جناب ملک مبارک علی صاحب سوداگر چوب کی حلفیہ شہادت

"میں نے بیعت ۱۹۰۷ء ماہ اپریل میں کی۔ میں نے جس روز سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی کبھی ایک دم کے لئے بھی خیال نہیں کیا کہ وہ نبی اور رسول نہ تھے۔ جو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت سے حاصل ہوئی۔ میں نے حضرت اقدس کو خدا تعالےٰ کا مسیح موعود اور مہدی اور آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جو نبی آنے والا تھا مان کر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(۷۰)

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر سابق مبلغ انگلستان کی شہادت

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ۱۹۰۱ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کرتے وقت مجھے مسائل احمدیت کا زیادہ علم نہ تھا۔ ۱۹۰۲ء میں "رسالت و نبوت" کے الفاظ ایک اشتہار میں پڑھکر متردد ہوا دعا کی۔ تین دن خاموش رہا۔ تیسرے دن صبح الہام ہوا "لاریب فیہ" اس لئے خدا سے علم پا کر علیٰ وجہ البصیرت حضور کو نبی اور رسول مانا تھا۔ "کرشن اوتار" میں (۱۹۰۵ء میں) دجال کا ذکر کر کے لکھا تھا۔ ~ واکی مونڈی کاٹنے آئے آپ رسول
خاکسار عبد الرحیم نیر قادیان ۲۲ اپریل ۱۹۳۵ء"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بلند مقام اور نبوت و رسالت

غیر مبائع بھائیوں کے سامنے چند قابل توجہ حقائق

(از جناب شیخ ناصر احمد صاحب بی۔اے)

(۱)

زمانہ کی ہدایت کے لئے خدا تعالےٰ کا ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغامبر دنیا میں ظاہر ہوا۔ اُس کی صداقت کی دلیل ضرورتِ زمانہ تھی۔ انبیاءِ سلف کی پیشگوئیاں آنے والے کے بلند مقام کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان اُس کے بارہ میں واضح تھا۔ خود اُس نے اپنے مقام کو وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت سے الہامات جو اس فرستادہ پر نازل ہوئے اُن میں بہت سے ایسے شکوک کا ازالہ تھا، جو کبھی کسی دل میں مقامِ مسیح موعودؑ کو سمجھنے میں پیدا ہو سکتے تھے۔ لیکن غیر مبایعین نے اس کے مقام کو گرانا چاہا۔ قطع نظر اس امر کے کہ وہ حضورؑ کو ایک وقت تک نبی تسلیم کرتے رہے ہم آج اس امر کو دیکھتے ہیں کہ حضورؑ کو نبی ماننے کی وجہ کیا ہے اور حضورؑ کے غیر نبی ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اور وہ کون سے امور ہیں جن کے باعث مرسلِ آخر الزمان کو نبی ہی ہونا چاہیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت ص۸)

حضور کا الہام ہے:۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" (" ص۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مختلف ممالک کے لوگوں کو آنیوالے عذاب سے یوں متنبہ فرماتے ہیں:۔

"یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے، ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا میں مختلف مقامات میں آئینگے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے ..... اور نہ صرف

زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ ..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں ..... نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود دیکھ لوگے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶-۲۵۷)

یہ الفاظ ایک دعوت نامہ ہیں ساری دنیا کے لئے۔ ساری اقوام کے لئے۔ نوع انسان کے لئے۔ خدا کا فرستادہ ایک عالمگیر پیغام لے کر آیا۔ حیرت ہے کہ پہلے زمانہ میں آنیوالے جو ایک قوم، ایک ملک اور خاص زمانہ کے لئے ہوتے تھے وہ تو نبی کہلاویں لیکن اس زمانہ میں عالمگیر پیغامبر نبی نہ کہلاوے۔ ایسا کہنا سنتِ خداوندی کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں تو ذرا کوئی نظیر تو اس امر کی پیش کرو کہ کبھی کسی غیر نبی نے بھی اس طرح دعوت عام دی ہو۔ دنیا کے ہر ملک کے لئے پیشگوئیاں کی ہوں۔ اور تغیرات و حوادثِ زمانہ کو اپنی صداقت کی دلیل قرار دیا ہو۔

(۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی اُمت کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت موسیٰؑ کا پیغام عالمگیر نہیں تھا۔ لیکن بہرحال خدا کا بھیجا ہوا مذہب تھا جس کے لئے ایک عرصہ تک قائم رہنا ضروری تھا۔ اس کے قیام کے لئے حضرت عیسیٰؑ مبعوث کئے گئے۔ وہ خدا کے نبی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے لئے رسول بنکر آئے۔ حضورؐ کا پیغام زمانہ، اقوام اور ممالک کی قید میں محدود نہ تھا۔ حضورؐ کی اُمت کی اصلاح کے لئے ہاں اس ہمیشہ رہنے والے دینِ خداوندی کے قیام کے لئے اس اُمت میں ایک آنیوالے نے آنا تھا۔ چھوڑ دیجئے اس بات کو کہ اس کا نام کیا ہونا تھا۔ اس کے کام پر نظر کیجئے اور اندازہ لگائیے کہ ایک عارضی اور فانی مذہب موسویت کی حفاظت کے لئے تو خدا کا ایک نبی آئے۔ لیکن دینِ کامل کی حفاظت کے لئے۔ اس کے احیاء و قیام کے لئے۔ عالمگیر پیغام کو عالم کے کونہ کونہ تک پہنچانے کے لئے جو آئے وہ نبی نہ ہو۔ کیا ایک غیر نبی کے ذریعے ایسا کام ہوسکتا ہے کیا اس میں خدا تعالےٰ کے عظیم الشان رسول کریم کی ہتک نہیں؟ حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو نبی بنا کر خدا تعالےٰ نے یہ ظاہر کرنا تھا کہ ایک وقت میں مثیل موسیٰؑ کی اُمت میں مثیل عیسیٰؑ آئیگا۔ اور وہ بھی یقیناً یقیناً نبی ہوگا۔ بلکہ درجہ میں وہی نسبت ہوگی جو حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے کیونکہ عالمگیر پیغامبر بہرحال اس سے برتر ہے جسکا پیغام وقت۔ قوم اور ملک میں محدود ہے۔

(۳)

خدا تعالیٰ کی طرف سے جس قدر انبیاء آئے اُن کا مقصد یہی تھا کہ سچی اور خالص توحید قائم ہو۔ اس وقت کے انتظار تک جبکہ ذہن انسانی تفاصیل شرعیہ کو سمجھ سکے، یہ انتظام کیا گیا۔ کہ ہر زمانہ ہر قوم ہر ملک اور ہر اُمت میں توحید کے منادی ہزاروں کی تعداد میں بھیجے گئے۔ آخر وہ وقت آگیا جب دین مکمل شکل میں پیش کیا گیا۔ پہلے نبی یقیناً اس مکمل دین کو پیش کرنے والے کے اس لحاظ سے خادم تھے کہ وہ اس کے مشن کے لئے زمین تیار کرتے رہے۔ اور یہ عظیم الشان نبیؐ جو سب کا سردار تھا۔ اس کے وجود میں وہ ہزاروں نبی بھی تھے جو اس سے پہلے گذرے۔ کیونکہ اس کی تعلیم ان سب کی تعلیموں پر حاوی تھی۔ اب اُسی نبیؐ کا کام کرنے کے لئے۔ اُسی آواز کو از سر نو اٹھانے کے لئے ایک فرستادہ مبعوث ہوتا ہے یقیناً یقیناً اس کے وجود میں بھی اُن ہزاروں نبیوں کا وجود شامل ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل گذرے حضور تحریر فرماتے ہیں :۔

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا . . . . میں آدمؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحاقؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر۔ جیسا کہ اس کتاب (براہین احمدیہ) میں یہ سب نام مجھے دئے۔ اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو" (حقیقۃ الوحی ص۸۴-۸۵)

پھر فرمایا:۔ "اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔" (ر ص۱۳۶) پھر فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ **ہزار نبی** پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

اے حق پسند غیر مبائع بھائیو! مقام غور ہے حضورؑ کے ذریعہ سے ہر نبی کی ایک صفت ظاہر ہوئی۔ حضورؑ کو ہر نبی کا نام دیا گیا۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کہہ کر پکارا گیا۔ ہر نبی کی شان عطا ہوئی۔ اور

سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر نبی سے زیادہ نشانات و معجزات دکھائے گئے۔ تو کیا حضور نبی نہ تھے ؟ حضور کے معجزات و نشانات تو ہزار نبیوں کی نبوت ثابت کر سکیں لیکن خود حضور نبی نہ ہوں۔ مقام تعجب ہے ؛

(۴)

بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں حضورؑ نے اپنی نبوّت کو بیان فرمایا ہے۔ بہت سے ایسے مقامات ہیں جن میں خدا تعالےٰ نے غیر مبہم اور واضح الفاظ میں حضور کو نبی قرار دیا ہے۔ لیکن ایک الہام جو نہایت کثرت اور صراحت کے ساتھ ہوا وہ یہ ہے :-

"اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ ۔۔۔۔ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ ۔ وَاُعْطِیْكَ مَا یَدُوْمُ"
(تذکرہ صفحہ ۴۵۸)

یعنی میں تجھ اپنے بندہ کے لئے رسول کا نام قائم کر کے رہوں گا۔ ناروا اعتراض کرنے والوں کو سزا دوں گا۔ اور تجھے ایک ایسی چیز دوں گا جو دائمی ہے (اس دائمی نعمت سے مراد قدرت ثانیہ یعنی سلسلہ خلافت ہے) انی مع الرسول اقوم سے یہ بھی مراد ہے کہ میری تائید سے تیری رسالت کے ثبوت میں ایسے نشان قائم کئے جائیں گے۔ جو تیری رسالت کو دنیا کے لوگوں کے دلوں میں قائم کر دیں گے۔ یہ الہام بار بار ہوا۔

حضورؑ حلفیہ فرماتے ہیں :-

"میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

خدا تعالےٰ حضور کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :-

"تُو اس سے نکلا۔ اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چُنا۔ تُو جہان کا نور ہے تُو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا۔ تو کلمہ لازوال ہے۔ پس تُو مٹایا نہیں جائے گا ۔۔۔۔ تیرے پر میرے کامل انعام ہیں ۔۔۔۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے ۔۔۔۔ اے لوگو! تمہارے پاس خدا کا نور آیا۔ پس تم منکر مت بنو" (کتاب البریہ صفحہ ۷۵ - ۷۷)

ان الفاظ کو بار بار پڑھو۔ یہاں خدا تعالےٰ نے جو انداز بیان اختیار کیا ہے۔ وہ معمولی مقام پر دلالت نہیں کرتا۔ صرف مجدد "مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ" نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نبی ہی کا مقام ہے پس مسیح موعودؑ کیلئے نبی ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ بغیر اس کے [illegible] کی اولاد میں امت [illegible] ہیں ؛

غیر مبایعین کی افراط و تفریط کا ایک نمونہ

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق غیر مبایعین کا عقیدہ

"بیس فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں ایک الہامی فقرہ اس طرح درج ہے۔ "تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل" اس الہامی فقرہ نے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا اُردو زبان میں ترجمہ کر کے اس کی صحت پر مُہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اب ہمیں اس کے راویوں کی چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب از روئے الہام حدیث کے مخصوص علماء کی صف میں کھڑے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۲ / مئی ۱۹۴۷ء صث)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے متعلق غیر مبایعین کا عقیدہ

مولوی محمد علی صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ:-

"ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایک معمولی انسان نہ تھے بلکہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔"

(پیغام صلح ۲۸ / اپریل ۱۹۴۳ء صـ۳)

حضرت مسیح موعودؑ جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں نبی اللہ قرار دیا۔ انبیاء سلف آپ کی خبر دیتے چلے آئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قطعی اور یقینی وحی میں آپکو سینکڑوں مرتبہ نبی اللہ قرار دیا۔ اور آپ نے بار بار اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ وہ تو غیر مبایعین کے نزدیک صرف اس مقام کے حامل ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والی حدیث کے مطابق "مخصوص علماء کی صف" میں کھڑے ہوں۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہ رکھتے تھے اولیاء اللہ میں سے قرار پائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو اس قدر گرانا اور ان کی طرف منسوب ہونے والے ایک معمولی شاگرد کو اس قدر بڑھانا یقیناً غیر مبایعین کی افراط و تفریط کا تازہ نمونہ ہے۔ انصاف پسند غیر مبایعین غور فرماویں کہ ان کا قدم جادۂ مستقیم سے کس قدر منحرف ہو چکا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ہمارے یہ بھائی خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو شناخت کریں؟

غیر مبایعین کی تبلیغ اسلام کی حقیقت

(از جناب مرزا منور احمد صاحب مولوی فاضل)

میں نے رسالہ "فرقان" کے "خلافت ثانیہ" نمبر میں لکھا تھا۔ کہ خلافت ثانیہ کے دور میں احمدیت کی جو اشاعت ہوئی اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس عہد میں جس قدر ادارہ ہائے تبلیغ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں قائم کئے گئے۔ وہ جماعت احمدیہ کی بے مثال مالی اور جانی قربانیوں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زرین کارناموں کا محیر العقول مجموعہ ہیں۔ اس پر پیغام صلح نے لکھا ہے کہ:۔

"دراصل اس مضمون کا مقصد بھی جماعت لاہور کو موازنہ و غور کی دعوت کی بجائے ناواقف لوگوں کو مغالطہ دینا ہے کہ ہم محمودیوں نے تو اتنے تبلیغی مراکز کھول رکھے ہیں اور ان کے مقابل جماعت لاہور نے صرف ایک سپین مشن کھولنے کی سعی کی جو بری طرح ناکام ہوئی" (۲۱ اپریل ۴۳ء)

جہانتک جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا تعلق ہے اس بارے میں دشمن بھی مقر ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ آیا غیر مبایعین فی الواقعہ تبلیغ اسلام و احمدیت کیلئے حقیقی جدوجہد کر رہے ہیں تو اس کے جواب میں دشمنوں کے قول سے استدلال کی ضرورت نہیں۔ ان کے راز دار جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب اور مولوی عبد الواحد صاحب بی۔اے کے بیانات ہی کافی ہیں۔ جناب میاں صاحب موصوف نے جناب مولوی محمد علی صاحب کے نام اپنی مطبوعہ کھلی چٹھی میں لکھا جس کی آج تک جناب مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے تردید نہیں ہوئی کہ:۔

(۱) "اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت برائے نام ہے تا کہ چندے آتے رہیں"

(۲) "مسلم ٹاؤن میں رہتے ہوئے آپکو کئی سال ہو گئے ہیں آپ ایک احمدی بھی اپنے اثر سے نہیں بنا سکے۔ بلکہ جو کسی وجہ سے آکر اس نئی بستی میں رہا آپسے بیزار ہو کر شہر لاہور یا کسی اور جگہ چلے گئے"

مولوی عبد الواحد صاحب بی۔اے جنرل سکرٹری صاحب انجمن غیر مبایعین کی مصدقہ چٹھی میں لکھتے ہیں:۔

"مجھے معلوم ہو گیا کہ انجمن جو خدمت اسلام کر رہی ہے وہ محض ایک سراب ہے اور ایک ڈھونگ ہے جس سے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکی جا رہی ہے" (فرقان مارچ ۴۲ء ص۳)

کیا اب بھی غیر مبایعین کے تبلیغی پروپیگنڈا کا حال مخفی رہ سکتا ہے؟

هٰذا بلاغٌ لِلنّاس

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؔ)

ہربرٹ تھرسٹن نے پلر سینٹس میں لکھا
تھے پیل پائے شام میں ایسے ہزارہا

جن پر کہ راہبوں نے بسیرا جمالیا
نظارہ نزولِ مسیحا کا شوق تھا

ان میں سے اک کا نام تو تھا سائمن صغیر
باشندہ ملک شام کا وہموں میں مبتلا

جا بیٹھا اک منار پر اسکندرہ میں وہ
ازبسکہ منتظر تھا نزولِ مسیح کا

مینار اتنا تنگ کہ لیٹا نہ جا سکے
لیکن وہ دھن کا پکا وہیں چڑھ کے جم گیا

ستّر برس گذر گئے اس حال میں اُسے
وہ ٹکٹکی لگائے رہا جانبِ سما

ہر آرزو کا اُس کی نتیجہ تھا انفعال
دل میں ہزاروں حسرتیں مایوس مر گیا

پھر سائمن کبیر بھی بیٹھا ستون پر
سینتیس ۳۷ سال مضطرب و منتظر رہا

انطاکیہ میں دیکھے گئے سینکڑوں ستون
جن پر کہ بیٹھے رہتے کئی ایسے پارسا

افسوس اس امید میں کاٹی تمام عمر
اُترے گا آسماں سے مسیحائے مقتدا

پھر مسلموں کو بھی غلطی یہ لگی رہی
حتّٰے کہ قادیان میں مامور آگیا

سمجھایا اس نے مسئلہ قرآن پاک سے
مریمؑ کا بیٹا زندہ نہیں ہے۔ وہ مر چکا

جو مر گیا دوبارہ نہیں آنے کا کبھی
اس کا بُروز آئے گا البتہ برملا

سو میں ہوں وہ۔ بحکمِ خدا و رسولِ پاک
اس کے ثبوت رکھتا ہوں لو گو ہزارہا

چلاؤ، چیخو، پیٹ لو سر، رگڑو ناک بھی
ہرگز فلک سے کوئی زمیں پر نہ آئے گا

اِن راہبوں کے حال سے عبرت کا کام لو
اور مان لو۔ ہیں صادق و مصدوق میرزا

موعود مہدی اور مسیحِ محمدی
مُستجمعِ جمیعِ کمالاتِ مصطفےٰ

جو آیا اور شان سے آکر چلا گیا
دینِ خدا کا غلبہ دکھا کر چلا گیا

اب ہیں اُنہی کے حسن میں احسان میں نظیر
محمود نام قدرتِ ثانی مہدی

فیضِ کثیر پایا ہے اکملؔ نے مان کر
تُو بھی عزیز من مرا نسخہ یہ آزما

اللہ سب کا حافظ و ناصر مدام ہو
دشمن تباہ۔ دوست جو ہے شاد کام ہو

"قدرت ثانیہ" سے مراد خلافت ہے

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے ..... میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا ہوں اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہو۔" (رسالہ الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی ترقی جس طرح حضور کے وجود سے ہوئی اسی طرح آپ کے بعد قدرت ثانیہ سے ہوگی۔ جس کے مظہر بعض اور وجود ہونگے۔ حضور نے انبیاء کی مثالیں دے کر اس امر کو سنت اللہ قرار دیا۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ قدرت اولیٰ انبیاء اور قدرت ثانیہ خلفاء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثال سے اسے نمایاں کر دیا۔

اس قدرت ثانیہ کی تشریح میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے ۱۹۱۴ء کے بعد لکھا کہ:۔

"دوسری قدرت، یا قدرت ثانی سے مراد صرف وہی تائید الٰہی ہے جس کا ظہور بعد وفات حضرت مسیح موعود کے ضروری ہے ..... قدرت ثانیہ سے مراد کسی خاص شخص کو لینا الفاظ کے ساتھ ہنسی کرنا ہے۔" (رسالہ الوصیت شائع کردہ اہل پیغام نوٹ صفحہ)

حالانکہ قدرت ثانیہ محض جماعت کے غلبہ کا ہی نام قرار دینا تو عیسائیوں والی بات ہے کہ جب وہ مسیح کی آمد ثانی کا انتظار کرتے ہوئے تھک گئے تو کہہ دیا کہ مسیح کی دوبارہ آمد سے مراد اس کا چرچ ہے اور اس طرح آمد ثانی کی پیشگوئی پوری کر کے اپنی تسلی کر لی۔

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ غیر مبائعین حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو تو قدرت ثانیہ کا مظہر اول اور حضرت ابو بکرؓ کا نمونہ اور صدیق ثانی وغیرہ مانتے رہے ہیں۔ جن کے بعد قدرت ثانیہ کے مظہر دوم کا ظہور ضروری تھا۔ لیکن انھوں نے خلافت ثانیہ کا انکار کر دیا۔ ذیل کے اقتباسات

خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ اُن سے قدرت ثانیہ کے معنے ظاہر ہیں:۔

۱۔ اخبار الحکم ۲ر جون ۱۹۰۸ء میں اعلان کیا گیا کہ :۔

"بڑی خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالےٰ نے **قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اوّل** ہمیں عطا کیا۔ وہ **مظہر اوّل** وہی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں یعنی حضرت حکیم الامتہ۔"

۲۔ الحکم ۲۲ر اگست ۱۹۰۸ء صـ۵ پر لکھا ہے کہ :۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس وصیت کی تکمیل اور تعمیل کے لئے **قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل** حضرت خلیفۃ المسیح نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے۔"

۳۔ حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے دسمبر ۱۹۰۸ء کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ :۔

"اب **قدرت ثانیہ کا جو مظہر اوّل** ہمارے درمیان قائم ہوا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے ...... اب یہ **خلافت اولیٰ** جو قائم ہوئی ہے اس قدرت ثانیہ کے فیض سے حصہ لینے کے لئے نہایت ہی سچا اور صحیح ذریعہ ہے۔ اور اب جو کچھ فیض ہماری خدمات پر اللہ تعالےٰ سے ہم کو ملتا ہے **اس کا پہلا مظہر یہی خلافت اولیٰ ہے۔**"

(اخبار بدر ۲۸ر جنوری ۱۹۰۹ء صـ۵ رپورٹ جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۰۸ء مرتبہ مولوی محمد علی صاحب)

۴۔ اسی جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء کی تقریر میں جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بیان کیا کہ :۔

"میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے حضرت حاجی حرمین شریفین حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے **حضرت ابوبکرؓ کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔**"

(اخبار بدر ۱۴ر جنوری ۱۹۰۹ء صـ۱ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء مذکورہ صـ۹۵)

۵۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"دوستو! میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا ہے تو احمدؐ کی شکل میں۔ **ابوبکر کو دیکھا ہے تو اس نورالدین کی شکل میں۔**" (اخبار بدر ۲۱ر اپریل ۱۹۱۱ء صـ۶)

۶۔ جناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیعت سے قبل ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو ایک خط میں لکھا کہ :۔

"میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ آپ **صدیق ثانی** ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذی جاء بالصدق وصدق بہ۔ اول جملہ کے مصداق حضرت مسیح موعود تھے ...... اس وقت تم ہی اول مصداق صدّق بہ کے ہو۔ اور بمنزلہ **حضرت صدیق اکبر** ہو۔ اور اللہ تعالیٰ

کے دین اور جماعت احمدیہ میں اس کے نائب ہو۔" (اخبار بدر ۹ رجون ۱۹۰۸ء صک)

ان تصریحات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا اپنا فیصلہ بھی اس بارے میں پیش کرتا ہوں

الف۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ملتان میں ایک شہادت کے دوران میں فرمایا کہ:۔

"میں حضرت مرزا صاحب کا خلیفہ اوّل ہوں۔ جماعت احمدیہ کا لیڈر ہوں" (بدر ۱۷ اگست ۱۹۱۰ء ص۳)

ب۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جس طرح ابو بکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما۔ اسی طرح پر خدا تعالے نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا" (بدر ۱۱ رجولائی ۱۹۱۲ء ص۴)

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ نہ صرف قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل تھے بلکہ خلیفہ اوّل اور حضرت ابو بکر رض کے مثیل یعنی صدیق ثانی بھی تھے۔ لہذا قدرت ثانیہ کے مظہر اول کے بعد مظہر ثانی اور خلافت اُولیٰ کے بعد خلافت ثانیہ اور صدیق ثانی کے وجود کے بعد "فضل عمر" کا وجود بھی لازمی ہے۔ مبارک وہ جو اس حقیقت کو سمجھ کر خلافت ثانیہ سے وابستہ ہوں ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین کا امتیازی نشان

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے درس القرآن میں تفسیر سورہ اخلاص بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود کے اور خوارق میں سے آپکی دعاؤں کی قبولیت ہے جس میں مقابلہ کے واسطے تمام جہان کے عیسائیوں۔ آریوں وغیرہ کو بارہا چیلنج دیا جاچکا ہے۔ مگر کسی کو طاقت نہیں کہ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکے" (ضمیمہ اخبار بدر ص۳۹۱)

غیر مبایعین کا خیال ہے کہ موجودہ وقت میں جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین ہیں اور جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین ہیں فیصلہ کا طریق نہایت آسان ہے اگر مندرجہ بالا امتیازی نشان جناب مولوی محمد علی صاحب میں پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ عیسائیوں آریوں وغیرہ کو دعا کے مقابلہ کے لئے دعوت مقابلہ دے سکیں۔ تو بے شک ان کی طرف سے یہ دعویٰ درست ہو سکتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب میں یہ امتیازی نشان موجود نہیں۔ اور نہ انہیں اس کا دعویٰ ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین نہیں ہیں۔ بلکہ وہی مقدس وجود حضور علیہ السلام کا حقیقی جانشین ہے جس نے ۱۹۱۶ء سے اعلان کر رکھا ہے کہ:۔

"میں حضرت مسیح موعود کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور ہم سے آکر مقابلہ کرلے ...... اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی وفات پر چند تاثرات

(۱)

اخبار پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے جناب مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ "ڈاکٹر صاحب کی وفات سے ہماری جماعت کا ایک ستون گر گیا ہے" (پیغام ۲۸ اپریل ۱۹۴۳ء) وفات کی خبر بہرحال افسوسناک ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی وفات طبعی عمر پانے کے بعد ہوئی ہے تاہم انکے اعزہ واقارب کو رنج ہونا ایک طبعی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق بخشے ڈاکٹر صاحب کی وفات کی خبر پر سب سے پہلے ہمارا ذہن اس وصیت کی طرف گیا جو انہوں نے ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء کو بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے اپنے ہاتھ سے لکھ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی تھی۔ غیر مبائع دوست شاید اس وصیت کو بھول چکے ہوں اس لئے ہم ذیل میں اسے درج کرتے ہیں:-

"میں بشارت احمد ولد بشیر احمد قوم شیخ ساکن امرتسر حال اسسٹنٹ سرجن بھیرہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کا ایک ثلث حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت بغرض اشاعت اسلام مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوگا۔ نیز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ تاحین حیات اپنی آمدنی کا دسواں حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بغرض اشاعت اسلام و دیگر اغراض سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے دیتا رہوں۔ نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری اولاد ذکور واناث نابالغ رہ جائیں۔ تو ان کی تعلیم وتربیت وتزویج وغیرہ کا انتظام بطور گارڈین **خلیفۂ وقت** سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی میں کیا جائے۔ المرقوم ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد عبدالجلیل حکیم ولد حکیم شیخ احمد صاحب ساکن بھیرہ بقلم خود	بشارت احمد عفی اللہ عنہ بقلم خود اسسٹنٹ سرجن بھیرہ	خادم حسین خادم سکنہ بھیرہ میر منشی کرنیل محمد اسمٰعیل خاں سابق سفیر کابل بقلم خود"

اس وصیت سے عیاں ہے کہ ان دنوں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے عقائد واعمال کیا تھے۔ وصیت کے آخری حصہ میں اپنی اولاد کو "خلیفۂ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی" میں دینے کا اقرار صاف بتا رہا ہے۔

کہ اس وقت ڈاکٹر صاحب سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے قائل تھے۔ یعنی وہی عقائد رکھتے تھے جو جماعت احمدیہ قادیان رکھتی ہے۔

افسوس کہ ڈاکٹر صاحب اپنی وصیت پر قائم نہ رہے اور انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونیکا موقعہ نصیب نہ ہوا۔ پیغام صلح راوی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی وفات بمبئی میں ہوئی۔ اور ۲۳ اپریل کو ان کی میت وہاں سے لاکر لاہور میں دفن کی گئی۔ کیا اس واقعہ پر ہمارے غیر مبائع بھائی غور فرمائینگے؟

(۲)

جماعت احمدیہ سے فریق لاہور نے مارچ ۱۹۱۴ء میں اختلاف کیا اور بڑھتے بڑھتے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے ہی انکار کر دیا۔ لیکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے جو بعد ازاں اس انکار کے ایک زعیم بن گئے، ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں لکھا تھا کہ:-

"حیات مسیح کے مدعی صاحبان کے مسلمات سے **بھی** یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ (مسیح موعود) **نبی اور رسول** ضرور ہوں گے۔ کیونکہ وہ یہ بات بڑے زور شور سے مانتے ہیں۔ کہ مسیح کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر یعنے مسیح پر ایمان لائیں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اہل کتاب نے ان کے خدا کا رسول ہونے سے انکار کیا تھا۔ **اور ایمان لانا رسول پر ہی ہوا کرتا ہے جو خدا کا رسول نہیں اس پر ایمان لانا کیا معنی؟** کیا کوئی شخص کبھی کسی اُمتی پر بھی ایمان لایا کرتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی اُمتی بھی ہونگے۔ کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونے کے اُن کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی۔" (پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فروری ۱۹۱۴ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول مانتے اور اسی حیثیت سے حضورؑ پر ایمان لانا ضروری قرار دیتے تھے حضور کی نبوت سے انکار کا عقیدہ بعد ازاں ایجاد کیا گیا۔

(۳)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے قادیان سے علیحدہ ہوتے ہوئے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "ورنہ یاد رکھو کہ جو تمہارا جی چاہے دعوی کرو دنیا میں تم کبھی کامیاب نہیں ہوگے اور خدا کوئی اور قوم کھڑی کر دیگا کہ جو اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔" (پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء) گویا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے نزدیک جماعت احمدیہ کا ترقی کرنا اور حضرت امیر المومنین

ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا کامیاب ہونا سراسر ناممکن تھا - وہ اس خیال سے جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہوئے تھے کہ ہمیں غیروں سے مل کر بہت کامیابی حاصل ہوگی - اس اختلاف کے قریباً ۲۳ برس بعد ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تسلیم کرتے ہیں اور نہایت حسرت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ :-

"میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے اور قادیان مرکز نہ ہوتا اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جاسکے اور انصار اللہ پارٹی اُن کی پشت پر نہ ہوتی تو پھر ہم دیکھ لیتے کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہوجاتے" (پیغام صلح ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

ڈاکٹر صاحب نے غلط طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عقائد کی کامیابی کو دیگر امور کی طرف منسوب کیا ہے - یہ تو اپنے دل کو تسلی دینے والی بات ہے ....

.... ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وفات پاچکے ہیں اور اُن کا معاملہ اب خدا سے ہے - اس لئے ہم اُن کے اس رویہ کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے جو انہوں نے یہ سارا لمبا عرصہ بالخصوص آخری سالوں میں جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف اختیار کیا تھا - ہاں مندرجہ بالا تینوں اقتباسات غیر مبائع بھائیوں کے سامنے رکھتے ہوئے ان سے سبق حاصل کرنے کی درخواست کرتے ہیں :-

ریویو

مرکزِ احمدیت

اس نام سے جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان نے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جسمیں قادیان کی آبادی اور ابتدائی حالات کو بسیر حاصل اور نہایت مفید طریق پر مرتب فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے خاندان نیز تحریک احمدیت کا بیان بہت دلکش پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ صاحب موصوف حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مورخ سلسلہ احمدیہ کے فرزند اکبر ہیں۔ اور صحافت نگاری اور مضمون نویسی اُن کی گھٹی میں داخل ہے۔ اس لئے عربی مثل وَالشَّیْئُ مِنْ مَعْدَنِہٖ لَا یُسْتَغْرَبُ کے مطابق ہر تحم جامع اور تاریخی کتاب کا ان کے ہاتھوں لکھا جانا تعجب انگیز نہیں۔ بلکہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ اتنی دیر اور کاغذ کی انتہائی گرانی کے وقت ہی جناب شیخ صاحب موصوف کو یہ تجویز کیوں سوجھی۔

اس کتاب میں اوّلین صحابہ کے چیدہ چیدہ حالات، سلسلہ احمدیہ کے نشوونما کے مختلف ادوار اور احمدیہ مشن ہائے تبلیغ کے کوائف کے علاوہ اور بہت سی ایمان افروز باتیں درج ہیں۔ فاضل مصنف نے کہیں تفصیل سے معلومات کو ذکر کیا ہے اور کہیں کاغذ کی نایابی کا خدشہ اتنا غالب نظر آتا ہے کہ بیان میں بہت ہی ایجاز آ گیا ہے۔ مگر پیرایہ بہرحال دلکش اور اسلوب جاذبیت سے پُر ہے۔ پڑھنے والے کی دلچسپی ابتدا سے آخر تک یکساں قائم رہتی ہے۔ ہماری رائے میں اس کتاب کا ہر احمدی گھرانے میں موجود ہونا ضروری ہے اور غیر احمدی متلاشیانِ حق تک اس کا پہنچانا تبلیغ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ کتاب درحقیقت اپنے رنگ میں سلسلہ کی مختصر تاریخ ہے۔ کتابت، طباعت اور کاغذ بھی نہایت اچھا ہے۔ یہ کتاب ساڑھے چار سو سے کچھ زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت سوا دو روپے (عہ/۲) مقرر ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ محترم مصنف سے طلب فرمائیں۔

(حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر رسالہ الفرقان قادیان سے شائع کیا)

ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِن تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

احسان	جلد ۲	قیمت سالانہ ڈیڑھ روپیہ ۱؎	نمبر ۶	جون
۱۳۲۲ ہش	جمادی الثانی		۱۳۶۲ھ	۱۹۴۳ء

Sadar Ahu Ahu Karam Ilahi Zafar

فہرست مضامین فرقان جون ۱۹۴۳ء

ضروری اعلان

کاغذ کی نایابی کے باعث مجلس عاملہ رفقاء احمدؐ نے مجبوراً فیصلہ کیا ہے۔ کہ فرقان کے حجم میں عارضی طور پر کمی کردی جائے۔ چنانچہ یہ نمبر اسی فیصلہ کے مطابق شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جلد پورے حجم پر شائع ہونا شروع ہو جائیگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرقان

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۲ | بابت ماہ احسان ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق جون ۱۹۴۳ء | نمبر ۶

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے مسائل اختلافی پر مناظرہ کی منظوری

اور

مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے صریح گریز

"اگر صرف پانچ پرچوں کی بحث ہے تو مجھے پانچ پرچے منظور ہیں۔ تین مدعی کے دو مدعا علیہ کے۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۲/۶/۱۷"

۱

۱۹۱۵ء میں مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا کہ:

"میں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ **اصل جڑ** سارے اختلاف کی **صرف** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی [illegible] **نبوت** کا مسئلہ ہے۔" (ٹریکٹ ۳ فروری ۱۹۱۵ء صا)

جب اسی وقت جماعت احمدیہ نے اس دعوت پر لبیک کہا تو مولوی صاحب نے انحراف [illegible] میں پھر مولوی محمد علی صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ سے مناظرہ کرنے کیلئے چیلنج دیا جس پر حضور نے تحریر فرمایا کہ:

"میں نے مولوی ابو العطاء صاحب سے کہا تھا کہ میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں اب اُن سے شرائط طے کر لیں۔ سو معقول شرائط جن میں کوئی لغویت اور کھیل کا پہلو نہ ہو جب بھی طے ہو جائیں تو مجھے مولوی صاحب سے مباحثہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ الا ان یشاء اللہ۔" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

میں نے ہر چند کوشش کی اور جناب مولوی صاحب سے بارہا التجاء کی کہ وہ اب فیصلہ کن مناظرہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہو جانے دیں۔ مگر وہ اس بات پر بضد رہے۔ کہ غیر احمدیوں کو اس میں ثالث مانا جائے۔ اور جب

ان پر واضح ہوگیا کہ جماعت احمدیہ مذہبی مباحثات میں مسائل کا فیصلہ کرنے کے لئے کسی کو حکم ماننے کے لئے تیار نہیں تو وہ اس غیر معقول شرط پر اڑ گئے اور مناظرہ نہ ہو سکا۔

(۲)

مولوی محمد علی صاحب نے بعد ازاں اس امر پر اصرار شروع کر دیا کہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث کافی نہیں، منکرین مسیح موعود علیہ السلام کے کفر و اسلام پر بھی بحث ضروری ہے اس نئے موضوع کی ضرورت مولوی صاحب کو محض اس لئے پیش آئی تا غیر احمدیوں کے جذبات کو ابھارا جا سکے مولوی صاحب سے عرض کیا گیا کہ آپ تو لکھ چکے ہیں کہ :-

(الف) "ہمارے درمیان جو اختلاف مسائل ہے اس کی اصل جڑ مسئلہ نبوت ہے .... اتنی بات کو اگر سمجھ لو۔ تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے۔" (ٹریکٹ ۳ر فروری ۱۹۱۵ء)

(ب) "اسی مسئلہ نبوت پر تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام دیباچہ ص۱)

اس لئے کفر و اسلام پر بحث کی ضرورت نہیں مسئلہ نبوت کے حل ہو جانے سے یہ خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر مسلمان ہیں یا کافر۔ اور اگر آپکے نزدیک اس بحث کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ تو آپ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان کے نیچے اس پر جتنی چاہیں گفتگو کر لیں لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب نے نہ ماننا تھا نہ مانا وہ اپنے پیروؤں کو یہی سکھاتے رہے کہ کفر و اسلام پر علیحدہ مستقل بحث ہونی چاہیئے۔ اور اسی حیص و بیص میں کافی عرصہ ضائع کر دیا۔

(۳)

گزشتہ دنوں جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب احمدی سنوری نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھا کہ بعض غیر مبایعین نے اس بات کا ذمہ لیا ہے کہ وہ مولوی محمد علی صاحب کو ثالث کی شرط کے بغیر مباحثہ کے لئے تیار کرینگے۔ اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے جو خط لکھوایا وہ اپریل ۴۳ء کے فرقان ص۶ پر چھپ چکا ہے۔ اس میں حضور نے ایک چھوڑ تین ۳ مجوزہ مسائل پر مناظرہ منظور کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"جہاں تک اختلافی مسائل کا تعلق ہے میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث اوّل انکار مسیح موعود علیہ السلام دوم نبوت مسیح موعود علیہ السلام۔ سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کر سکتا ہوں۔"

کس قدر صاف اور واضح بات تھی۔ مگر جب نیت ہی یہ ہو کہ مناظرہ مناظرہ رٹتے رہینگے لیکن مناظرہ کرینگے کبھی نہیں تو اسکا کیا علاج ہو؟ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے اس اعلان حق کے مقابل جو تحریر شائع کروائی ہے اس میں لکھتے ہیں :-

"کفر و اسلام غیر احمدیاں کو بدل کر انہوں نے ایک بے معنی موضوع اپنی طرف سے بنا لیا ہے "انکار مسیح موعود" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کفر و اسلام غیر احمدیاں پر بحث کرنے کو تیار نہیں جو ایک صاف موضوع ہے۔" (پیغام صلح ۲۰ مئی ۴۳ء)

ایڈیٹر صاحب پیغام اس ضمن میں لکھتے ہیں :-

"تعجب ہے کہ مناظرہ کیلئے جو موضوع تجویز فرماتے ہیں وہ ہے انکار مسیح موعود، حالانکہ یہ کوئی موضوع نہیں۔ یہم بھی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا انکار کرنیوالے چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کا انکار کرتے ہیں۔ اس لئے وہ عنداللہ مواخذہ کے نیچے ہیں۔" (پیغام ۲۰ مئی ص۵)

جواباً عرض ہے کہ جب یہ مسلّم فریقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنیوالے عنداللہ مواخذہ کے نیچے ہیں تو موضوع بحث صرف یہی ہو سکتا ہے کہ وہ مواخذہ کیا ہے۔ آیا وہ اس انکار کیوجہ سے **فاسق** ہیں جیسا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے پہلے اڈیشن میں شائع کیا تھا یا **کافر** ہیں جیسا کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ماننے کی بناء پر مانتی ہے؟ اس سے غیر مبایعین اور انکے امیر کیلئے گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ اگر مولوی محمد علی صاحب اس کیلئے تیار نہیں کہ اس پر بحث کریں کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنیوالے کافر ہیں یا مومن؟ تو اس سے اُن کا صریح گریز ظاہر ہے۔ تمام انصاف پسند انسان اسی نتیجہ پر پہنچینگے کہ فریقین میں اس مسئلہ کے متعلق صرف اسی عنوان سے بحث ہو سکتی ہے۔ ورنہ محض کسی کا غیر احمدی یعنی سُنّی شیعہ وغیرہ ہونا ہمارے لئے موضوع بحث نہیں ظاہر ہے کہ عنوانِ موضوع "انکار مسیح موعودؑ" یا "منکرین مسیح موعود علیہ السلام کا حکم" سے مولوی محمد علی صاحب کو غیر احمدیوں کے جذبات کو بھڑکانے کا زیادہ موقعہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے وہ اسے "بےمعنی موضوع" بتلاتے ہیں۔ اور ایڈیٹر صاحب پیغام اس کے موضوع ہونے سے ہی انکاری ہیں۔ مگر اہل خرد پر روشن ہے کہ اس واویلا کے نیچے کیا مخفی ہے؟

(۴)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہر سہ مضامین پر تحریری مناظرہ منظور فرماتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:۔

"میرے نزدیک چونکہ مضامین زیادہ ہیں۔ تین تین پرچے کافی ہیں۔ ..... مدعی کے پرچے دو ہونگے پہلا اور آخری۔ اور تردید کرنے والے کا ایک ہوگا درمیانی۔ جیسے کہ دنیا کا مسلّمہ طریق ہے اور روزانہ عدالتوں میں اسپر عمل ہوتا ہے"

اس تجویز پر پیغامی حلقوں سے کہا گیا کہ اس طرح مولوی محمد علی صاحب کو ان مضامین میں جنمیں وہ مدعا علیہ ہیں صرف ایک پرچہ کا موقعہ ملیگا جو کم ہے۔ اس لئے پرچے تین کی بجائے زیادہ مثلاً پانچ ہونے چاہئیں۔ خاکسار نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اس بارے میں عرض کیا جس پر ۱۷ جون ۱۹۴۳ء کو حضور نے تحریر فرمایا کہ:۔

"اگر صرف پانچ پرچوں کی بحث ہی تو مجھے پانچ پرچے منظور ہیں۔ تین مدعی کے۔ دو مدعا علیہ کے۔ مرزا محمود احمد"

اس لئے میں حق جُو غیر مبایع بھائیوں کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ وہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو تیار کریں۔ اب نبوت حضرت مسیح موعودؑ۔ انکار مسیح موعودؑ اور مسئلہ خلافت کے متعلق پانچ پانچ پرچے ہونگے۔ میں پورے یقین اور ذاتی تجربہ کے ماتحت اعلان کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب ہرگز ہرگز اس بحث کیلئے تیار نہ ہونگے۔ وہ محض کٹ حجتی کرتے رہینگے۔ اگر غیر مبایع بھائی انصاف اختیار کریں تو انہیں کہنا پڑیگا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چلے ادا ؛ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

بجواب شفیق صاحب

اُن کا کل اور آج

(از جناب ثاقب صاحب زیروی)

کہاں ہوا ہوئی وُہ گلستاں کی تابانی
ٹپک رہی ہے ہر اک گُل کے رُخ سے حیرانی

وُہ ذوق وشوق جو موعودؑ کی حیات میں تھا
جہان بھر سے تصادم کی دل میں جولانی

ہزار حیف کہ کچھ پائیدار ہو نہ سکا
نہ والہانہ عقیدت نہ جذبِ ایمانی

غلام احمدِ مختار اُس کا اُمّی رسول
وہ دَورِ شرک و توہم میں شمعِ یزدانی

کبھی تھے مولوی صاحب بھی جس کے حلقہ بگوش
یہ جانتے تھے جسے خضرِ راہِ ایمانی

یہ اس کا لختِ جگر ہے اُسی نظر کا سُرور
اُسی کے فیض سے ہے یہ قبائے نورانی

اُسے یزید کا ناپاک نام دیتے ہیں
پھر اس پہ مانگتے ہیں دادِ اوجِ روحانی

جو تنگ آکے کبھی سچی بات کہتا ہوں
"کہ صاحب آپ کی وہ کیا ہوئی مسلمانی"

"یہ گالیوں پہ اُترنا ہے کوئی دین کی بات
حضور اتنی بھی کیا بُغض و کیں کی ارزانی"

تو ہڑبڑا کے وہ اُٹھتے ہیں بات کرنے کو
جنھوں نے اپنی حقیقت نہ آپ پہچانی

ہے جن کے آقا کا یہ راز "تھے کبھی صالح"
مگر نہیں ہے مجالس میں اب درخشانی

نہ دل کی آنکھ سے دیکھو گے جب تلک اے شفیق
بنے گی کس طرح آخر یہ مشکل آسانی

مرے خلوص پہ ہو طعنہ زن مگر اے دوست
ہزار شاہی سے برتر ہے میری دربانی

خدا کرے تمہیں حاصل ہو دین کی دولت
میسر آئیں فیوضِ خلافتِ ثانی

ایرگراف کے ذریعہ ایک لطیف مضمون

حضرت مسیح موعود اور حضرت نوح علیہما السلام کی اولاد میں مشابہت

جناب مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ امام مسجد لنڈن کے قلم سے

ذیل کا مختصر مگر مفید و قیمتی مضمون جناب مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ نے لنڈن سے فرقان کیلئے بذریعہ ایرگراف ارسال فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ جناب مولوی صاحب موصوف کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت و کامران واپس دارالامان لائے۔ آمین۔ فرقان مولانا کی اس نوازش پر شکریہ ادا کرتا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔　　ابو العطاء

"یٰبُنَیَّ ارۡکَبۡ مَّعَنَا"

"آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"

یہودی روایات میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنے زمانہ میں نیک اور صالح تھے۔ اور خدا نے یہ پسند کیا کہ آپکی نسل زمین پر پھیلے! اس لئے خدا نے انہیں شادی کرنے کا حکم دیا۔ اور انہوں نے اس خدائی حکم کی تعمیل میں اخنوخ کی لڑکی سے جسکا نام Naamah تھا شادی کی۔ شادی کے وقت یہودی روایات کے مطابق حضرت نوحؑ کی عمر پانچسو سال کے قریب تھی۔ اس بیوی سے تین لڑکے سام۔ حام۔ یافث پیدا ہوئے۔ جو متوشالح اور حضرت نوحؑ کی تعلیم کے مطابق نیکوکار اور صالح ہوئے (دی تالمود سیلیکشنز مترجمہ ایچ پولینو) جیوش انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کا نام وائلہ تھا جو اپنے بیٹے کی طرح کافرہ تھی۔ اور جو اپنے لڑکے کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔

اسی طرح اس زمانہ کے نوح حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جبکہ آپکی عمر پچاس سال کے قریب تھی۔ خدا تعالیٰ کے الہامات سے مطابق دہلی کے ایک معزز و مشہور خاندان سادات میں شادی کی۔ تا اس سے وہ اولاد پیدا ہو جو ان نوروں کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ جن کی تخم ریزی حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے ہوئی (تذکرہ صـ۳۷ و تریاق القلوب) اللہ تعالیٰ نے آپکو بھی تین جوان لڑکوں کی خوشخبری دی تھی (سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۵۹) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تین صالح لڑکے عطا فرمائے جو حضور علیہ السلام کی تعلیم پر عامل ہوئے اور صراط مستقیم پر قائم ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بیوی جو حضرت اقدس کے ان رشتہ داروں کے رنگ میں رنگین تھی جو دین سے سخت بے رغبت تھے، حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لائی۔ اس نے اور اس کے بیٹے مرزا فضل احمد نے عدم ایمان کی حالت میں وفات پائی۔ جیسا کہ حضرت نوحؑ کی پہلی بیوی وائلہ اور اس کے بیٹے نے۔

کشتی نوح

مولوی محمد علی صاحب نے انگریزی ترجمۃ القرآن میں اس امر کو ترجیح دی ہے کہ وہ لڑکا جو غرق ہوا وہ حضرت نوحؑ کا صلبی لڑکا نہ تھا۔

اس لحاظ سے بھی غیر مبایعین کا یہ حق نہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی موعود جسمانی اولاد میں سے کسی کو حضرت نوحؑ کے غرق ہونے والے لڑکے سے تشبیہ دیں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے۔ تو حضرت نوحؑ کے غرق ہونیوالے لڑکے کے مثیل کا پتہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں جو کشتی تیار ہوئی وہ لکڑی کی نہ تھی بلکہ روحانی تھی۔ چنانچہ حضورؑ اپنی وحی واصنع الفلک باعیننا و وحینا کو لکھ کر فرماتے ہیں :۔

"اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔" (اربعین ۴ حاشیہ ص۶)

اس لحاظ سے کشتی میں سوار ہونیوالے آپ کے اہل وہی تھے۔ جو آپ پر اسی رنگ میں ایمان لائے تھے۔ اسی کے مطابق امیر غیر مبایعین بھی لکھتے رہے :۔

"ہم اسی وقت ایمان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم ان آسمانی نشانوں کو دیکھکر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور کی وساطت سے اس زمانہ میں ظاہر فرمائے ہیں، خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا ایمان ہمارے منہ کی ایک بات ہے جو محض لاف ہی لاف ہے۔ اور جسکی اصلیت کچھ نہیں۔" (ریویو جلد ۳ ص۱۹۹)

لیکن آخر یہی امیر غیر مبایعین اس حد تک دُور چلے گئے۔ کہ آپ کی وحی کو بھی حدیثوں سے ادنیٰ مرتبہ کا بتایا۔ نیز کہا کہ آپ کے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایسا شخص مسلمان ہی کہلائیگا اور نجات پا سکتا ہے اور اس طرح وہ اس وحی اور تعلیم اور بیعت والی کشتی نوح سے جو اس زمانہ میں خدا نے تیار کی تھی علیحدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ونادیٰ نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین۔ قال ساٰوی الیٰ جبل یعصمنی من الماء قال لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم (ھود) یعنی حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو جو ایک طرف ہٹ کر دور کھڑا تھا کہا کہ اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو۔ تو اس نے کہا۔ میں ابھی کسی پہاڑ پر جا کھڑا ہونگا جو اس پانی سے مجھے بچائے گا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس عذاب کے حکم سے کوئی بھی کسی کو بچانے والا نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے جس پر وہ آپ رحم کر دے۔

اسی طرح اس زمانہ میں جبکہ طوفان ضلالت و دہریت ہر طرف جوش میں تھا۔ اس سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وحی و تعلیم اور بیعت کو کشتی نوح قرار دیا۔ اور فرمایا کہ آج وہی نجات پائیگا جو اس میں سوار ہوگا۔ اور آپ کے وہ متبعین جو کسی آپ کی بیعت اور وحی اور تعلیم کے کشتی نوح اور مدار نجات ہونے کا انکار کرنیوالے تھے۔ اور آپ کے دعویٰ کو نہ ماننے والوں کے ساتھ مِل جُل کر رہنے کو باعث ترقی اور نجات خیال کرنیوالے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو عالم رؤیا میں ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی شکل میں دکھایا۔ اور ان کی اس حالت کو دیکھ کر کہ وہ کشتی نوح سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔ حضور نے عالم رؤیا میں حضرت نوحؑ کی طرح کہا۔ "آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"

اور ظاہر ہے کہ نبی کے متبعین نبی کی روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں یہ ایک ایسی آواز حق ہے جو حضرت نوحؑ کی آواز یا بنی ارکب معنا سے مشابہ ہے۔ لہٰذا نوحؑ کے غرق ہونیوالے بیٹے کے مثیل وہی غیر مبائع ہیں۔ جنہوں نے مسیح موعودؑ کی بیعت اور وحی اور تعلیم کے کشتی نوح اور مدار نجات ہونے سے انکار کیا۔

اگرچہ آپ کے الہام ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون وعد علینا حق کے مطابق (جس کے متعلق حضور نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے) ضرور تھا کہ بعض کو صحیح رستہ کی طرف لوٹنے کی توفیق نہ ملتی۔ جیساکہ حضور کی پہلی بیوی کی اولاد میں سے ایک کو ہدایت پانے کی توفیق نہ ملی لیکن دوسرے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ومغفور کو جس کے متعلق ایک رؤیا میں حضور نے فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے، ہدایت پانے کی توفیق مل گئی۔ اور وہ جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے آپ کے بیٹوں میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض دوسرے الہامات اور اس رؤیا سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان بھائیوں میں سے جو کشتی نوح سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے، ایک کثیر حصہ کو پھر دوبارہ کشتی نوح میں بیٹھنے کی توفیق بخشے گا۔ اور وہ غرق ہونیسے بچائے جائیں گے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ مبارک ہیں وہ جو اپنی غلطی واضح ہو جانے پر نیکوں کی طرح سچائی کو قبول کر لیتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ جلال الدین شمس از لنڈن ۵/۴۳

عطرِ رضا سے تجھ کو حق نے کیا ہے ممسوح

اے مہدیٔ زماں کے فرزندِ نیک اختر
تُو بے مثال موتی، یکتائے دہر ہیرا
تیرا جہاں میں آنا گویا خدا کا آنا
عطرِ رضا سے تجھ کو حق نے کیا ہے ممسوح
عقلِ سلیم تیری ذہن رسا ہے، جن سے
سردارِ احمدیت! اے شہسوار ملت!
گو لاکھ ڈالے پردے اعداء بدگہر نے
پایا مسیح سے ہے تُو نے دمِ مسیحی
پیارے حبیب اپنی حالت بیان کیا ہو
اپنا رہینِ منت، دشمن بھی زیرِ احساں
دولت کدے پہ تیرے اے میرے پیارے آقا

کیونکر ہو وصف مجھ سے میرے امام تیرا
محمود نام تیرا محمود کام تیرا
"اللہ کس قدر ہے عالی مقام تیرا"
ہر احمدی کے دل میں شوق مدام تیرا
باقی ہے تا قیامت حُسنِ نظام تیرا
یہ کس غضب کا ناقہ ہے تیز گام تیرا
چمکا ہے مثلِ نیّر دنیا میں نام تیرا
مُردوں کو زندہ کردے معجز کلام تیرا
دل میں تری محبت اور لب پہ نام تیرا
پھیلا ہوا ہے ہر سُو کیا فیض عام تیرا
آیا خلیلِ خستہ ادنیٰ غلام تیرا

غیر مبایعین کا اپنے دو چیلنجوں سے انحراف

(۱)

غیر مبائع مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے بڑے طمطراق سے اعلان کیا تھا کہ اگر کوئی شخص حدیث نبوی سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کردے تو اُسے پانچ صد روپیہ انعام دیا جائیگا جب یہ چیلنج منظور کر لیا گیا تو ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ آخر جب ہر پہلو سے ان پر اتمام حجت کر دی گئی تو اب بالکل خاموش ہو گئے۔ حتی کہ انہوں نے میرے مکتوب ۳۰ مارچ ۱۹۴۳ء کا آج تک کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھر اعلان کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرنے کیلئے ہر وقت مستعد ہوں۔ قرآن مجید کی آیات، احادیث نبویہ، محاورات عرب، غرض ہر پہلو سے اس دعویٰ کو بفضلہٖ تعالیٰ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کیا غیر مبائع مبلغ خود یا ان کا کوئی اور نمائندہ اس انعامی چیلنج پر قائم رہ سکتا ہے؟ خدائی تصرف ملاحظہ ہو۔ کہ اسی بحث کے دوران میں دوسرے غیر مبائع مبلغ نے پیغام صلح ۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء ص۷ کالم اول میں صاف اقرار کر لیا کہ:۔

"ہم آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء سے کلی طور پر ہر شان میں افضل مانتے ہیں اور بلا شبہ آنحضرتؐ کا وجود مبارک تمام انبیاء کے سلسلہ کی زینت ہے مگر یہ **تو خاتم النبیین** کے معنے ہیں کہ لا نبی بعدی کے۔"

(۲)

سلسلۂ مضامین میں ذکر آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا اثبات ہے۔ چند حوالے بھی پیش کئے گئے۔ اس پر چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے یکصد روپیہ انعام رکھ کر چیلنج کیا۔ مگر ساتھ ہی تریاق القلوب کو بھی شامل کر لیا۔ عرض کیا گیا کہ جناب والا! ہمارا دعویٰ تو تحفہ گولڑویہ کے متعلق ہے تریاق القلوب کے متعلق یہ دعویٰ نہیں۔ آخر کافی رد و کد کے بعد چودھری صاحب قائل ہوئے تھے کہ اچھا فی الحال اکیلے تحفہ گولڑویہ کے بارے بحث ہو (پیغام ۷ اپریل) مگر نا معلوم پھر کیا ہو گیا۔ کہ چودھری صاحب پھر اسی پرانی ضد پر آ گئے ہیں۔ چودھری صاحب بزعم خویش "طالب حق" بنتے ہیں مگر افسوس کہ ان کا عمل اس دعویٰ کی تائید نہیں کر رہا۔ ہم ان کی عامیانہ باتوں سے اعراض کرتے ہوئے پھر اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ تحفہ گولڑویہ میں دعویٰ نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اگر چودھری محمد اسمٰعیل صاحب یا کسی دوسرے محقق غیر مبائع دوست کو اس دعویٰ سے انکار ہو۔ اور تحقیق حق اس کا مقصد ہو۔ تو وہ اس بارے میں ہم سے محققانہ تحریری مناظرہ کر سکتا ہے۔ وباللہ التوفیق۞

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اپنی اولاد کیلئے

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بڑا معجزہ قبولیتِ دعا ہے۔ ان دعاؤں میں سے ایک اہم حصہ وہ دعائیں ہیں جو حضور نے اپنی اولاد کے بارے میں کیں۔ انبیاء علیہم السلام کی بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ زمین پر خدا کی توحید قائم ہو۔ اور جس نور کو لیکر وہ مبعوث ہوئے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ زمین پر پھیلے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ انکی اولاد ان نوروں کی حامل ہو جو انکو دئے گئے اور ان کے نقشِ قدم پر چلے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مامور خدا اور مستجاب الدعوات ہونا غیر مبائع دوستوں کو بھی مسلّم ہے۔ ذیل میں حضور علیہ السلام کی وہ دعائیں درج کی جاتی ہیں۔ جو آپ نے بصورتِ نظم بارگاہِ ایزدی میں عاجزانہ پیش کیں۔ ہماری صرف اتنی درخواست ہے کہ خدا ترس غیر مبائع بھائی ان دعاؤں کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور سوچیں کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ یہ دعائیں ردّ ہوگئی ہوں؟ اگر ایسا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مشتبہ کردیگا تو یقیناً زعماء غیر مبایعین کا اولادِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسلک سے محض ذاتیات کے باعث اختلاف کرنا ان کے ناحق پر ہونے کی ایک واضح ترین دلیل ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "محمود کی آمین" مطبوعہ ۷ رجون ۱۸۹۷ء میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ

"تُو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا — دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنائیں گایا
صد شکر ہے خدایا۔ صد شکر ہے خدایا — یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور — تُو نے مجھے دئے ہیں یہ تیرے تین چاکر
تیرا ہوں میں سراسر تُو میرا ربِّ اکبر — یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

یہ تین جو پسر ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں — یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
تُو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں — یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

کر ان کو نیک قسمت دے انکو دین و دولت — کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت — یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر — رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
تُو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر — یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

شیطاں سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو — جاں پُر ز نُور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری کریو قبول باری — میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا — دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اس کے ہیں دو برادر اُن کو بھی رکھیو خوشتر — تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ انکو گندے — کر دُور ان سے یارب دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میری جاں کے جانی اے شاہ دو جہانی — کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سُن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری — رحمت سے انکو رکھنا میں تیرے مُنہ کے واری
اپنی پناہ میں رکھیو سُنکر یہ میری زاری — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے واحدِ یگانہ اے خالقِ زمانہ — میری دعائیں سُن لے اور عرض چاکرانہ
تیرے سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر — یہ ہادیٔ جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
یہ مرجعِ شہاں ہوں یہ ہوویں مہرِ انور — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں — حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "مجموعہ آمین" مطبوعہ ۱۹۰۱ء میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کرتے ہوئے عرض کی ہے ؎

دئے ہیں تو نے مجھ کو چار فرزند — اگرچہ مجھکو بس تجھ سے ہے پیوند
بنا ان کو نکوکار و خردمند — کرم سے اُن پہ کر راہِ بدی بند
ہدایت کر انہیں میرے خداوند — کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند
تُو خود کر پرورش لے میرے اخوند — وہ تیرے ہیں ہماری عمر تا چند

یہ سب تیرا کرم ہے میرے ھادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مرے مولیٰ مری یہ اِک دعا ہے — تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے — زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے — ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے — وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات اُن کو عطا کر گندگی سے — برات اُن کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے — بچانا اے خدا بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال — نہ آوے اُن کے گھر تک رُعبِ دجّال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال — نہ ہوں وہ دُکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی امید ہے دل نے بتادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ — نہ آوے اُن پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ — مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا

یہی امید ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا — مصیبت کا الم کا بے بسی کا

یہ ہوں میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا　　جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تُو نے پہلے سے سُنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد　　**بشارت** تُو نے دی اور پھر یہ **اولاد**
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد　　بڑھینگے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اولاد سب تیری عطا ہے　　ہر اک تیری بشارت سے ہُوا ہے
یہ **پانچوں** جو کہ نسلِ سیّدہ ہے　　یہی ہیں پنج تن جن پر بِنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دئے تُو نے مجھے یہ مہر و ماہتاب　　یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دکھایا تُو نے وہ اے ربِّ ارباب　　کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بشارت دی کہ اک **بیٹا** ہے تیرا　　جو ہوگا ایک دن **محبوب** میرا
کروں گا دُور اس ماہ سے اندھیرا　　دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری ہر بات کو تُو نے چلا دی　　مری ہر روک بھی تُو نے اُٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی　　تَرٰی نَسْلاً بَعِیْدًا بھی دکھا دی
جو دی ہے مجھکو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی"

خدارا کوئی غیر مبائع دوست بتائے کہ کیا وہ (معاذ اللہ) ان دعاؤں کو سراسر مردود ماننے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق و مستجاب الدعوات ماننے کے دعویٰ میں سچے قرار پا سکتے ہیں؟

قسط ہشتم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق

حضور کے صحابہ کی حلفیہ شہادتیں

ان شہادتوں کی یہ آٹھویں قسط ہے اس بارے میں سینکڑوں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حلفاً بیان کیا ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو فی الواقع نبی و رسول مانتے تھے۔ ان شہادتوں کا مجموعہ نظارت تالیف و تصنیف میں موجود ہے۔ فرقان میں حسب گنجائش یہ شہادتیں درج ہو رہی ہیں۔ اے کاش ہمارے غیر مبائع دوست اب بھی اس مسئلہ کے متعلق "سَبِيْلُ الْمُؤْمِنِيْنَ" کو اختیار کریں۔ ایڈیٹر

(۷۴)

جناب حکیم مولوی قطب الدین صاحب قادیان کی شہادت

"دعویٰ مسیح موعود فرمانے سے اسی سال یا دوسرے سال میں بیعت مسیح موعود ہونے پر کی تھی۔ اللہ کا رسول اور نبی سمجھ کر انکار نہیں کیا بلکہ مانا ہے۔ اس عقیدہ کی بناء دعویٰ مسیح موعود علیہ السلام تھا۔ اس کے بعد دلائل قرآن شریف سے تائید ہوتی گئی اور علم بڑھتا گیا۔ خاکسار قطب الدین طبیب قادیان"

(۷۵)

جناب سید پیر حاجی احمد صاحب ہوشیارپور کی شہادت

"میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کا احمدی ہوں اور میں نے ۱۹۰۱ء میں بذریعہ خط بیعت کی اور بعد میں دست مبارک پر بھی بیعت کی۔ بلاشک آپ اللہ کی طرف سے رسول اور نبی تھے۔ آپکو بیشک خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل ہوا تھا۔ میں ایسا محض استعارتاً اور مجازاً خیال نہیں کرتا تھا میرا عقیدہ اُسوقت اور اب بھی منہاجِ نبوت پر تھا۔ پیر حاجی احمد بقلم خود۔"

(۷۶)

جناب مولوی فتح علی صاحب منشی فاضل چکوال ضلع جہلم کی شہادت

"خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت ۱۹۰۴ء میں کی تھی۔ بعد ازاں میں چار سال حضور کی زندگی میں قادیان آتا رہا۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اصلی معنوں میں صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول اور اللہ تعالیٰ سے الہاماً سچی خبریں دینے والا نبی یقین کرتا تھا۔ حضور نے فی الحقیقت فنا فی الرسول ہو کر رسول صلعم کے نور سے مستفیض ہو کر خدمتِ قرآن و اسلام کیلئے یہ اعلیٰ درجہ کا مرتبہ حاصل کیا جسکو کوئی فرد اُمت حاصل نہ کر سکا۔ وہ حقیقی نبی تھے نہ کہ مجازی جس میں اصلیت نہ ہو یعنی وہ نام کے نبی نہیں تھے بلکہ نبوت کی حقیقت ان میں موجود تھی۔"

(۷۷)

جناب مولوی محمد تقی صاحب سنور ریاست پٹیالہ کی شہادت

"خاکسار پہلے ہیں اسوقت جبکہ حضرت اقدس قبل از دعویٰ سنور تشریف لائے زیارت سے مشرف ہو الفضلہ تعالیٰ پہلی بیعت جو بمقام لدھیانہ ہوئی اس میں شامل تھا۔ اسوقت عمر چھوٹی تھی جب سنور تشریف فرما ہوئے تھے اسوقت کھانا میرے والد صاحب مرحوم نے کھلایا تھا۔

مولیٰ کریم کے رحم و فضل سے خاکسار حضرت اقدس ؑ کے زمانہ میں آپکو نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں نہیں بلکہ ایسا نبی اور رسول سمجھتا تھا جو آنحضرت صلعم کی اُمت میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کیلئے مبعوث ہُوا۔ خاکسار نے حضرت اقدس ؑ کی قریباً سب کتب سوائے عربی کتب کے پڑھی ہوئی ہیں۔ رسالہ ریویو کا پہلے پرچہ سے خریدار ہوں۔ بدر کا اول سے آخر تک خریدار رہا۔ الحکم کی کئی سال خریداری کی۔ تشحیذ الاذہان کا اول سے آخر پرچہ تک خریدار رہا۔ لٹریچر نے خاکسار کا یہ عقیدہ کر دیا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نبی اور رسول ہیں جنہوں نے آنحضرت ؐ کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیاء اسلام کیلئے خدا کیطرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ خاکسار محمد تقی احمدی سنور ریاست پٹیالہ ۸ رمئی ۱۹۳۵ء"

(۷۸)

جناب شیخ قدرت اللہ صاحب پنشنر نابھہ کی شہادت

"میں حلف سے بیان کرتا ہوں کہ اس عاجز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بیعت کی تھی جسکو ۳۳ سال سے زائد عرصہ ہو چکا۔ ابتداء بیعت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی آپکو صحیح معنوں میں بلا کسی استعارہ و مجاز کے نبی اور رسول یقین کرتا تھا اور اسوقت تک میرا یہی عقیدہ راسخ ہے۔ ہاں صاحب شریعت نہیں بلکہ متبع شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس عقیدہ کی بناء یہ تھی کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام خود اپنی زبان مبارک سے اپنی نسبت نبی اور رسول کا لفظ استعمال فرمایا کرتے تھے اور انکی تحریرات میں اس منصب کا حاصل ہونا ہمیشہ مرقوم ہوتا تھا اور یہی وہ الفاظ تھے جو باعث مخالفت عوام ہوئے۔

بندہ شیخ قدرت اللہ پنشنر رجسٹرار جوڈیشل کورٹ نابھہ ۳۵/۵/۸"

(۷۹)

حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب مرحوم کا حلفیہ بیان

"میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے اغلباً سن ۱۹۰۱ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت اقدس کے زمانہ میں حضرت اقدس کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیائے اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ اس عقیدہ کی بناء حضرت کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ہے۔ عبد الستار شاہ قادیان ۳۵/۵/۲۶"

شیخ عبدالرحمن صاحب لاہوری (مصری) کو ایک مفید مشورہ

شیخ عبدالرحمن صاحب نے تعریف نبوت میں تبدیلی واقع نہ ہونے کے متعلق رکیا۔ استدلال اخبار پیغام صلح میں شائع کرائے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی عمر الدین صاحب مبلغ غیر مبایعین سے تبدیلی تعریف نبوت کے موضوع پر مستقل تحریری مناظرہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت نہیں کہ شیخ صاحب موصوف کے مضمون کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ کیونکہ انکے استدلال میں سے جس حصہ کو بھی غیر مبایعین مضبوط خیال کرینگے۔ اُسے اس مناظرہ میں پیش کر دینگے اور انشاء اللہ اس کا جواب لکھا جائیگا۔ اسوقت میں جناب شیخ صاحب کی خدمت میں ایک مفید مشورہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ انکی اپنی تحریری شہادت انکی توجہ کے قابل ہے۔ فرقان میں اسے متعدد مرتبہ شائع کیا جا چکا ہے۔ بلکہ اس کا عکس بھی چھپ چکا ہے مگر ایک دفعہ بھی شیخ صاحب نے اس کی "تاویل" کی طرف رُخ نہیں کیا۔ وہ شہادت حسب ذیل ہے :۔

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں میں نے ۱۹۰۵ء میں بعیت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ نفسِ نبوت میں مَیں نہ اُسوقت فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اِس وقت میرے کانوں میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوتے ہوئے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں۔ ان معنوں میں مَیں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی سبیل المجازی نبی سمجھتا ہوں۔ یعنی شریعتِ جدیدہ کے بغیر نبی۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضورؐ کی اطاعت میں فنا ہو کر حضورؐ کا کامل بروز ہو کر مقام نبوت کو حاصل کرنے والا نبی۔ میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا۔

عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء"

کیا ہم امید رکھیں کہ ابکی مرتبہ ہی شیخ صاحب اسطرف توجہ کرینگے؟ شیخ صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ "عالم ربانی" ہیں۔ اگر اب ان کا عقیدہ بدل چکا ہے اور انہوں نے اس اعتقاد سے انحراف اختیار کر لیا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تھے تو اسکا اعلان کھلے بندوں کریں اور اگر اب بھی وہی عقیدہ ہے جو اس شہادت میں درج ہے تو اہل پیغام کو مغالطہ دینے سے اجتناب اختیار کریں۔ ؁

اہلِ پیغام سے تبدیلیٔ تعریفِ نبوّت

پر

تحریری مناظرہ

احباب کو معلوم ہوگا کہ غیر مبائع مبلغ مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے تبدیلیٔ تعریفِ نبوت کے موضوع پر انعامی چیلنج دیا تھا۔ اس تحریری مناظرہ کی شرائط کے متعلق کافی لمبے عرصہ سے خط وکتابت جاری تھی۔ الحمد للہ کہ اب مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۴۳ء کو مولوی عمر الدین صاحب نے شرائط نامہ پر دستخط کر کے مجھے پہنچا دیا ہے۔ ذیل میں ان شرائط کو من وعن شائع کیا جاتا ہے۔ اس رسالہ کی ایک ایک کاپی حَکَم صاحبان کو بالخصوص ارسال کی جاتی ہے ——— ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ∴ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شرائط مناظرہ

مابین

ابو العطاء جالندھری مدعی و عمر الدین شملوی مدعا علیہ

۱۔ مضمون مناظرہ تبدیلیٔ تعریف نبوت ہوگا۔ یعنی آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھولا گیا تھا۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانا ضروری نہیں نیز مستقل ہونا بھی ضروری نہیں؟

۲۔ مدعی ابو العطاء جالندھری، اور مدعا علیہ عمر الدین شملوی ہوں گے۔

۳۔ مناظرہ تحریری ہوگا۔ کل پرچے سات ہوں گے۔ پہلا اور آخری پرچہ مدعی کا ہوگا۔ ہر فریق اپنا پرچہ دوسرے کو رجسٹری کرا کے بھیجیگا۔ اور وصولی کے بعد ایک ماہ کے اندر جواب ارسال کرنا ضروری ہوگا۔

۴۔ مدعی اور مدعا علیہ اپنے پہلے پرچے کے شروع میں حلفیہ اقرار کریں گے کہ وہ وہی باتیں درج کریں گے جنہیں وہ اپنے علم اور یقین کی بناء پر حق اور درست مانتے ہیں۔ ایسا ہی آخری پرچہ کے آخر میں اقرار کرینگے کہ ہم نے وہی باتیں لکھی ہیں جو ہمارے یقین میں صحیح ہیں۔

۵۔ مدعا علیہ نے اس مناظرہ کے لئے یکصد روپیہ بطور انعام مقرر کیا ہے۔ اس طرح کہ اگر مسلّم ثالث قرار دے دیں کہ مدعی نے اپنا دعوےٰ ثابت کر دیا ہے تو اسے یہ رقم انعام حاصل ہو جائیگی۔

نوٹ:- مدعا علیہ نے انعامی رقم مدعی کے پاس بطور امانت رکھدی ہے اور مدعا علیہ کے اعلان کے مطابق تصفیہ اسی طرح رہے گی۔

۶۔ مدعا علیہ نے تصفیہ انعام کے لئے جناب چودھری نعمت اللہ خانصاحب ریٹائرڈ سشن جج بیگم پور ضلع ہوشیارپور،

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان[2] اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو[3] ثالث تجویز کیا ہے اور مدعی نے تصفیۂ انعام کی حد تک ان تینوں کا ثالث ہونا تسلیم کر لیا ہے پس یہ تینوں صاحبان مناظرہ کے انعامی حصہ کیلئے حَکَم ہونگے اور اپنا فیصلہ مدلّل طور پر لکھینگے اور وہ پیشکردہ حوالجات اور دلائل کی بناء پر فیصلہ دینگے انکے اپنے اعتقادات کا دخل نہ ہوگا۔

۷۔ کل پرچے مکمل ہونے پر نقل مطابق اصل فریقین کے دستخطوں سے ہر سہ[3] ثالث صاحبان کو بھیجے جائینگے اس کے بعد ان کے تحریری فیصلہ دربارہ استحقاق انعام باتفاق آراء یا بکثرت آراء کے مطابق انعامی رقم کا تصفیہ ہوگا۔

۸۔ کاغذ کی گرانی اور نایابی کے پیش نظر فریقین مل کر مکمل مناظرہ کی اشاعت کا مناسب انتظام کرنے کی کوشش کریں گے شائع کرتے وقت کسی پرچہ پر کسی قسم کا حاشیہ لکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۹۔ شرائط نامہ پر دستخط ہونے اور مکمل ہو کر ہر دو فریق کو پہنچنے کے بعد دو[2] ہفتہ کے اندر اندر مدعی کا فرض ہوگا کہ اپنا پہلا پرچہ ارسال کر دے۔ اگر کوئی فریق دوران مباحثہ میں گریز کی راہ اختیار کرے تو وہ شکست خوردہ سمجھا جائیگا۔

۱۰۔ فریقین پرچہ جات کے ارسال کرنے کے اوقات کے پورے طور پر پابند ہیں۔ غیر معمولی قدرتی معذوری کیصورت میں فریق ثانی کو باقاعدہ اطلاع دینا ضروری ہوگا ہوگا اور نیز بعد ازاں پرچہ ارسال کرنا لازمی۔ فقط

العبد — ابو العطاء جالندھری قادیان

العبد — عمر الدین احمدی

غرباء کی امداد کیلئے گندم کی تحریک

مولوی محمد علی صاحب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے نقش قدم پر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال غرباء کی امداد کے لئے صاحب وسعت اصحاب کو گندم دینے کی تحریک فرمائی۔ اور اس سال بھی فرمایا کہ :-

"پچھلے سال میں نے قادیان کے غرباء کے لئے تحریک کی تھی۔ اس سال بھی میں جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ جتنا غلہ وہ اپنے لئے جمع کریں اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کی امداد کیلئے دیدیں۔ میں نے گذشتہ سال پچاس من غلہ دیا تھا۔ اس سال میں ایک سو ۱۰۰ من غلہ کا وعدہ کرتا ہوں۔" (الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس سال اس تحریک کی اقتداء میں "زمیندار اصحاب سے اپیل" کے زیر عنوان لکھا کہ :-

"میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کے جس قدر پیدا وار غلہ کی ہوئی ہو۔ اس میں سے اس قدر حصہ کو الگ کر کے جو آپکی ذاتی ضروریات کو کفایت کرے باقی اناج جو قابل فروخت ہو اس کا بیسواں حصہ اپنی جماعت کے غرباء کے لئے الگ کر دیں۔ مثلاً اگر آپ کی پیداوار پچاس من ہے اور اس میں سے تیس ۳۰ من آپ کی ضروریات کیلئے کفایت کرتی ہے تو باقی بیس من جو قابل فروخت ہو اس میں سے ایک من غرباء کیلئے الگ کر دیں۔" (پیغام صلح ۲۰ مئی ۱۹۴۳ء)

اگر ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے نیک تحریک کا اتباع کرتے ہوئے محض اختلاف کی خاطر اختلاف کیا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعت احمدیہ کے سب صاحب وسعت احباب کو تحریک کی۔ مولوی محمد علی صاحب نے صرف "زمیندار اصحاب" سے درخواست کی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ضروریات کیلئے جمع کردہ اناج میں سے چالیسواں حصہ دینے کا ارشاد فرمایا جو شرعی نصاب سے ایک مناسبت رکھتا ہے مولوی محمد علی صاحب نے بیسواں حصہ دینے کی طرف توجہ دلائی۔ مگر اس غلہ میں سے جو زمیندار اصحاب فروخت کرنا چاہیں۔ جو بقول مولوی صاحب اندازاً پچاس من میں سے ایک من ہوگا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے مرکز کے غرباء کے علاوہ ہر جگہ کی جماعت کو اپنے ہاں کے غرباء کا خیال رکھنے کا حکم دیتے ہوئے جو تحریک فرمائی اس میں اس سال ایک سو ۱۰۰ من غلہ دینے کا وعدہ فرمایا جو ان سطور کے لکھنے سے پہلے حضور نے ادا فرمایا ہے لیکن مولوی محمد علی صاحب کی "اپیل" اس عملی نمونہ سے بالکل خالی ہے۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے غلہ یا غلہ کی قیمت جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے نام ارسال فرمادیں۔ بہت سے دوست اس پر لبیک کہہ چکے ہیں جو باقی ہیں انہیں اس مناسبت سے یاد دہانی کرائی جاتی ہے ۔

(علیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

ہر ماہ کی بیسؔ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رُفقاءِ احمدؐ قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

وفا ۱۳۲۲ ہش | جلد ۲ | قیمت سالانہ ڈیڑھ روپیہ عہ — رجب ۱۳۶۲ | نمبر ۷ | جولائی ۱۹۴۳ء

امیر المومنین و امیرِ قوم

(نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد احمد صاحب مظہر پلیڈر کپورتھلہ)

امیرِ کارواں باید کہ مردِ کارواں باشد ۔۔۔ کہ اندر حسنِ تدبیرش جہانے را اماں باشد
نہ آں میرے کہ از قرآں فروشی نفع اندوزد ۔۔۔ گہے در بندِ سود افتد گہش فکرِ زیاں باشد
ولے آنکس کہ از تعلیمِ حق قرآں بیاموزد ۔۔۔ عطائے بے بہائے او چو بحرِ بیکراں باشد
امیرِ قوم از قومش ہمہ تاب و تواں یابد ۔۔۔ امیرِ مومناں را از روحِ حق روح و رواں باشد
امیرِ قوم آمد ترجماں از مرضیِ قومے ۔۔۔ امیرِ مومناں مرضیِ حق را ترجماں باشد
امیرِ قوم در لاہور سازد کارگاہِ خود ۔۔۔ امیرِ مومناں را صدر و مرکز قادیاں باشد
امیرِ قوم را معزول مے کردن تواں ہر آں ۔۔۔ امیرِ مومناں را منصب از حق جاوداں باشد
قبائے در دہد قومے چو خواہد باز بستاند ۔۔۔ قبائے گر دہد ایزد نہ ممکن خلعِ آں باشد
امیرِ قوم را خطبات و تالیفات اگر خوانی ۔۔۔ نہ رؤیائے نہ الہامے نہ از کشفے نشاں باشد
امیرِ مومناں از حق تعالےٰ مژدہ ہا یابد ۔۔۔ چناں کامروز فرماید بفردا ہمچناں باشد
مدارِ افتخارِ ما عیارِ اعتبارِ ما ۔۔۔ ہمیں آمد کہ پابندہ خدا خود مہرباں باشد
نشانِ حق پرستی ہا دعائے مستجاب آمد ۔۔۔ کہ اندر وے پناہ کودک و پیر و جواں باشد
جماعت ہست بستانے اگر روحانیت دارد ۔۔۔ چو از روحانیت کاواک گردد نیستاں باشد
خلیفہ گر شود محکوم و حاکم انجمن گردد ۔۔۔ اسیری بہتر است از وے امیری گر چناں باشد
طریقِ محکمت گویم اساسِ کار بر آں نہ ۔۔۔ جماعت ہمچو جسم آمد خلافت ہمچو جاں باشد
سعادت گر ہمے خواہی ازیں نکتہ مشو غافل ۔۔۔ کہ تائیداتِ سبحانی پئے دار الاماں باشد
برائے قادیاں انعام و اکرام خداوندی ۔۔۔ مسلسل متصل پیہم پیاپے جاوداں باشد
ہر دو پیرامن قومے کہ دور افتادہ از مرکز ۔۔۔ پئے ہر دو عزیزی ہا غلامِ این و آں باشد
اصولِ خویش گم کردہ عقائد بیش و کم کردہ ۔۔۔ کہ دوری از میاں خیزد کہ دشمن مہرباں باشد
طریقِ نو تراشیدہ رخِ معنی خراشیدہ ۔۔۔ گماں او را یقیں آمد یقیں او را گماں باشد
میانِ مہرباناں چوں تواں گفتن کہ ایں قومے ۔۔۔ زِ یاراں ایمنی جوید بزیرِ ناوداں باشد
چراغِ مردہ پیشِ آفتاب آید اگر مظہر ۔۔۔ تقابل درمیاں بینی تفاوت بیکراں باشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم فرقان نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۲ | بابت ماہ وفا ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق جولائی ۱۹۴۳ء | نمبر ۷

ہم حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کو نبی کیوں نہیں مانتے؟

اخبار "پیغام صلح" ایک غلط اعتراض کی حمایت میں

قرآن مجید میں اہل باطل کی ایک علامت یہ لکھی ہے کہ وہ صادقوں کی عداوت و دشمنی میں حق و ناحق کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہودی ایک خدا کے ماننے کے مدعی تھے لیکن مسلمانوں سے بغض کا یہ عالم تھا۔ کہ بُت پرستوں کے متعلق برملا کہتے تھے ھٰؤلاء اھدٰی من الذین اٰمنوا سبیلًا (نساء) کہ یہ مومنوں سے بہتر مذہب رکھتے ہیں۔

سکھوں کے اخبار "شیر پنجاب" نے جماعت احمدیہ پر اعتراض کیا۔ کہ احمدی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی اور کو نبی کیوں نہیں مانتے۔ بالخصوص وہ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی نبوت کے کیوں قائل نہیں؟ غیر مبایعین کے اخبار "پیغام صلح" نے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں اسے "بالکل معقول اعتراض" قرار دے کر لکھا ہے کہ:۔

"اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ تو پھر انہیں بابا نانک کی نبوت ماننے میں کیا انکار ہو جہاں ایک کو نبی مانا ہے وہاں دوسرے کے ماننے سے اصولی لحاظ سے کونسا فرق پڑ جائیگا"! (۳۰ رجب ۱۳۲۲ھ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت کے کھلا ہونے کا کیا یہ مطلب ہے کہ غیر نبی کو بھی نبی مان لیا جائے؟ اگر حضرت بابا نانک نبی ہوتے اور جماعت احمدیہ انہیں نبی ماننے سے انکار کر دیتی تو بیشک یہ سوال ہوتا کہ "جہاں ایک کو نبی مانا ہے وہاں دوسرے کے ماننے سے اصولی لحاظ سے کونسا فرق پڑ جائیگا؟" لیکن جب واقعہ یہ ہے کہ حضرت بابا نانک نبی نہ تھے محض ایک ولی تھے۔ خود "پیغام صلح" کو مسلم ہے کہ:

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بھی انہیں ولی اللہ تصور فرماتے تھے"۔ (۳۰ رجون ۱۹۴۳ء)

تو پھر پیغام صلح کا سکھوں کے غلط اعتراض کی حمایت کرنا کیا معنے رکھتا ہے؟

ہم غیر مبائع بھائیوں سے کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ حضرت بابا نانک کو نبی نہیں مانتی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں نبی قرار نہیں دیا۔ انہوں نے خود دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں نبی تسلیم نہیں فرمایا۔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی مانتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر، اور حضور کے اپنے الہامات میں آپ کو نبی اور رسول قرار دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود دعویٰ فرمایا کہ میں **نبی** ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام **نبی** رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

ہم حضرت بابا نانک یا کسی اور دوسرے ولی کو اس لئے نبی ماننے سے منکر ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی **ایک فرد مخصوص** ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے **اولیاء** اور **ابدال** اور **اقطاب** اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے **نبی** کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور **دوسرے تمام لوگ** اس نام کے **مستحق** نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

جب سب اولیاء۔ ابدال اور اقطاب لفظ نبی کے مستحق نہیں۔ اور بابا نانک رح بھی ان میں سے ایک تھے تو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ وہ بھی نبی نہ تھے۔ غیر مبایعین بتائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تصریح کے بعد اولیاء میں سے کسی کو نبی قرار دینا کیونکر درست ہے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیونکر ممکن ہے؟ پس ثابت ہے کہ پیغام صلح نے سکھوں کے بیجا اعتراض کی حمایت کر کے بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے صریح اعلان کی مخالفت کی ہے۔ اور یہ امر اہل پیغام کے ناحق پر ہونے کا بیّن ثبوت ہے ﴿

عقیدۂ نبوّتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک شبہات

(حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کے قلم سے)

میرے پُرانے غیر مبائع دوست ڈاکٹر حسن علی صاحب حال ساکن گوجرانوالہ کا ایک خط مع ایک اشتہار کے مجھے دو تین روز ہوئے ملا جس میں وہ مجھے فرماتے ہیں کہ آپ نے (یعنی اس عاجز نے) مسئلہ کفر و اسلام بمسئلہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ خلافت احمدیہ کو نہیں سمجھا۔ اور آپ کا اور سب اہل قادیان کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے سراسر برخلاف ہے۔ چونکہ اس خط کا جواب علاوہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دیگر غیر مبائع اصحاب کے لئے بھی کارآمد ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں رسالہ فرقان میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک پرائیویٹ خط میں اس کا جواب لکھوں واضح ہو کہ ان تین مسائل میں اصل اور مرکزی مسئلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ ہے۔ اگر نبوت کا یقین ہو جائے تو کفر و اسلام اور خلافت احمدیہ خود بخود حل شدہ مسائل ہیں۔ اور اگر نبوت کسی شخص کے نزدیک غلط دعوےٰ ہے۔ تو پھر سارا جہان جانتا ہے کہ غیر نبی کا منکر کافر نہیں ہو سکتا۔ نہ اُس کی خلافت کی وہ اہمیت ہو سکتی ہے جو ایک نبی کی خلافت کی ہُوا کرتی ہے۔ پس اصل میں نبوت کا مسئلہ ہی ہے جس کی بابت انسان کو چاہیئے کہ تفتیش اور تحقیق کر کے کسی مقام پر جم جائے۔ باقی جملہ مسائل اسی ایک مسئلہ کے گرد گھومتے ہیں + میں اگر اس مضمون کو لمبا کرنا چاہوں تو پھر یہ سلسلہ غیر ضروری طور پر طویل ہو جائے گا۔ اور اس بحث پر اکثر لوگ فریقین کے قریباً تیس سال سے روشنی ڈال بھی رہے ہیں۔ مگر ان سب دلائل میں سے ایک سب سے اعلیٰ اور عمدہ دلیل یہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کے صحابہ حضور کو کیا مانتے تھے۔ چونکہ ہر شخص اپنے لئے آپ ذمہ وار ہے اس لئے اس مسئلہ کے متعلق میں بھی آپ کے سامنے یہ ظاہر کروں گا کہ میرا اعتقاد حضرت مسیح موعود کے عُہدہ کے متعلق حضور کی اپنی زندگی میں کیا تھا۔ مکرمی! آپ کی طرح مجھے بھی صحابی ہونے کا دعویٰ ہے۔ حضور کی وفات کے وقت میری عمر ۲۷ سال کی تھی۔ اور نہایت چھوٹی عمر سے لے کر حضور کی وفات تک میں اکثر حضور کی صحبتوں میں حاضر رہا کرتا تھا۔ اور جب لاہور میں پڑھتا تھا تب بھی سال میں ڈھائی ڈھائی ماہ پھر چار چار ماہ اور بعض اوقات آٹھ آٹھ ماہ۔

ایک ایک سال میں مجھے حضور کی صحبت میں متواتر رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ صرف حضور کی بلکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور "سابق صالح اور نیک" مولوی محمد علی صاحب کی صحبتوں میں بھی اکثر وقت گذارا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضور کی زندگی میں ہی میں حضور علیہ السلام کا وہ درجہ سمجھنے لگ گیا جس کا میں آئندہ ذکر کروں گا۔ اس دلیل کے بیان کرنے کے بعد میں پھر ایک اور خاص دلیل آپ کی خدمت میں پیش کروں گا جس پر اگر آپ غور فرمائیں گے۔ تو شاید کچھ فائدہ اٹھالیں۔ فی الحال اس مضمون میں میں ان ۲ دو ثبوتوں سے زیادہ اور کچھ لکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ بعد میں جو ضروری اور مناسب ہوگا۔ دیکھا جائے گا۔

دلیل اوّل

یعنی میں خود ایک لمبی عمر کی صحبت اور حضور کی کتابوں کے پڑھنے اور حضور کی سالہا سال کی تقریروں کے سننے کے بعد حضور کی وفات سے پہلے کس عقیدہ پر قائم تھا؟ حقیقی اور سچا عقیدہ جماعت کا وہی ہوتا ہے۔ جو کسی مدعی کی زندگی میں ہی اس کی زیر نگرانی رائج اور دائر و سائر ہو جائے کیونکہ اس وقت کوئی اور شخص ایسا موجود نہیں ہوتا جو لوگوں کے عقائد کو تبدیل کر سکے۔ جو بھی مخالف تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ وہ مدعی کی وفات کے بعد ہوا کرتی ہیں۔ سامنے نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر کوئی غلطی کسی سے سرزد ہو جائے تو معاً اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ بلکہ جماعت کے اور لوگ غل مچا دیتے ہیں۔ کہ یہ بات غیر معمولی ہے اور اس طرح سے اُس کا تدارک فوراً ہو جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ "ایک غلطی کے ازالہ" کی تصنیف کے وقت ہوا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے بھی ایک دفعہ صحابۂ مسیح موعود علیہ السلام کی مسئلہ نبوت میں اسی دلیل کی مدد مانگی تھی۔ جس پر بکثرت احمدیوں نے اپنی شہادتیں پیش کیں اور شائع کرائیں کہ ہم حضور علیہ السلام کو حضور کے زمانہ میں بھی نبی ہی مانتے تھے۔ اس پر آپ میں سے بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ یہ معاملہ تیس چالیس سال پہلے کا ہے۔ بعض دفعہ عقائد انسان کو اس طرح دبا لیتے ہیں کہ اُسے یاد نہیں رہتا کہ میرا اصلی عقیدہ اس زمانہ میں کیا تھا۔ اور وہ نئے عقیدہ سے اس طرح متاثر ہو جاتا ہے کہ یہی سمجھتا ہے کہ ہمیشہ سے یہی میرا عقیدہ ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو صرف زبانی طور پر بغیر کسی ضمنی یا تحریری ثبوت کے یہ بات کہدیتے ہیں کہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی زندگی میں بھی نبی مانا کرتے تھے وہ دھوکہ خوردہ ہیں۔ "میاں محمود احمد" صاحب نے ان کو نبی منوا دیا اور جب یہ عقیدہ اُن کے اندر رچ گیا۔ تو پھر غلط فہمی سے وہ یہی سمجھنے لگ گئے کہ ہمارا ہمیشہ سے ہی ایسا عقیدہ تھا۔ اس اعتراض کے ۲ دو جواب ہیں۔ پہلا جواب یہ ہے

کہ ایک دو یا تین چار آدمیوں سے تو ایسی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا مطالبہ میدان میں آتے ہی ہر جماعت اور ہر مقام سے صحابہ کا ایک جم غفیر یہ شہادت دیتا ہوا نکل آئے کہ ہم تو حضور علیہ السلام کو حضور کی زندگی میں ہی نبی مانا کرتے تھے حتی کہ مولوی عبد الرحمن مصری تک بھی یہی شہادت دینے لگیں۔ پس چند افراد تو دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر ایک بڑی جماعت اس امر میں ایسا دھوکہ نہ کھا سکتی ہے نہ دے سکتی ہے۔

دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ جو خود مطالبہ کرنے والے اور مخالف تھے (یعنی مولوی محمد علی صاحب) وہ ریویو میں خواجہ غلام الثقلین صاحب کے مقابل پر ایسی واضح تحریریں چھاپ چکے تھے۔ اور عدالتوں میں قسمیں کھا کر ایسی بین گواہیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق حضور کی زندگی میں ہی دے چکے تھے جن سے زیادہ کوئی اور واضح اور بیّن اقرار انسانی عقل میں نہیں آ سکتا۔ پس اگر اور لوگوں کو دھوکا لگا تھا تو مولوی صاحب کا بیان تو صاف طور سے نبوت کے مخالف چاہیئے تھا نہ کہ نبوت کی تائید میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب شہادتیں بھی صحیح اور سچی ہیں۔ بلکہ اے میرے مہربان ڈاکٹر حسن علی صاحب آپ نے جو اپنا اشتہار مجھے مطالعہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ خود اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے جو یہ اشارہ کرتی ہیں کہ اب تک آپ کا دل بھی عقیدۂ نبوت سے اپنے تئیں پاک نہیں کر سکا۔ اور نبوت کی مہک اس کی سطر سطر سے اب بھی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے۔ مثلاً آپ نے آخر میں اپنا نام لکھتے ہوئے لکھا ہے " ڈاکٹر حسن علی صحابی حضرت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام " اب بتائیے کہ حضورؑ کو غیر نبی سمجھتے ہوئے آپ صحابی کس طرح ہو گئے اور خود حضور کس طرح علیہ السلام بن گئے۔ اسی طرح آپ نے حضور کا وہ الہام تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا.... الخ مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ دوسری قراءت اسی الہام کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود شائع فرمائی یہ ہے کہ " دنیا میں ایک نبی آیا .... الخ " (اگر یہ دوسری قرأت نبی کی نہ بھی ہوتی تب بھی خود نذیر کا لفظ سوائے نبی کے اور کسی کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں ۴۲ دفعہ نذیر کا لفظ آیا ہے اور ہر جگہ اس کے معنے نبی کے ہی ہیں) پھر آپ نے اس اشتہار میں وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا والی آیت میں جو رسول کا لفظ ہے وہ حضور علیہ السلام پر چسپاں کیا ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے جو نیک بندے اس مسیح موعود کی آواز پر کان دھریں گے اور اس کی اطاعت کریں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے اور جو اس سے منہ موڑیں گے وہ اپنی شرارتوں کی وجہ سے آنے والے عذاب الہیٰ میں کسی نہ کسی رنگ میں پکڑے جائینگے

میں ساری تحریر چھاپ دوں تو وہ لمبی ہونے کی وجہ سے جگہ بہت لے گی۔ مگر احتیاطاً ایڈیٹر صاحب[۵] رسالہ فرقان کو میں نے پوری تحریر دکھادی ہے۔ تاکہ وہ اس بات پر گواہ ہوں کہ جو حصہ شائع نہیں کیا گیا وہ موجودہ مطلب کے لئے غیر ضروری تھا۔ اور اس میں کوئی بات عقیدہ نبوت کے مخالف کہیں بھی بیان نہیں ہوئی:-

جواب ایڈریس

شکریہ دوستوں کا کہ انہوں نے عزت افزائی کی۔ یہ سب محبت اور تعلق تہ دوستانہ ایک شخص کی بدولت ہے جس نے جھاڑو کے تنکے کی طرح سب کو مٹھی میں باندھ رکھا ہے۔ ہزار ہزار سلام اور صلوٰۃ اس رسول خدا پر اور ہماری طرف سے۔ وہ جب آیا تو ہم میں سے ایک ایک کو نہیں جانتا تھا۔ اب اس کے طفیل ہر شخص ناواقف رہتے ہیں احمدی کہیں سے تو دوسرے سے شوق اور محبت پیار سے ملتے ہیں۔ ہر قصبہ اور شہر میں اس نے ایسا تعلق پیدا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ جس جگہ میں جاتا جاتا ہوں وہاں بھی ایک بھائی اپنے [illegible] یہ خدا کا ہم پر خاص فضل ہے کہ ہم کمزور تھے ہم کو جماعت بنا کر مضبوط بنایا۔ [illegible] کون ہے جو لا متوزین کر کمزور رہنا چاہتا ہے۔ [illegible] ہو کر پھر پستی کی حالت کی طرف جاوے گا۔

ضرور ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی جماعت میں زیادہ سے زیادہ میل جول اتفاق اور تعلقات قائم کرو۔ الگ الگ اپنے اپنے گوشہ میں پڑے رہنے سے کام نہیں بنیگا۔ اور جس شخص کی مدد سے یہ عزت تم کو ملی کہ باوجود معمولی انسان ہونے کے ہم ایک ممتاز جماعت سمجھے گئے اور باوجود کم لیاقت اور معمولی علم کے ہم کو ایک بڑی زبردست اور پُر دلائل اتنی

[۵] میں نے ساری تحریر دیکھ لی ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔ ابوالعطاء

خیال گئے۔ اس شخص کی عزت کرو۔ اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہ موقعہ ہر شخص اور ہر زمانہ کو نہیں ملتا۔ لوگ عوام خیال کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے وقت ہوتے بعض لوگ دعا کرتے ہیں کہ آپ کی یا کسی نبی کی خواب میں زیارت ہو جاوے۔ اب ۱۳ سو برس کی بعد خدا کا یہ فضل ہوا کہ اس نے ایک نبی اسی کا بروز ہم میں بھیجدیا۔ عرب میں نہیں۔ شام میں نہیں ایران میں نہیں ہندوستان نہیں بلکہ پنجاب اور اس کے بھی ایسے حصے میں جہاں پہنچنے میں کوئی ایسی بہت دقت نہیں۔ یہ آپ لوگوں پر خاص فضل ہے یا نہیں۔ اس نبی کو اب اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اپنے ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی اس سے دل کھول کر بات کر سکتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ سکتا ہے پس یہ ایسا فضل ہے کہ اس کی قدر دل سے جان سے مال سے کرنی چاہئے +

"شکریہ دوستوں کا کہ انہوں نے عزت افزائی کی۔ یہ سب محبت اور تعلقات دوستانہ ایک شخص کی بدولت ہے جس نے جھاڑوں کے تنکے کی طرح سب کو مٹھے میں باندھ رکھا ہے۔ ہزار ہزار سلام اور صلوٰۃ اس پر ہوں خدا کے اور ہماری طرف سے۔ وہ جب آیا تو ہم میں سے ایک ایک کو نہیں جانتا تھا۔ اب اس کی طفیل یہ ہے کہ غیر شخص ناواقف اپنے تئیں احمدی کہہ دے تو دوسرے بڑے شوق اور محبت پیار سے اُسے ملتے ہیں۔ ہر قصبہ اور شہر میں اس نے ہمارا یہ تعلق پیدا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ جس جگہ میں جاتا ہوں۔ وہاں بھی ایک بھائی اپنے موجود ہیں۔ یہ خدا کا ہم پر خاص فضل ہے کہ ہم کمزور تھے۔ ہم کو جماعت بنا کر مضبوط بنایا۔ پس کون ہے جو طاقتور بن کر پھر کمزور رہنا چاہتا ہے۔ کون ایسا ہے جو برادری سے علیحدہ ہو کر پھر پستی کی حالت کی طرف جاوے گا۔ ضرور ہے کہ جتنا ممکن ہو اپنی جماعت میں زیادہ میل جول اتفاق اور تعلقات قائم کرو۔ الگ الگ اپنے گوشہ میں پڑے رہنے سے کام نہیں

بنے گا۔ اور جس شخص کے صدقے یہ عزت تم کو ملی۔ کہ باوجود معمولی انسان ہونے کے ہم ایک ممتاز جماعت سمجھے گئے۔ اور باوجود کم لیاقت اور معمولی علم کے ہم کو ایک بڑی زبردست اور پُر دلائل انسان خیال کیا گیا۔ اس شخص کی عزت کرو۔ اس کی قدر کرو کیونکہ یہ موقعہ ہر شخص اور ہر زمانہ کو نہیں ملتا۔ لوگ عوام خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ کے وقت ہوتے۔ بعض لوگ مجاہدے کرتے ہیں۔ کہ آپؐ کی یا کسی نبی کی خواب میں زیارت ہو جائے۔ اب ۱۳ برس کے بعد (یہاں تیرہ کا لفظ سہو کتابت سے رہ گیا ہے) خدا کا وہ فضل ہے کہ اُس نے ایک نبی اُمّی کا بروز ہم میں بھیجدیا عرب میں نہیں۔ شام میں نہیں۔ ایران میں نہیں۔ ہندوستان۔ نہیں بلکہ پنجاب۔ اور اس کے بھی ایسے حصہ میں جہاں پہنچنے میں کوئی ایسی بہت دقت نہیں۔ یہ آپ لوگوں پر خاص فضل ہے یا نہیں۔ اس نبی کو آپ اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی اس سے دل کھول کر بات کر سکتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ سکتا ہے۔ پس یہ ایسا فضل ہے کہ اس کی قدر دل سے جان سے مال سے کرنی چاہیئے۔" ...... اس کے بعد حضور کے کارناموں کا ذکر ہے۔

پھر آگے چل کر لکھا ہے۔

غرض یہ بابرکت وجود جس نے خدا تعالیٰ سے قوت پاکر وہ کام [illegible]

[illegible] نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور پہلے [illegible] نہیں کئے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ اس کی صحبت میں جائے۔

"غرض یہ بابرکت وجود جس نے خدا تعالےٰ سے قوت پاکر وہ کام کئے کہ جن کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور پہلے کسی نے نہیں کئے تھے۔ یہ خدا کا وہ فرستادہ ہے جس کی پیشگوئیاں توریت انجیل قرآن سب میں موجود ہیں۔ اب یہ ذات تم لوگوں میں موجود ہے۔ اور ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ عمر انسان کی قلیل ہے۔ وہ بھی انسان ہے۔ بہت حصہ عمر کا گذر گیا ہے"

ہر شخص کو چاہیئے کہ اُس کی صحبت میں جائے ...."

ایک خطبۂ جمعہ

اسی طرح اسی مقام راولپنڈی میں ۱۹۰۷ء کے آخر یا ۱۹۰۸ء کے اوائل کا ذکر ہے کہ ایک جمعہ جو میں نے پڑھایا۔ اس میں مالی خدمات اور ضروریات سلسلہ کا ذکر تھا۔ وہ بھی پورا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ اس میں انفاق فی سبیل اللہ کے ذکر میں حسب ذیل عبارت لکھی ہے:-

آج خرچ کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اس وقت ہمارے سامنے نبی ہے ہمارے سامنے

ایک رسالت ہے۔ پھر نیا دفتر کھلا ہے پھر ویسا ہی ثواب ہے جیسا رسول اللہ کے وقت تھا

"آج خرچ کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اس وقت ہمارے سامنے نبی ہے۔ ہمارے سامنے ایک رسالت ہے۔ پھر نیا دفتر کھلا ہے۔ پھر ویسا ہی ثواب ہے جیسا رسول اللہ کے وقت تھا" ....

غرض میرے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اور پبلک میں بیان کئے ہوئے یہ الفاظ ہیں جن کا ایک حصہ میں نے اپنی گواہی کے اظہار کے لئے اوپر درج کیا ہے۔ آپ خود ہی پڑھ کر یہ کہہ دیں گے۔ کہ مابعد کے کسی عقیدہ کا اس زمانہ میں اس تحریر پر اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ ان فقرات میں نبوت اور رسالت کے متعلق کوئی کمزوری یا شبہ یا تاویل دکھائی دیتی ہے۔ یہ تحریریں حضور علیہ السلام کی وفات سے تین ماہ یا کچھ کم و بیش مدت پہلے کی ہیں۔ اور ایک بڑی جماعت کے سامنے دو مختلف اوقات میں بیان کی گئیں۔ اور اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے عقائد کے سوا اور کوئی عقیدہ جماعت میں رائج نہ تھا۔ ان کے سننے والے ایسے لوگ بھی تھے۔ جو آئندہ زمانہ میں غیر مبایعین کے لیڈر بھی رہے ہیں۔ ان تحریروں کا حرف حرف اور شوشہ شوشہ اس وقت تک محفوظ ہے۔ بعض دوستوں نے ان کو دیکھ بھی لیا ہے۔ اور بعض کتابت اور عبارت کی غلطیاں جو اُس وقت کی ان میں موجود تھیں۔ وہ اس نقل میں بھی بعینہ اسی طرح لکھ دی گئی ہیں۔

آخر میں مَیں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر اُسی کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ یہ ہر دو تحریریں میرے اپنے ہاتھ کی حضورؑ کی زندگی کی لکھی ہوئی اب تک موجود ہیں اور میں نے ان کا مضمون راولپنڈی کی جماعت احمدیہ کو سنایا تھا۔ ایک دفعہ بموقعہ اینٹی پارٹی کے اور ایک دفعہ کسی خطبۂ جمعہ میں۔

بس میں اپنی شہادت اور وہ تحریری شہادت دے چکا۔ جو اس وقت بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ اور جس سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا۔ کہ میرا ذاتی عقیدہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں یہی تھا کہ حضور نبی ہیں۔ اور آنحضرت کے بعد ۱۳ سو سال پیچھے اب ایک نبی آیا ہے۔ نہ یہ کہ ہر محدث اور ولی کو ہم نبی سمجھتے ہوں۔ بلکہ یہاں تک ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے بھی اس قوت قدسی کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا تھا۔

ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ فرمائے جاتے ہیں۔ کہ قادیانیوں نے نبوت کے مسئلہ پر غور نہیں کیا! غور تو وہ کریں جو بعد میں آئے۔ انہوں نے نہ صحبت حاصل کی نہ تقریریں سنیں۔ نہ مجلسوں میں بیٹھے۔ صرف کتابوں کے بعض حوالوں کو بعض حوالوں سے ٹکراتے پھرتے ہیں۔ ہمارے لئے تو صرف یہی کافی تھا۔ کہ مدعی کیا کیا کہتا رہا۔ اور ہم اس کی زبان سے بار بار کیا سنتے رہے۔ اور اس کی تازہ تصنیفوں میں کیا کیا پڑھتے رہے۔ ہمارا مذہب تو ان سب باتوں کے مجموعہ کا نتیجہ ہے۔ اور اُسی وقت سے جُوں کا تُوں چلا آیا ہے۔ جب مدعی خود زندہ تھا۔ اور اس سے بڑھ کر زبردست کوئی گواہی نہیں ہو سکتی۔

ایک خاص دلیل

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے۔ کہ میں حال میں ہی مولوی ابوالعطاء صاحب سے ملا اور اُن سے ان مسائل پر مذاکرہ ہوا لیکن وہ کوئی خاص بات پیش نہ کر سکے۔ اب میں آپ کی خاطر ایک خاص دلیل پیش کرتا ہوں۔ اور ایک نئے راستہ سے اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر دو فریق کے مقتدا ہیں۔ نیز ہمارے اور آپ کے نزدیک وہ صادق اور راستباز ہیں۔ ان باتوں کے باوجود حضور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح ناصری زندہ ہیں پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ مسیح ناصری آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور پھر یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ہرگز آسمان سے نازل نہیں ہونگے۔ پھر کہتے ہیں مسیح اور مہدی دو شخص ہوں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہے کبھی فرماتے ہیں کہ مہدی تو بنی فاطمہ سے ہوگا۔ پھر کہتے ہیں کہ میں ہی مہدی ہوں۔ کہیں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے عیسیٰ سے کیا نسبت وہ عظیم الشان نبی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں مسیح ناصری سے ہر طرح سے افضل اور ہر شان میں بڑھکر ہوں۔ کہیں فرماتے ہیں کہ میں نبی نہیں ہوں

صرف مجدد اور محدث ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔ کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا منکر کافر ہے۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھتے بھی رہے پھر حرام بھی فرمادیں۔ ان سے رشتے ناطے بھی کرتے تھے پھر منع بھی کردئے۔ متوفیک کے معنے کئے کہ پوری نعمت دوں گا۔ پھر کہا کہ ہزار روپیہ انعام اگر سوائے موت کے اس کے کوئی اور معنے ثابت ہوں۔ فرماتے تھے کہ ایک نبی دوسرے کا تبع نہیں ہوتا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ کسی نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ ایک کتاب میں نبی کی تعریف اور کی ہے۔ دوسری میں اس کے کچھ مخالف کی ہے۔ کبھی کہا کہ میں تو مسیح کا صرف مثیل ہوکر آیا ہوں وہ خود بھی آئے گا۔ پھر کہا کہ میں ہی مسیح ہوں اور کوئی نہیں آئے گا۔ غرض حضور کی تصانیف میں ۱۰ حوالے اگر آپ ایک طرح کے دکھا سکتے ہیں تو ۵۰ ہم دوسری طرح کے۔ اور اگرچہ ہمارے نزدیک معاملہ بالکل صاف ہے کہ حضورؑ اپنے عقائد کو بالہام الٰہی تبدیل فرماتے گئے۔ مگر پھر بھی ایک ناواقف کے لئے سمجھنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ جب ہم حقیقۃ الوحی کو پیش کرتے ہیں اور آپ ازالہ اوہام کو۔ پھر مخالف الفاظ پر خوب بحث ہوتی ہے۔ مجلس میں تُو تُو میں میں شروع ہوکر حق سمجھنے کی بالکل کوشش نہیں کی جاتی۔ دراصل متقی اور عقلمند کے لئے تو کوئی بھی دقت نہیں۔ مگر مبتدی اور ضدی کے لئے بعض فقرے ابتلاء اور ضلالت کا باعث بن جاتے ہیں۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا۔ اس لئے میں آپ کو ان جھگڑوں سے نجات دلانے کیلئے ایک خاص راستہ پیش کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کی تحریروں میں جو اختلاف اور تضاد ہے۔ وہ آپ کو بھی مسلّم ہے۔ نبوت کے مسئلہ میں نہ سہی۔ حیات و وفات مسیح میں تو ہے ہی۔ بہرحال آپ بھی جانتے ہیں کہ نبی بعض اجتہادی غلطیاں بھی کرسکتا ہے۔ بعض تفہیم بھی اس کی غلط ہوسکتی ہے۔ بعض وہ باتیں جن کو وہ کہتا ہے میرے دل میں ڈالی گئیں۔ بسبب بشریت اور بعض دیگر ذہنی وجوہات کے مل جانے کے وہ ان میں بھی غلطی کرجاتا ہے۔ لیکن خود خدا کا لفظی کلام جو اس پر اُترتا ہے۔ اس میں چونکہ بشری ذہن کا تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کلام الٰہی غلطیوں سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری کی بابت حضورؑ نے لکھا کہ وہ زندہ ہیں اور آئیں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ وہ فوت ہوگئے اور میں آنے والا ہوں۔ تو یہ ایک جھگڑے والی بات ہوگئی۔ اب اگرچہ سمجھدار آدمی وہاں بھی حقیقت کو پالیتا ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ جیسا انسان اس پر بھی جھگڑا کرتا ہے۔ تو اس جھگڑے والی انسانی بات کو چھوڑ کر اگر ہم حضور کے تمام الہامات

پر ایک نظر ڈالیں تو وہاں کہیں اشارہ بھی نہ ہوگا کہ مسیح ناصری زندہ ہے۔ بلکہ یہی ملے گا۔ کہ ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنا کر بھیجا اور تو ہی مسیح موعود ہے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح ہم نبوت مسیح موعود کا فیصلہ بھی خدائی وحی و الہامات کی مدد سے کر سکتے ہیں حضور کے الہامات وغیرہ کو آپ کی پارٹی نے البشریٰ نام سے تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اور ہمارے ہاں وہ تذکرہ کے نام سے ایک ضخیم مجلد میں شائع ہوئے ہیں۔ آپ اس طرف ہرگز نہ جاویں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ نبوت کے متعلق اپنی تفہیم کی بنا پر کب کیا کہا اور کس وقت کیا تحریر فرمایا۔ کیونکہ وہاں ضرور کچھ اختلاف زمانی موجود ہے۔ اور ایک فتنہ پرداز جھگڑالو کے لئے دوسروں کا سر کھانے کو کچھ بہانہ اور عذر مل سکتا ہے۔ لیکن آپ سارا مجموعۂ الہامات پڑھ جائیں اور پھر ہم سے بھی یہی مطالبہ کریں۔ تو آپ کو اس ضخیم مجلد میں ایک بھی لفظ وحی و الہام میں ایسا نہیں ملیگا۔ جس میں یہ ذکر ہو کہ تُو نبی نہیں ہے۔ تُو رسول نہیں ہے۔ تو مرسل نہیں ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ غلطی سے پاک اور عالم الغیب ہے اور آئندہ کے جھگڑوں اور فتن کا حال جانتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ بطور پیشگوئی اور ہدایت کے ضرور ایسے الہام نازل کرتا جن میں یہ مذکور ہوتا۔ کہ تُو نبی اور رسول نہیں ہے۔ تاکہ آئندہ فتنہ کے وقت وہ وحی و الہام لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوتے۔ مگر جب ہم اس مجموعہ پر نظر ڈالتے ہیں تو کہیں بھی یہ اشارہ تک نہیں پاتے۔ کہ ما انت بنبیٍ ولا رسول۔ من اٰمن بنبوّتک فقد کفر۔ یا ایھا المجدد اطعموا الجائع والمعتر۔ ویقول الذین اٰمنوا لست مرسلا۔ دنیا میں ایک غیر نبی آیا مگر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا ..... الخ۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ برخلاف اس کے مرسل۔ رسول نبی کے لفظ تمام عمر کے الہامات میں اول زمانہ سے زمانۂ وفات تک اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ سوائے اس کے چارہ نہیں رہتا۔ کہ خدا تعالےٰ کی شہادت کے مطابق جس کی شہادت اور الفاظ بالکل حق اور غیر مشتبہ ہیں حضور کو نبی مانا جاوے۔ اور اس طریق فیصلہ سے سارا جھگڑا نپٹا لیا جاوے۔ اور تحریروں کے اختلاف کو محکمات کے تابع کر کے وہی معنے لئے جاویں جو خدائی وحی کے مطابق ہوں۔ پس آپ آئندہ اپنے اخبار میں تمام ایسے لفظی الہام جو خدا کی طرف سے مسیح موعود پر نازل ہوئے ہوں لکھکر شائع کر دیں۔ جن میں لکھا ہو کہ تُو نبی نہیں ہے بلکہ صرف مجدد ہے۔ تو رسول نہیں بلکہ صرف محدّث ہے۔ تو مرسل نہیں بلکہ صرف ایک اعلیٰ درجہ کا مومن یا صدیق ہے۔ پھر اس کے مقابل ہم وہ تمام لفظی الہامات شائع کر دیں گے۔ جن میں حضور کو

نبی رسول، مرسل کہا گیا ہے۔ اگر آپ ایک حوالہ بھی نہ دے سکے اور ہماری طرف سے متعدد حوالہ جات پیش کر دیئے گئے۔ تو ہر شخص پر واضح ہو جائے گا۔ کہ ہماری اور آپ کی پوزیشن میں کیا فرق ہے مثلاً نمونۃً یہ وحیٔ خداوندی پیش کریں گے :-

انی مع الرّسول اقوم۔ انی مع الرّسول محیط" - دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے الخ - یا احمد جُعلت مرسلاً - یا نبی اللہ کنت لا اعرفك - ھوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق ... الخ - مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ ما ارسل نبی الا اخزیٰ به الله قوماً لا یؤمنون - یٰسٓ انك لمن المرسلین یا ایها النبی اطعموا الجائع والمعتر - انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا - انی مع الرّسول اجیب. ویقول العدو لست مرسلاً ؛

غرض یہ وہ خدائی گواہی ہے جو رد نہیں کی جا سکتی۔ اور اس کے بعد ہم آپ سے پوچھیں گے کہ لائیے خدا کی شہادت اپنی تائید میں پیش کیجئے۔ مگر مجھے معلوم ہے جو آپ کے پاس شہادت ہے۔ اور غالباً آپ کو بھی معلوم ہے۔ کہ آپ کے پاس کون کون سے الہامات اس مضمون انکارِ نبوت کے موجود ہیں۔ یہ ایک بالکل سادہ طریق اختلافات کے دور کرنے اور صحیح عقائد کو پا لینے کا ہے۔ اگر کوئی توجہ کرے۔

بالآخر خلافت جماعت احمدیہ کے بابت جو آپ نے لکھا ہے۔ اُس کے لئے ایک عقلمند کو صرف اتنا سوچ لینا چاہیئے۔ کہ خلافت کی وہ صورت جو قادیان میں اب رائج ہے۔ یہی وہ صورت ہے۔ جس پر حضور کی وفات کے بعد سب سے پہلا اجماع جماعت احمدیہ کا ہوا۔ اس اجماع میں موجودہ سب کے سب غیر مبایعین بھی شامل تھے۔ وہ ایک دینی اور روحانی جماعت کا سب سے پہلا متفقہ فیصلہ اور سب سے پہلا اور متفقہ اجماع تھا جس سے زیادہ صادق اور صحیح فیصلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جو شخص کچھ مدت کے بعد ایک نیا منصوبہ سوچے اور اس کامل اجماع سے الگ ہو جائے وہ اپنے دل میں ہی سوچ لے۔ کہ اس کا مقام اور ٹھکانہ کہاں ہے۔

آخر میں میں آپکی توجہ آپکے خط کے ایک نامناسب فقرے کی طرف مبذول کرتا ہوں جسمیں آپنے لکھا ہے کہ "اگر جماعت قادیان کے عقائد درست ہوتے تو مدتوں سے آپکے ساتھ شامل ہو گیا ہوتا" میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسی متعلیانہ خود ستائی ہے جس پر خود آپکو بھی افسوس ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ آپ جیسے پُرانے مخلص کو ٹھوکر لگنے کی حقیقی اور اصل وجہ یہی ہو۔ واللہ اعلم۔ والسلام محمد اسمٰعیل

ڈاکٹر حسن علی صاحب آف گوجرانوالہ سے میری گفتگو

ایک شادی کے موقعہ پر ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ سے قادیان تشریف لائے۔ اپنے بھائی جناب میاں محمد حسین خان صاحب مبائع کے ہمراہ خاکسار کے مکان پر پہنچے۔ مزاج پرسی کے کے بعد مختصر وقت میں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے خاکسار نے حسب ذیل دو حوالے رکھے:-

اوّل۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ یعنی آنحضرت کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پا دیں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

ڈاکٹر صاحب اپنے آپ کو صحابی کہتے ہیں۔ میں نے یہ عبارت ان کے سامنے رکھ کر سوال کیا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں۔ تو آپ صحابی کیسے؟ ڈاکٹر صاحب نے اس پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔

دوم۔ اخبار الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کے بہت بڑے صحابی حضرت حکیم فضل الدین صاحب نے ایک استفسار کے جواب میں شائع کیا کہ:-

"اگر سوائے اپنے فرقہ کے کوئی اور امام ہو۔ تو ہمارے فرقہ والے کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔ اس لئے کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں۔ اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں (۱)، تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ (۲) حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء ص۱)

فرمائیے کہ اب آپ کا یہی عقیدہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضور کی زندگی میں رکھتے اور شائع کرتے تھے یا آپ نے وہ عقیدہ تبدیل کر لیا؟ ڈاکٹر حسن علی صاحب عبارت پڑھ کر حیران رہ گئے اور غور کرنے کا وعدہ کیا۔۔۔۔ کیا کوئی غیر مبائع دوست ان باتوں کا جواب دے سکتا ہے؟

غیر مبائعین سے انعامی تحریری مناظرہ

تبدیلیٔ تعریف نبوت کے متعلق جو انعامی مناظرہ مولوی عمر الدین صاحب غیر مبائع مبلغ اور خاکسار کے درمیان تجویز ہوا ہے۔ اس کے شرائط گزشتہ نمبر میں شائع ہو چکے ہیں۔ ثالث صاحبان سے پہلے منظوری حاصل کر لی گئی تھی۔ اب شرائط کی اشاعت کے بعد ان سے تحریری منظوری حاصل کی گئی ہے۔ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرف سے تازہ خط کا جواب نہیں آیا۔ وہ ابتداء میں اپنے اخبار میں اجمالاً لکھ چکے ہیں کہ:۔

"فریقین اگر اس امر پر متفق ہیں تو مجھے اس خدمت کے ادا کرنے سے بدو شرائط انکار نہیں ہے (۱) مباحثہ تحریری ہو میرے سامنے ہو یا غیبوبت میں۔ اس امر کا فریقین کو اختیار رہے (۲) بعد فیصلہ فریقین منصف کے حق میں زبان اور قلم کا بُرائی سے استعمال نہ کریں۔" (اہلحدیث ۱۴ اگست ۴۲ء)

جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی مولوی ابو العطاء صاحب اور مکرمی مولوی عمر الدین صاحب کے درمیان جو شرائط مناظرہ تحریری طے ہوئی ہیں اور فرقان ماہ جون ۴۳ء میں شائع ہو چکی ہیں وہ میں نے پڑھ لی ہیں۔ انشاء اللہ ان شرائط کے مطابق ثالثی کے لئے تیار ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ خاکسار محمد دین ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ۱۸/۷/۴۳"

جناب چوہدری نعمت خان صاحب ریٹائرڈ سشن جج تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے شرائط مناظرہ مابین مولوی ابو العطاء صاحب جالندہری اور مولوی عمر دین صاحب مندرجہ فرقان بابت ماہ جون ۴۳ء دیکھ لئے ہیں۔ مجھے ان شرائط کے مطابق مناظرہ کا حکم بننا منظور ہے۔ نعمت خاں ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ و سیشن جج بیگم پور۔ ڈاکخانہ سڑوعہ ضلع ہوشیارپور مورخہ ۲/۷/۴۳"

اس تکمیل شرائط کے اعلان کے ساتھ یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ خاکسار نے اپنا پہلا پرچہ مقررہ وقت پر فریق مخالف کو پہنچا دیا تھا۔ اس ماہ کے آخر تک انکے جواب کی توقع ہے۔ یہ مناظرہ کل نو ۹ پرچوں پر مشتمل ہوگا۔ اور مکمل ہونے پر طبع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

احباب حق کے نمایاں طور پر غالب آنے کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

خاکسار:۔ خادم ابو العطاء جالندہری

شذرات

(۱) مولوی محمد علی صاحب کب سے قادیان سے علیحدہ ہیں؟

مولوی محمد علی صاحب نے خطبہ جمعہ میں کہا۔ کہ:-

"جب قادیان سے تکفیر اہل قبلہ کی آواز اٹھی تو ہم وہاں سے الگ ہو گئے" (پیغام ۲ جون ۴۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے" (حقیقۃ الوحی ۱۶۳)

اخبار الحکم میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ بدیں الفاظ شائع ہوا۔ کہ:-

"حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

پس معلوم ہوا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب دل سے ۱۹۰۶ء سے ہی قادیان سے الگ ہو گئے تھے۔

(۲) اشاعت اسلام اور انجمن کا وجود

مولوی محمد علی صاحب ایک دوسرے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"لوگ کہتے ہیں کہ اشاعت اسلام کے لئے ایک انجمن کافی ہے۔ کسی مجدد کی کیا ضرورت ہے؟ مگر میں کہتا ہوں کہ بے شک اس کام کے لئے ایک جماعت یا ایک انجمن کی ضرورت تو ہے لیکن اس راستہ میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر محکم ایمان نہ ہو" (پیغام ۱۲ مئی ۴۳ء)

معلوم ہوا۔ کہ جماعت یا انجمن کا وجود اشاعت اسلام کے لئے ثانوی حیثیت رکھتا ہے اصل چیز ایمان باللہ کا استحکام ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ کام ماموروں کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ عام مجدد پر تو ایمان لانا بھی فرض نہیں۔ یہ استحکام تو اسی شخصیت کے ذریعہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جس پر ایمان لانا اپنی ذات میں فرض ہے۔ اور وہ نبیوں کا وجود ہے۔

(۳) اس زمانہ کا روحانی معالج نبی ہی ہو سکتا ہے۔

پیغام صلح لیڈنگ آرٹیکل میں لکھتا ہے:-

"اس زمانہ میں کیا دہریوں اور منکرین الہام کی طرف سے اور کیا دیگر مذاہب والوں کی طرف سے اور کیا عام مسلمانوں کیطرف سے اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم کا بڑی شد و مد کے ساتھ اس زمانہ کا روحانی معالج اس الہام کے وجود کو پیش کرتا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی وجہ سے آپ کے ساتھ بڑی کثرت سے ہمکلامی کی۔ اور اس کی اہمیت اور ضرورت کو ہمارے دل و دماغ میں منقش کرنے کے لئے Phenomena کا اظہار لفظ نبی سے کر دیا۔" (۲ر جون ۴۳ء)

کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ کثرت مکالمہ کی اہمیت اور ضرورت کو غیر مبایعین اور اور غیر احمدیوں کے دل و دماغ پر منقش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ نبی استعمال فرمایا۔ تا زمانہ کے روحانی معالج کا صحیح مقام اور مرتبہ ظاہر ہو لیکن غیر مبایعین سب سے زیادہ اسی چیز کی مخالفت کر رہے ہیں گو یا ع

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں

(۴) مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لکھتے ہیں:۔ "مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب فقدانِ ایمان و عمل ہے"! (۱۴ جولائی ۴۳ء)

جب "مسلمانوں" میں سے ایمان مفقود ہو چکا ہے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان محض نام کے مسلمان ہیں۔ کیا یہی وہ حقیقت نہیں جسپر غیر احمدیوں کو اشتعال دلانے کے لئے غیر مبایعین کفر و اسلام کا مسئلہ بنایا کرتے ہیں؟

تبدیلی} رسالہ فرقان کی طباعت و ترسیل کے انتظام کو بہتر بنانے کیلئے مجلس رفقاء احمد نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کیلئے شیخ ناصر احمد صاحب بی ۔اے منیجر اور حافظ قدرت اللہ صاحب مولوی فاضل نائب منیجر ہونگے انتظامی امور کے سلسلہ میں جملہ خط و کتابت بغیر نام کے صرف "منیجر فرقان قادیان" کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔

پس معلوم ہوا کہ آپ کے عقیدہ کے لحاظ سے اس مامور کا ماننا ضروری اور لازمی ہے۔ ورنہ منکر عذاب الٰہی کے مورد ہوں گے۔ حالانکہ "صرف مجدد" والا عقیدہ تو بنایا ہی اس لئے گیا تھا کہ حضور کا ماننا ضروری نہ ہو۔ پھر آپ حضور کو کلیم اللہ بھی کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس کے صحابہ مانند صحابہ رسول اللہ صلعم ہوں گے۔ اور ثبوت میں آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پیش فرماتے ہیں گویا آپ کو خود تو ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ ہونیکا دعوےٰ ہے۔ مگر جس صحابی ہونے کے طفیل آپ اس درجہ پر پہنچ گئے وہ خود گھٹیا درجہ کا ہی رہا۔ یعنی آپ کے برابر!!! غرض یہ کہ آپ باوجود نبوت کے مٹانے کے تہیہ کے قدم قدم پر نبوت کے اثبات کی خوشبو اور رسالت کے عقیدہ کا رنگ پھیلاتے چلے گئے ہیں۔ مگر ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی فرما رہے ہیں کہ "آپ نے نبوت کے مسئلہ پر غور نہیں کیا"۔

اب میں اپنے متعلق آپ کے سامنے یہ شہادت دیکر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ کہ میں حضور علیہ السلام کی زندگی میں حضور کو نبی اور رسول سمجھتا تھا۔ اور میرے دعوے کا ثبوت زبانی ادّعا سے بہت بلند و بالا ہے۔ اور ایسا زبردست ہے کہ آج بھی آپ یا آپ کا کوئی دوست میرے پاس آکر اُس تحریر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ جو میں اب پیش کرنے والا ہوں۔۔۔۔ وھو ھٰذا

۱۹۰۸ء ماہ فروری کا واقعہ ہے کہ میں راولپنڈی ۳ ماہ کے لئے سول ہاسپٹل میں متعین ہوکر گیا۔ ان دنوں جماعت کے ہفتہ وار جلسے اور جمعہ کی نماز حکیم شاہنواز صاحب کے مکان پر ہوا کرتی تھی جس میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی کیمبل پور سے آکر گاہے بگاہے شامل ہوا کرتے تھے۔ جمعہ کبھی ڈاکٹر صاحب پڑھاتے تھے کبھی حکیم صاحب کبھی یہ خاکسار۔ حضور علیہ السلام اس زمانہ میں زندہ تھے ماہ فروری میں میرا تبادلہ راولپنڈی سے روجہاں ضلع ڈیرہ غازی خاں کا ہوگیا۔ اس پر راولپنڈی کی جماعت احمدیہ نے حکیم شاہنواز صاحب کے مکان پر مجھے پارٹی دی۔ اور ایڈریس کے طور پر کچھ تقریریں بھی ہوئیں۔ بہت سے احباب جمع تھے۔ میں بھی ایک کاغذ پر کچھ نوٹ کرکے لے گیا تھا۔ جس کا مضمون میں نے وہاں سنایا۔ اتفاقاً ایک صندوقچی میں بعض پُرانے کاغذات کے ہمراہ یہ کاغذ بھی پڑا تھا۔ جو مجھے مل گیا۔ اور جسے میں اب شائع کرتا ہوں۔ تاکہ میرے اس زمانہ کے عقیدہ کا آپ کو اور آپ کے دوستوں کو پتہ لگ جائے۔ جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کو "میاں صاحب" نے حضور کی وفات کے بعد نبی بنانا شروع کیا اور اور رفتہ رفتہ بنا ڈالا۔ یہ کاغذ بوسیدہ ہوگیا ہے اور شکنوں سے کچھ پھٹنے لگا ہے مگر تمام تحریر اب بھی صاف پڑھی جاتی ہے اور ساری تحریر میرے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ زبانی دعویٰ ہے بلکہ وہ تحریر آج بھی اگر آپ چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ اگر

ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

ظہور ۱۳۲۲ ہش | جلد ۲ | قیمت سالانہ عہ ڈیڑھ روپیہ — شعبان سنہ ۱۳۶۲ھ | نمبر ۸ | اگست ۱۹۴۳ء

قسط اول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ مسلک
اور
غیر مبایعین کا موجودہ رویّہ

"اصل چیز تو وہ مسلک ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ ہے۔ دونوں جماعتوں میں سے جو جماعت اس مسلک پر قائم ہے وہی حضرت مسیح موعودؑ کی اصل جانشین ہے۔" (مولوی محمد علی صاحب پیغام صلح ۲۸ جولائی ۱۹۴۳ء)

(حقیقۃ الوحی)

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :- "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

اہل پیغام کا موجودہ مسلک ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ :-

"ہم تو حضرت پر نبی کا لفظ ہی بولنا گناہ سمجھتے ہیں۔" (پیغام صلح ۴ر اگست ۱۹۴۳ء صٰ)

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :- "حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔" (ایک غلطی کا ازالہ صلہ)

اہل پیغام نے اپنا موجودہ مسلک بایں الفاظ ذکر کیا ہے :-

"جبکہ خدا نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ حضرت صاحب کو صاف اور صریح لفظوں میں غیر نبی کہہ رہا ہے۔ تو پھر ہم کس طرح مان لیں۔ کہ خدا نے ایک دفعہ بھی آپ کو نبی کہا ہے؟" (پیغام صلح ۲۱ر جولائی ۱۹۴۳ء صٰ)

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی صہ۱۶۳)

اخبار الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء میں حضور کی زندگی میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ بایں الفاظ شائع ہوا کہ :-

"حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق۔"

لیکن آج مولوی محمد علی صاحب لکھ رہے ہیں۔ کہ :-

"ہم نے خدا کے فضل سے اتحاد بین المسلمین کا رستہ کھولا ہے۔ اس اصل الاصول کو قائم کر کے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے سُنّی ہو یا شیعہ۔ احمدی ہو یا غیر احمدی۔" (پیغام صلح ۱۱ر اگست ۱۹۴۳ء)

(باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فرقان — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۲ | بابت ماہ ظہور ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق اگست ۱۹۴۳ء | نمبر ۸

تحریکِ مصالحت

"دونوں جماعتوں کے محاربات کے خاتمہ کی صورت"

(۱)

پیغام صلح (۲۸ ؍ جولائی) میں جناب مولوی محمد علی صاحب کا ایک مکتوب زیر عنوان "ایک بزرگ کے خط کا جواب" شائع ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس غیر مبائع بزرگ نے جناب مولوی صاحب کو مصالحت کی تحریک کرتے ہوئے ان کی ناکامی کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اس کے جواب میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے تحریر فرمایا۔ کہ:-

"آپ نے دریافت فرمایا ہے۔ کہ دونوں جماعتوں کے محاربات کے خاتمہ کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ کیوں نہیں۔ مگر اس کا علاج ایک فریق کے ہاتھ میں نہیں۔ جب قادیان سے علاوہ الفضل کے کالموں کے ایک خاص رسالہ صرف جماعت لاہور کے لئے نکلے۔ تو اس کے سوائے کیا چارہ ہے۔ کہ یہ جنگ و جدل جاری رہے۔ جماعت میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو حالات سے پورے باخبر نہیں ہوتے۔ البتہ ایک بات اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔ عالم اسلامی کی تکفیر اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تنسیخ کو میں ایک ایسا فتنہ سمجھتا ہوں اور باہمی تکفیر کو بھی کہ اس کے خلاف **پورا زور لگانا** ہر ایک مسلمان کا فرض ہے اور ہمارا بھی یہ **فرض** ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ **پچیس سالہ کوشش** سے میاں صاحب کے مسلک کو غلط ثابت کر کے ہم ان کی **جماعت کی ترقی** کو نہیں روک سکے۔ غرض ہے کہ ہماری غرض یہ نہ تھی کہ ان کی جماعت ترقی کرے یا نہ کرے۔" (صدؔ)

اس جواب میں جناب مولوی صاحب نے رسالہ فرقان کی اشاعت کا بے جا شکوہ کیا ہے حالانکہ اس ماہانہ رسالہ کے جاری کئے جانے سے کافی عرصہ پیشتر اہل پیغام کی طرف سے ایک خاص پندرہ روزہ اخبار "پیغام اسلام" نامی صرف جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوتا تھا جو فرقان کی اشاعت کے بعد بند ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آیا۔ کہ جناب مولوی صاحب نے اس بزرگ کی نیک تحریک کا معین اور ٹھوس جواب دینے کی بجائے محض شکوہ سنجی پر اکتفاء کیوں کیا؟ اگر اس سے وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ فریق لاہور تو دل سے جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف محاربات کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ مگر اُسے مجبوراً جوابی رنگ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ابتداء جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ہوتی ہے۔ تو اگرچہ واقعات کے علاوہ ان کی عبارت کا اگلا حصہ بالخصوص "پورا زور لگانے کو اپنا فرض" قرار دینا اس کی تائید نہیں کرتا۔ اور نہ ہی ان کا گذشتہ رویہ اسے درست بتلاتا ہے۔ لیکن تاہم ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ اپنے "جنگ و جدل" کو ختم کرنے کے لئے یہ شرط بھی پیش کریں۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اُن کے خلاف کچھ نہ لکھا جائے۔ اور وہ جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف کچھ نہ لکھیں گے۔ اور اس شرط کی پوری پابندی کا اقرار کریں۔ تو ہمیں ان کی اس تجویز سے کلی اتفاق ہوگا۔ فریق لاہور کے ممبر اپنی "تبلیغ" کو اگر "مخالفت قادیان" کے حصہ سے الگ رکھ کر کر سکتے ہیں۔ تو آئیں۔ اور اپنے "بزرگ" کی تحریک کو قبول کریں۔ ہماری طرف سے قرآنی ارشاد وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے مطابق اس کو ضرور قبول کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کا تبلیغی رویہ مستقل اور پائیدار ہے۔ "پیغامیت" سے الجھنا اس کے لئے کسی مرحلہ پر بھی ضروری نہیں۔ لیکن فریق لاہور کے اصحاب غیر احمدیوں میں اپنی قبولیت پیدا کرنے کے لئے خواہ مخواہ جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمربستہ رہتے ہیں۔ اگر اس کا علاج جناب مولوی محمد علی صاحب کر سکتے ہیں۔ تو مصالحت ہونے میں ایک منٹ کی دیر نہ ہوگی۔ فرقان کا اجراء تو ہے ہی جوابی رنگ میں۔ اور وہ بھی معین عرصہ کے لئے۔ اس لئے یہ مصالحت میں روک نہ ہوگا۔

(۲)

"پچیس سالہ کوشش یا پورے زور لگانے کے باوجود مولوی محمد علی صاحب کا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ترقی کو روک نہ سکنے کے لئے یہ عذر کرنا کہ ہماری غرض ہی یہ نہ تھی۔ کہ ان کی ترقی رُکے۔ سراسر خلاف واقعہ ہے ۱۹۱۴ء میں مولوی محمد علی صاحب

نے منکرین حضرت مسیح موعودؑ کی تکفیر کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ :-

"پہلا گروہ (غیر مبایعین) اس عقیدہ کو خود اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کے لئے مہلک سمجھتا ہے۔ وہ کس طرح اس پر زور دینے اور اس کی اشاعت کرنے میں سست ہو سکتا ہے وہ چاہتا ہے کہ **سلسلہ کی راہ سے اس پتھر کو دُور کرے** ..... اس لئے ہم نے اس مسئلہ پر اس سنگ راہ کو دُور کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔" (پیغام صلح ۲۸ مارچ ۱۹۱۴ء)

پھر مئی ۱۹۴۰ء میں جماعت احمدیہ قادیان کے مٹانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ساتھیوں کو مندرجہ ذیل زوردار الفاظ میں مخاطب کیا تھا کہ :-

(الف) "قادیانی جماعت پر ضرور تبلیغی **حملہ** ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قادیان کے رہنے والوں نے **کفار** کے ساتھ **مشابہت** اختیار کر لی ہے۔ قادیان کے اندر ہاں اس قادیان کے اندر جس کا نام حضرت مسیح موعودؑ کی وجہ سے دنیا میں روشن ہوا۔ ان لوگوں نے **دو نہایت خطرناک قلعے** تعمیر کر لئے ہیں۔ جب تک ان دو قلعوں کو گرایا نہیں جاتا۔ اسلام اور احمدیت کے لئے ایک زبردست خطرہ موجود رہیگا۔ ان میں سے ایک قلعہ کفر کا ہے اور دوسرا شرک کا ہے۔"

(ب) "قادیان میں کفر کا زبردست قلعہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اس کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں۔ آپ لوگوں کا **فرض ہے۔ کہ اس قلعہ کو پوری کوشش کے ساتھ توڑ ڈالیں**۔"

(ج) "میں کہتا ہوں کہ قادیان کی **خلافت۔ شرک کا ایک قلعہ ہے**۔ اسلام اور احمدیت کے مفاد کا تقاضا ہے کہ **اس قلعہ کو توڑ دیا جائے**۔"

(د) "جب تک ہم ان کے ان دو قلعوں کو فتح نہیں کر لیتے۔ **ہمارا ان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا**۔[1] اور جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ کہ ان دو قلعوں کو فتح کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ یہ قلعے بودی عمارتیں ہیں۔ جو ریت کے تودوں پر کھڑی ہیں۔"

(ھ) "اس کام کے لئے پوری کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔ قربانی کی ضرورت ہے۔ **تم میں سے ایک ایک فرد اس کفر و شرک کے قلعے کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو**۔" (پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ فریق لاہور کے امیر نے جماعت احمدیہ قادیان کے مٹانے کے لئے کس قدر زور لگایا۔ ان کی ترقی میں رخنہ اندازی کے لئے کس قدر جد و جہد کی اور انہیں اس جماعت سے کس قدر کینہ و بغض ہے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ۔

[1] فرمایئے مصالحت سے انکاری کون ہے؟ ایڈیٹر

لیکن سراسر ناکامی کے باعث وہ ان عزائم و اعلانات کے باوجود آج "معصومانہ انداز" میں اپنے ایک "بزرگ" سے "عرض" کر رہے ہیں کہ "ہماری غرض یہ نہ تھی کہ ان کی جماعت ترقی کرے یا نہ کرے"۔

(۳)

جناب مولوی صاحب نے "ایک اور بات" بھی کہی ہے۔ جو سراسر افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان نے کبھی بھی عالم اسلامی کی تکفیر نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کو کافر کہا ہے۔ ہاں جماعت احمدیہ کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت حضور کی زندگی میں یہ تھا کہ:۔
"حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے۔ بالاتفاق" (الحکم ۲۴ر مئی سنہ ۱۹۰۶ء)
اور آج بھی یہی ہے۔ پس ہم کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔ ہاں حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے منکرین کو کافر کہتے ہیں۔ جو امت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ ہمارے نزدیک کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ منسوخ ہوا۔ اور نہ کبھی منسوخ ہوگا۔ جو بھی کافر جملہ ایمانیات کو دل سے مان کر یہ کلمہ پڑھے گا۔ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ لیکن اگر محض منہ سے یہ کلمہ پڑھتا ہے۔ اور سب اصولوں پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو وہ "ماھم بمؤمنین" کا مصداق ہوگا۔ اور کافر ہی رہے گا۔ جماعت احمدیہ قادیان کا یہ مسلک نہایت واضح اور معقول ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے وہ اس پر قائم ہے۔ اگر اس وجہ سے مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ سے الگ ہوئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جماعت سے الگ رہنے پر مُصر ہیں۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے مٹانے کے لئے پورا زور صرف کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تو انہیں یاد ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اس مسلک سے سرمو انحراف کو جائز نہیں سمجھتی۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو قائم کیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی مخالفت میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو اسے بھی پورا کرلیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سنہ ۱۹۲۴ء میں اہل پیغام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

ماننے والے مرے بڑھ کے رہیں گے تم سے
یہ قضاء وہ ہے جو بدلیگی نہ تدبیروں سے

اور اگر مولوی صاحب کو یہ احساس ہو چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو مٹانا ان کے بس کی بات نہیں اور وہ اب بھی صلح کرنا چاہیں۔ تو خدا کے پاک مسیحؑ کا "حسن و احسان میں نظیر" اپنے کریمانہ اخلاق سے عفو و درگذر سے کام لے گا۔ وہ آئیں اور اُن کے پاس بیٹھ جائیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْم ؕ

چند نہایت ضروری نوٹ!

"پیغام صلح" کے بیانات پر تبصرہ

۱۔ اس افتراپردازی کا سلسلہ آخر کب تک چلے گا؟

مولوی عبدالحی صاحب ودیارتھی پیغامی مبلغ لکھتے ہیں:۔ "اب لیجئے میاں صاحب کی اپنی شہادت کہ جماعت کو ان سے کتنا عشق ہے۔ توان کو بذریعہ کشف یہ دکھایا گیا۔ کہ ان کی جماعت میں پانچسو منافقین ہیں۔ ان کے نام مع ان کی شکلوں کے حضور کو بتا دئے گئے"! (پیغام ۱۲ر جولائی ۴۳ء ص) اس سے قبل مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا۔ کہ:۔" میاں صاحب خطبہ پر خطبہ دے رہے ہیں۔ کہ قادیان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ منافق بن چکے ہیں" (پیغام صلح ۲۶ر جولائی ۳۷ء) پھر پیغامی مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب نے لکھا۔ کہ " خلیفہ قادیان نے فرمایا۔ کہ قادیان میں پانچسو منافقین ہیں۔ اور خدا نے ان پانچسو منافقین کی شکلیں بھی خلیفہ صاحب کو خواب میں دکھلا دیں" (پیغام ۱۸ر ستمبر ۳۷ء)

ناظرین یہ معلوم کر کے سخت حیران ہوں گے۔ کہ یہ اہل پیغام کا سراسر افتراء ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ میں کہا ہے۔ کہ قادیان میں "ہزاروں" یا "پانچسو" منافق ہیں۔ ہم پانچ سال سے اس حوالہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مگر غیر مبایعین بالکل عاجز آنے کے باوجود اب تک اس افتراء کی اشاعت سے باز نہیں آتے۔ احباب مشورہ دیں کہ ان لوگوں کو کس طرح اس اشاعت کاذبہ سے روکا جائے؟

۲۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا مناظرہ سے گریز!

قارئین فرقان کو یاد ہے کہ ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری کے خط کے جواب میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا کہ:۔" جہاں تک مسائل کا تعلق ہے میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث،

اوّل انکار مسیح موعود علیہ السلام۔ دوم نبوت مسیح موعود علیہ السلام۔ سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کرسکتا ہوں۔ اسمہٗ احمد فی ذاتہ کوئی مسئلہ نہیں وہ تو پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے۔ الخ" (فرقان اپریل ۴۳ء ص)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ بھی منظور فرمالیا۔ کہ بجائے تین پرچوں کے ہر مضمون پر پانچ پرچے ہوجائیں۔ میں نے اس پر اعلان کیا کہ:۔

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت ہے۔ پس اس کے انکار پر شرعی نتیجہ، کفر یا غیر کفر، کے متعلق بحث کی جا سکتی ہے۔ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس قدر اتمام حجت کے بعد ہی اختلافی مسائل پر مناظرہ کے لئے تیار ہوں گے؟ اگر مولوی صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء تک اس بحث کے لئے آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ تو ہم اس معاملہ کو تفصیل سے جماعت کے سامنے رکھ کر ختم کر دیں گے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے گریز کا پورا پورا اعلان کر دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

۳۔ "مباحثہ میں ثالثوں کا تقرر"

پیغام صلح راوی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے "مان لیا تھا۔ کہ بغیر تقرر ثالث کے ان کے اور میاں صاحب کے درمیان بحث ہو جائے" (پیغام ۱۱ اگست) لیکن مولوی صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر جو نوٹ ۱۴ اگست کے پیغام میں اپنی طرف سے شائع کیا ہے۔ اس میں میرے اور مولوی عمر الدین صاحب والے انعامی مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ "جس طرح یہاں ثالثوں کا تقرر جائز ہے۔ میرے اور ان کے درمیان مباحثہ میں بھی ثالثوں کا تقرر ہو سکتا ہے"۔ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب والے مناظرہ میں انہوں نے سو روپیہ انعام مقرر کیا تھا۔ اور اس کا تصفیہ بجز ثالثوں کے نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے شرط ۶ میں لکھا گیا۔ کہ:۔

"مدعا علیہ (مولوی عمر الدین) نے **تصفیہ انعام** کے لئے جناب چودھری نعمت اللہ خاں صاحب ریٹائرڈ سشن جج بیگم پور ضلع ہوشیارپور۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ثالث تجویز کیا ہے۔ اور مدعی نے **تصفیہ انعام کی حد تک** ان تینوں کا ثالث ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ پس یہ تینوں صاحبان **مناظرہ کے انعامی حصہ** کے لئے "حکم" ہوں گے"۔ (فرقان جون ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۶)

کتنی صاف بات ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب محض "الغریق یتشبث بالحشیش" کے مطابق اسی کی آڑ لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جو مناظرہ وہ کریں گے (اگر خدا نے انہیں توفیق دی) اس میں کوئی انعام مقرر نہیں۔ پس اس میں ثالثوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔

۴۔ "تنخواہ دار مبلغ اور تنخواہ دار مترجم قرآن"

مذکرۃ الصدر نوٹ میں مولوی صاحب نے بطور طنز تین مرتبہ خاکسار کو "تنخواہ دار مبلغ" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ یہ طنز اس شخص کے منہ سے ہرگز زیب نہیں دیتی۔ جو صدر انجمن احمدیہ سے ہزار ہا روپیہ تنخواہ لے کر

ترجمہ قرآن کر رہا ہو۔ اور پھر بغیر اجازت صدر انجمن اُس نے اس ترجمہ کو ذاتی ملکیت قرار دے لیا ہو۔ اور اس پر "حق تصنیف" وصول کر رہا ہو۔ بلکہ اُسے اپنی بیوی وغیرہ کے نام لگا دیا ہو۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے اس طنزیہ اسلوب تحریر سے کوئی اچھا نمونہ قائم نہیں کیا۔ بے شک صدر انجمن احمدیہ مجھے گذارہ کے لئے ایک رقم دیتی ہے۔ لیکن میں اس کا حقدار نہیں۔ کیونکہ میں نے زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اس لئے میں اپنے مالی حالات کے ماتحت اس عطیہ کو لینے پر فی الحال مجبور ہوں۔ تاہم میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ کہ اُس نے مجھے بعض تنخواہ دار مترجم قرآن کے طور وطریق سے محفوظ رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی بچائے گا۔ وباللہ التوفیق

۵۔ تبدیلیٔ تعریف نبوت پر انعامی مناظرہ اور اہل پیغام کی مکروہ روش!

جب تک مولوی عمر الدین صاحب سے شرائط طے نہ ہوتے تھے۔ اخبار پیغام صلح میں اس کو "قادیانیوں کی خاموشی" (۲۸ اپریل ۴۳ء) سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ نیز صاف لکھا گیا تھا۔ کہ:۔

"اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے تعریف نبوت میں تبدیلی کی تھی۔ تو قادیانی حق پر ہوں گے۔ ورنہ احمدی جماعت لاہور حق پر ہے۔" (۲۱ ستمبر ۱۹۴۲ء)

مگر جب شرائط طے ہو جانے پر خاکسار نے پہلا پرچہ بھیجا۔ تو جھٹ مولوی محمد علی صاحب نے لکھ دیا کہ:۔

"مولوی عمر الدین صاحب نے اس بارے میں مرکز سے کوئی خط وکتابت نہیں کی۔" (۴ اگست ۴۳ء)

حالانکہ مولوی عمر الدین صاحب کی طرف سے پیغام صلح میں اعلان ہو چکا ہے کہ:۔

"حضرت مولانا محمد علی نے بصورت مجبوری ثالث بن جانا منظور بھی کر لیا۔" (۸ جولائی ۴۳ء)

مولوی صاحب بتلائیں۔ کہ اگر کوئی خط وکتابت نہیں ہوئی تھی۔ تو ثالث تک بن جانیکی منظوری آپنے کس طرح دیدی تھی؟ صاف ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور مولوی عمر الدین صاحب میں سے ایک کا بیان تو جھوٹ پر مبنی ہے۔ اور یہ امر

۶۔ مسلمانوں کی یہود سے مشابہت اور مسیح محمدی کا مقام

پیغام صلح لکھتا ہے:۔ "امت موسویہ کی امت محمدیہ سے ایک بہت بڑی مشابہت ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر بھی جب اسی قسم کا زوال اور انحطاط مسلط ہو گیا۔ تو خداوند تعالیٰ نے ایک مسیح کو اس قوم کے اندر ایک اخلاقی اور روحانی زندگی پیدا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ لیکن اس قوم نے شقی القلب ہونے کی وجہ سے اس مسیح کو قبول نہ کیا۔ ......

...... کیا اب مسلمان بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی اور اخلاقی پیغام کو پس پشت پھینک کر ذلیل وخوار ہونا چاہتے ہیں۔" (۲۸ جولائی ۴۳ء) اس سے ظاہر ہے کہ مسیح محمدی کا مرتبہ کیا ہے اور اسکے انکار کا نتیجہ کیا ہوگا:۔

منکرین مسیح موعودؑ کے متعلق غیر مبایعین کا اصل عقیدہ

"مسیح موعودؑ کا...... انکار کفر ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

(از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل)

۱۔ امت محمدیہ میں یہ امر اجماعی طور پر مسلّم ہے۔ کہ آنے والے امام مہدی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و تکفیر کرنے والے لوگ کافر ہیں۔ جیسا کہ فوائد الاخبار میں مالک بن انس سے مروی ہے "گفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم من کذب بالمھدی فقد کفر" کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امام مہدی علیہ السلام کا مکذب یقیناً کافر ہے (حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱)

۲۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس امر کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی کو تحریر فرمایا۔ کہ:۔

"جبکہ خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ **وہ مسلمان نہیں ہے**۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے **خدا کے حکم کو چھوڑ دوں**" (الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۲۳)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان تمام لوگوں کو جو آپ کو قبول نہیں کرتے۔ خدا تعالےٰ کے حکم کے مطابق "مسلمان نہیں" قرار دیتے تھے۔

۳۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک خط کا اقتباس اس مسئلہ سے متعلق درج کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے سید عبدالمجید صاحب کے نام ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو خط میں تحریر فرمایا کہ:۔

"مسیح موعود کا آنا جو بغیر قید نزول کے ہے۔ وہ ضرور ایمانیات میں داخل ہے۔ کیونکہ نہ وہ محض حدیث سے بلکہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس لئے اس کا انکار کفر ہے۔ اور جو شخص اس اُمت کے آخری مسیح کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے۔ اور گو عیسےٰ کا آنا آسمان سے حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ مگر اس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرتبہ اور حضرت مسیح ناصری ؑ کی ممات سے مماثلت

۲۱ر جولائی ۴۴ء کا اخبار پیغام صلح دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ میری نظر اس مضمون پر پڑی۔ جو بعنوان "حضرت مسیح موعود کا مرتبہ حضرت کے اپنے الہامات کی رُو سے" شائع ہوا تھا۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود نے دعوٰی نبوت نہیں کیا۔ بلکہ آپ صرف ایک مجدد یا محدث کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور ان الہامات میں مندرجہ ذیل الہام بھی درج تھا۔ جس سے ایک سلیم الطبع نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ کیا واقعی آپ کا دعوٰی نبوت کا تھا یا نہیں؟

"اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوٰی کیا ہے"

مضمون لکھنے والے صاحب یہ بتائیں۔ کہ اس الہام سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ صرف مجدد یا محدث تھے۔ اور آپ نبی نہ تھے۔ اس الہام سے تو روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ مثیل مسیح تھے۔ یعنی جس طرح حضرت موسٰی علیہ السلام شریعت والے نبی تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام کے بعد آئے تھے اور حضرت مسیح بغیر شریعت کے نبی تھے۔ آپ حضرت موسٰیؑ کے تابع ہو کر آئے تھے۔ اسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

۴ تھے۔ کہ باہمی تکفیر کے فتووں نے روئے زمین پر کسی کو مسلمان باقی نہیں رہنے دیا" (اخبار پیغام صلح ۲۳ر جولائی ۱۹۴۴ء)

گویا جناب مولوی محمد علی صاحب کے علاوہ باقی غیر مبائع اصحاب بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ باہمی تکفیر کے فتووں نے سب مسلمانوں کو کافر بنا دیا ہے۔ اور کسی شہر کے مسلمانوں میں ایمان باقی نہیں ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو غیر مبایعین کا اصل اعتقاد ہے۔ لیکن جونہی اس مسئلہ میں غیر مبایعین کا روئے سخن جماعت احمدیہ کی طرف ہوتا ہے۔ تو وہ ان تمام اقرارات کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور غیر احمدیوں کو مسلمان اور مومن ثابت کرنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ آخر یہ دو رُخی کب تک؟ امید ہے کہ سنجیدہ غیر مبائع اصحاب اپنے اس مسلک پر نظر ثانی کرینگے۔

کے بعد آپ کے تابع ہو کر غیر تشریعی نبی ہیں۔

آگے چل کر مضمون نگار نے ایک اور الہام لکھا ہے کہ:-

"ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں" (تذکرہ ۱۸۱) اس میں بھی نبوت کا انکار کہاں ہے؟ اس کا مطلب صاف ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیر تشریعی نبی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے۔ اسی طرح میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا تابع ہو کر آیا ہوں۔ پھر ایک اور الہام ہے جو پیغام صلح میں درج تھا۔ وہ یہ تھا۔

"مسیح ابن مریم فوت ہو چکا اور تو اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق آیا ہے" (تذکرہ ۱۸۱) اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ آپ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غیر تشریعی نبی تھے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے آپ کی مماثلت حضرت مسیحؑ سے ثابت ہے جس سے ایک عقل سلیم رکھنے والے انسان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو" (نزول المسیح)

خاکسار:- عطاء الرحمٰن جالندھری متعلم جامعۃ المبشرین مدرسہ احمدیہ قادیان۔

شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری (مصری) کہاں ہیں؟

شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری نے جب سے قادیان چھوڑ کر لاہور میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے ان پر "منکشف" ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے۔ ہم نے فرقان بابت ستمبر ۴۲ء میں انکی حلفیہ شہادت شائع کی تھی۔ اور پھر بکرات و مرات اسے دہرایا ہے بلکہ پیغام صلح کے "استفسار" پر اس کا عکس بھی چھاپ چکے ہیں۔ لیکن آج تک شیخ صاحب موصوف نے اس حلفیہ شہادت کی نہ تاویل کی ہے۔ نہ تردید کی ہے۔ گویا ان کے منہ پر مہر لگ گئی ہے۔ اب سوال ہے کہ شیخ مصری صاحب کہاں ہیں؟ غیر مبائع بھائی ان کو مجبور کریں۔ کہ اس بارے میں کچھ تو جواب دیں اور بتائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کے متفقہ مذہب سے انہوں نے کیوں ارتداد اختیار کر لیا ہے؟ خدا ترس غیر مبائع دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ شیخ صاحب کو مجبور کریں کہ اس کا جواب دیں۔ کیا ہم توقع رکھیں کہ کوئی غیر مبائع مولوی شیخ صاحب کو حدیث نبوی اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ یاد دلا کر انکی طرف سے جواب شائع کرائیں گے یا کیا خود مدیر صاحب پیغام صلح ہی اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

چودھری محمد اسمٰعیل صاحب کے نام میرا مکتوب

چودھری صاحب موصوف پیغام صلح میں طویل مضمون لکھ کر بعض دفعہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ وہ اب پھر سرکاری ملازمت میں چلے گئے ہیں۔ احباب کو یاد ہوگا۔ کہ انہوں نے تحفہ گولڑویہ میں دعوئ نبوت کا اقرار ہے یا انکار" کے موضوع پر انعامی چیلنج دیا تھا جس کی بطائف الحیل گریز کر رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کا ایک خط موصول ہوا تھا۔ جس کے جواب میں خاکسار نے مندرجہ ذیل مکتوب لکھا۔ ان کی پیدا کردہ بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کیلئے اسے شائع کیا جاتا ہے:

مکرمی جناب چودھری صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

۱۔ خوشی کی بات ہے کہ آپ نے پھر ملازمت اختیار کرلی ہے۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ آمین

۲۔ فرقان کے نہ ملنے کا افسوس ہے۔ اب بھجوا رہا ہوں۔ جون و جولائی کے رسالے اکٹھے ہی موصول ہوں گے۔ انشاء اللہ

۳۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ " میری دلی خواہش ہے کہ میں قادیان سے تعلق رکھوں"! اللہ کرے۔ کہ آپ کی یہ خواہش جلد پوری ہو۔ میرے نزدیک اس کے لئے علاوہ خاکسارانہ تحقیق کے اللہ تعالیٰ سے خاص طور پر دعا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ واللّٰہ یھدی الیہ من اناب۔

۴۔ آپ نے میری نیت کے متعلق نادرست ریمارکس دئے ہیں۔ مگر میں اس امر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اِنَّ اللّٰہ بصیرٌ بالعباد۔ میرے علم میں ابھی تک تو آپ کا کوئی سوال ایسا نہیں آیا۔ جس کا جواب مجھے نہ آتا ہو۔ آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ باقی آپ خواہ نخواہ فرماتے جائیں۔ کہ میرے سوال کا جواب نہیں آتا۔ یہ آپ کی مرضی!

۵۔ میں خلط مبحث کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے بعض امور سے اعراض کرتا رہا ہوں۔ آپ کے نزدیک اگر کوئی لاجواب سوال ہیں۔ تو مختصر الفاظ میں تحریر فرما دیں۔ میں انہیں اصل الفاظ میں درج کرکے جواب شائع کر دوں گا۔ سب سے زبردست پانچ سوال لکھ بھیجیں۔ یہ تو ہے تحقیق کا طریق۔ باقی رہا اعلانات میں اپنے سوال کو لاجواب قرار دینا۔ یہ کوئی زیادہ پسندیدہ طریق نہیں۔ آگے آپ کو اختیار ہے۔

۶- آپ نے میاں محمد صادق صاحب کے مضامین میں انعامی چیلنج دیا تھا۔ اس وقت ہمارا دعوےٰ تھا۔ کہ تحفہ گولڑویہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوٰی نبوت کا اقرار فرمایا ہے۔ اگر آپ اپنے انعامی چیلنج پر قائم ہیں۔ تو لیجئے فیصلہ آسان ہے۔ دو مضمون مقرر کر لئے جاویں (۱) کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحفہ گولڑویہ میں نبوت کا اقرار کیا ہے؟ (۲) کتاب تریاق القلوب کب تصنیف ہوئی؟ اول الذکر مضمون کے لئے آپ نے یک صد روپیہ کا انعام مقرر کیا تھا۔ اسی کے مطابق اب عمل ہو۔

باقی رہا شرائط کا معاملہ۔ سو آپ فرقان بابت جون ۴۳ء میں اس مناظرہ کے شرائط ملاحظہ فرمالیں۔ جو آپ کے فریق کے لائق مبلغ مولوی عمرالدین صاحب اور خاکسار کے درمیان قرار پائی ہیں۔ انہیں شرائط پر آپ بھی مندرجہ بالا موضوع پر مناظرہ کرلیں۔ کیا آپ ایسا کر سکیں گے؟ دیدہ باید۔

۷- مکرم چودھری صاحب! آپ بُرا نہ مانئے۔ میرے نزدیک بہتر یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر انسان انعامی چیلنج دے۔ تو اس پر بلاحیل وحجت قائم رہے۔ ورنہ اس طرف کا رُخ بھی نہ کرے۔ آپکی پارٹی میں سے ابھی تک صرف مولوی عمرالدین صاحب اپنے چیلنج پر قائم رہے ہیں۔ اور انہوں نے آخر تصفیہ کر لیا۔ باقی مولوی اختر حسین صاحب چیلنج دیکر پچھتاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اول تو انہوں نے چیلنج کو تبدیل کر لیا۔ اور پھر اس میں بھی مین میخ نکال رہے ہیں۔ سیدھی بات ہے۔ کہ وہ احادیث سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں بفضلہ تعالیٰ ببانگ دُہل کہتا ہوں۔ کہ میں احادیث سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بار بار یاد دہانی کے باوجود مولوی اختر حسین صاحب خاموش ہیں۔ آپ ایک معزز عہدہ پر ہیں۔ آپ سے توقع ہے۔ کہ قولوا قولاً سدیداً کی تعمیل میں نفس چیلنج پر قائم رہیں گے۔ ورنہ ایچ پیچ کی ہرگز ضرورت نہیں میں آپکو مجبور کر سکتا ہوں؟ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے۔ کہ جس نیک نیتی سے میں نے یہ سطور لکھی ہیں آپ اسی سے ان کو پڑھیں۔ میں ناچیز بندہ ہوں۔ مجھے کوئی بڑائی مطلوب نہیں۔ نہ اس کا دعویدار ہوں۔ ہاں یہ یقین کامل ہے۔ کہ اہل حق کا ادنیٰ خادم ہوں۔ فقط۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

شذرات

(۱)

"پیغام صلح" کا الزام "بددیانتی" اور اُس کی حقیقت

فرقان جولائی ۴۳ء میں "پیغام صلح" ۲ر جون ۴۳ء کے الفاظ ذیل بطور اقتباس درج کئے گئے تھے :۔

"اس زمانہ میں کیا دہریوں اور منکرینِ الہام کی طرف سے اور کیا دیگر مذاہب والوں کی طرف سے اور کیا عام مسلمانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ تکلم کا بڑی شد و مد کے ساتھ انکار کیا گیا

تھا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اسی شد و مد کے ساتھ

اس زمانہ کا روحانی معالج اس الہام کے وجود کو پیش کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی وجہ سے آپ کے ساتھ بڑی کثرت سے ہمکلامی کی۔ اور اس کی اہمیت اور ضرورت کو ہمارے دل و دماغ میں منقش کرنے کے لئے Phenomena کا اظہار لفظ نبی سے کر دیا۔"

اس اقتباس کے بعد ہم نے حسب ذیل نوٹ لکھا تھا۔ کہ :۔

"کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ کثرت مکالمہ کی اہمیت اور ضرورت کو غیر مبائعین اور غیر احمدیوں کے دل و دماغ پر منقش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ نبی استعمال فرمایا۔ تا زمانہ کے روحانی معالج کا صحیح مقام اور مرتبہ ظاہر ہو۔ لیکن غیر مبائعین سب سے زیادہ اسی چیز کی مخالفت کر رہے ہیں۔ گویا ع راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں" (فرقان جولائی ص۱۸)

اس پر پیغام صلح نے اپنی اشاعت ۲۸ر جولائی ۴۳ء میں "فرقان کی بد دیانتی کا ایک تازہ ثبوت" کے مہذب عنوان کے ماتحت شور مچایا۔ کہ ایڈیٹر فرقان نے ہماری طرف وہ بات منسوب کر دی ہے۔ جو ہمارے "ذہن یا وہم و گمان" میں بھی نہ تھی۔ حالانکہ ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کہ ہم نے اہل پیغام کی طرف یہ منسوب نہیں کیا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔ بلکہ صراحتاً لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو نبی قرار دیا ہے۔ لیکن "غیر مبائعین سب سے زیادہ اسی چیز کی مخالفت کر رہے ہیں۔" پس اس تصریح کا نام "بد دیانتی" رکھنا نرا اوچھا پن ہے۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ اخلاق سے کام لے کر کسی سچائی کا اقرار کرنے یا اس کا اقرار ہو جانے پر اس کا انکار کرنے میں جرأت سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ دوسروں کو گالیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ اللہ ہی ان کے حال پر رحم فرمائے۔

(۲)

اہلِ پیغام کی "خوش گفتاری" کے تازہ نمونے

بعض احباب خیال فرماتے ہیں۔ کہ جب دلائل اور حوالہ جات کے جواب سے اہل پیغام بالکل عاجز آچکے ہیں۔ تو اب ان کی طرف سے "بدزبانی" بھی نہ ہوتی ہوگی۔ مگر یہ خیال درست نہیں۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ذیل میں صرف تین تازہ پرچہ ہائے پیغام صلح (۲۱۔ ۲۸۔ جولائی۔ ۴۔ اگست) سے اُن کی خوش کلامی کے نمونے درج کئے جاتے ہیں۔ جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق کی ہے:۔

"جھوٹا پروپیگنڈا"۔ "جن کی فطرت کا تانا اور پیٹا حسد کے رشتوں سے ترتیب دیا گیا۔" "دل کی شرارت"۔ "سو فیصدی جھوٹ"۔ "دعائیں کرنے کا ڈھونگ"۔ "دعاؤں کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو دھوکہ"۔ "یہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔" "وائے بر آں قوم جس میں دشنام دہی سے عشق کا بلند مرتبہ ملتا ہو۔" "قادیانی نظام کے مظالم۔ قادیانی فتنہ۔" "بددیانتی"۔ "پبلک کو دھوکا"۔ "چالاکیاں اور چالبازیاں"

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ غیر مبائع بھائی اپنے اس رویہ پر غور فرمائیں ؟

(۳)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز اور مولوی محمد علی صاحب کا تازہ ترین بیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح موعود نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں۔" (اربعین ۳ ص ۶۶)

۱۹۱۴ء تک مولوی محمد علی صاحب مندرجہ بالا مسلک پر قائم رہے۔ لیکن ۱۹۱۴ء میں انہوں نے اس میں

ایک ترمیم کرتے ہوئے لکھا۔ کہ :-

"غیر احمدیوں کے پیچھے میں ایسی جگہ جہاں احمدیوں پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتا۔" (پیغام صلح ۲۴ر مارچ ۱۹۱۴ء)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ہندوستان میں کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ لیکن بعد ازاں وہ ازراہ مداہنت غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ اور ان سے جب وضاحت کا مطالبہ کیا گیا۔ تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اب اپنے ایک دوست کے خط کے جواب میں مجبوراً اقرار کیا ہے کہ :-

"میں نے جن جن موقعوں پر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اس بات کا پورا اطمینان ہوتے ہوئے پڑھی ہے۔ کہ وہ حضرت صاحب کا مکفر نہیں تھا۔"

(پیغام صلح ۱۱ر اگست ۴۳ء)

ہمارا مطالبہ ہے۔ کہ یہ اطمینان مولوی صاحب کو کیسے ہو گیا؟ انہوں نے خود حضرت مسیح موعودؑ کی طرف (بلا حوالہ) یہ تحریر منسوب کی ہے۔ کہ :-

"چونکہ عام طور پر اس ملک ہندوستان کے **ملاں لوگوں** نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے۔ اور فتوے لکھے ہیں۔ اور **باقی لوگ** ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں۔ کہ وہ **صفائی** ثابت کرنے کے لئے **اشتہار** دے دیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔"

(پیغام صلح ۱۱ر اگست)

اب مولوی محمد علی صاحب کا فرض ہے۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ جن "غیر احمدیوں" کے پیچھے انہوں نے نماز پڑھی ہے۔ وہ کون ہیں۔ انہوں نے کب مکفر مولویوں سے براءت کا اشتہار شائع کیا؟ اگر ایسا ایک بھی شخص موجود نہیں۔ جس نے غیر احمدی ہوتے ہوئے مکفر مولویوں کے خلاف اشتہار دیا ہو۔ تو فرمائیں۔ کہ انہوں نے کیوں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو صریح حکم دیتے ہیں کہ تم پر قطعی حرام ہے کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھو اور حدیث نبوی امامکم منکم پیش فرما کر اعلان فرماتے ہیں کہ احمدیوں کا امام صرف احمدی ہی ہوا کرے۔ تو مولوی محمد علی صاحب کے لئے کیونکر جائز ہو گیا۔ کہ وہ "اطمینان" کر لینے کا عذر خام پیش کر کے "قطعی حرام" کا ارتکاب کریں۔ اور جبکہ ہندوستان میں کسی غیر احمدی کے پیچھے وہ خود بھی نماز جائز نہیں سمجھتے۔ تو اطمینان کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟

تمام جہان کو ایک دینی چیلنج

مع

ایک لاکھ روپیہ کے انعامات

اسکے متعلق ایک رسالہ اردو یا انگریزی میں
صرف ایک کارڈ لکھنے سے مفت مل سکتا ہے

خاکسار

عبداللہ الہ دین بمالہ دین بلڈنگس سکندرآباد (دکن)

ضروری اعلانات

۱۔ رسالہ کے مضامین کے علاوہ جملہ کام منیجر صاحب رسالہ کے سپرد ہیں۔ اسلئے احباب کو چاہیئے۔ کہ رسالہ کے نہ پہنچنے۔ بروقت نہ پہنچنے، یا پتہ کی تبدیلی و تصحیح وغیرہ کے متعلق منیجر صاحب رسالہ فرقان قادیان کے پتہ پر خط تحریر فرمایا کریں۔

۲۔ بعض دوست رسالہ کی خریداری کی رقم ایڈیٹر کے نام بھیج دیتے ہیں۔ درست طریق یہی ہے کہ جملہ رقوم منیجر کے نام بھیجی جاویں۔

۳۔ جس دوست کو کسی اور شائق حق غیر مبائع کا پتہ معلوم ہو۔ تو وہ منیجر فرقان کو اطلاع دیں۔ تا ان کے نام بھی رسالہ جاری کر دیا جاوے

سلسلہ تعلیم دینیات اسلام

۱۔ کلید ترجمہ قرآن مجید مجلد پارچہ ہدیہ صرف تین روپیہ

۲۔ گلدستہ تعلیم الدین مجلد ہدیہ صرف ڈیڑھ روپیہ

۳۔ فقہ احمدیہ نو طبع۔ ہدیہ صرف آٹھ آنے

تینوں کی قیمت چار روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی

۴۔ انتخاب صحاح ستہ مترجم ہدیہ ڈیڑھ روپیہ

۵۔ آسمانی پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش باب چہاردہم۔ ہدیہ ۲ دو روپیہ

۶۔ مقابلہ وید و قرآن کریم۔ ہدیہ ایک روپیہ

المشتہر:۔ حکیم محمد عبداللطیف شہید منشی فاضل۔ ادیب فاضل۔ قادیان دارالامان۔

ہر ماہ کی بیسویں تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ





فرقان

تبوک ۱۳۲۲ ہش
ستمبر ۱۹۴۳ء





ایڈیٹر: ابو العطاء جالندھری

رمضان المبارک | سنہ ۱۳۶۲ ہجری

فہرست مضامین

کھلی چٹھی بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے

مکرم جناب مولوی صاحب! آپ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ فریق لاہور کے مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے احادیث نبویہ سے خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین کے اثبات کے لئے انعامی چیلنج دیا تھا۔ جسے خاکسار نے فی الفور منظور کر لیا۔ اس پر انہوں نے چیلنج تبدیل کر لیا۔ اس ترمیم شدہ چیلنج کو بھی منظور کر لیا گیا۔ اور میں نے کھلے طور پر اعلان کر دیا کہ:۔

میں خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرنے کیلئے تیار ہوں

اس پر گریز کی خاطر مولوی اختر حسین صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بلاوجہ خط و کتابت شروع کر دی۔ حضور نے اپنے مکتوب ۱۲/۴۳-۱۷ میں تحریر فرمایا کہ:۔

"ایک چیلنج دیکر جسے پورا کرنے کے لئے میرا ایک مرید تیار ہے۔ اس کے متعلق حوالجات مجھ سے پوچھنا غلط طریق ہے۔ کیونکہ مناظرہ سے قبل آپ کا مجھ سے وہ حوالجات طلب کرنا اور میرا بتانا اصل غرض کو فوت کر دے گا۔" (پیغام صلح ۱۰ مارچ سنہ ۴۳ء صفحہ ۵)

اس پر چاہیئے تھا کہ مولوی اختر حسین صاحب اپنے چیلنج پر قائم رہ کر مجھ سے مناظرہ کرتے۔ مگر وہ اس طرف نہیں آتے۔ میں نے ۳۰ مارچ سنہ ۴۳ء کے مکتوب میں لکھا تھا کہ:۔

"میں جب احادیث نبویہ سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کرنے کیلئے تیار ہوں اور مجھے آپ کا انعامی چیلنج منظور ہے تو آپ کو اس میدان میں آنا چاہیئے۔" (فرقان اپریل سنہ ۴۳ء صفحہ ۱۱)

آج تک انہوں نے اس کا نہ کوئی جواب دیا ہے اور نہ ہی انعامی چیلنج کے مطابق مجھ سے مناظرہ منظور کیا ہے۔ آپ اپنے فریق کے امیر ہیں۔ میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے پاک نام پر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے مبلغ کو ہدایت فرمائیں۔ کہ وہ اپنے چیلنج پر قائم رہ کر جسے میں من وعن منظور کر چکا ہوں۔ مجھ سے مناظرہ کریں اور اگر وہ اس کی تاب نہیں رکھتے تو شریفانہ طور پر خاموشی اختیار کریں۔ خواہ مخواہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کے حق میں ناواجب اور غیر مہذب الفاظ پیغام صلح میں شائع نہ کریں۔ کیونکہ اختلاف عقائد کے باوجود ان کا یہ طریق درست نہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میری اس مناسب درخواست کو ضرور منظور فرمائیں گے اور جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری خادم سلسلہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرقان

جلد ۲ | بابت ماہ تبوک ۱۳۲۲ ہجری شمسی مطابق ستمبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۹

فیصلہ کن مباحثہ

جناب مولوی محمد علی صاحب کے تازہ ترین مکتوب کا جواب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:۔
"جہاں تک مسائل کا تعلق ہے میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث اوّل انکار مسیح موعود علیہ السلام۔ دوم نبوت مسیح موعود علیہ السلام۔ سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کر سکتا ہوں۔" (فرقان اپریل ۴۳ء صفحہ ۶)

ان مسائل کے لئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے پانچ پانچ پرچے بھی منظور فرمائے۔ لیکن اس کھلے اعلان کے باوجود جناب مولوی محمد علی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب میں نے ایک مکتوب میں مولوی عمر الدین صاحب غیر مبائع مبلغ کو لکھا کہ:۔

"آپ نے معلوم کر لیا ہو گا۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرما لیا ہے کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کفر و اسلام منکرین مسیح موعودؑ اور مسئلہ خلافت ہر سہ مسائل پر خود جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے سے تحریری بحث کریں اور ہر موضوع پر پانچ پانچ پرچے ہوں۔ دو ماہ اس اعلان پر گزر چکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے اسے منظور نہیں کیا۔ کیا آپ انہیں اس پر آمادہ کر سکتے ہیں؟"

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عمرالدین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو میرا خط بھیج کر آمادگی کے لئے اصرار کیا۔ اس پر مولوی صاحب کی طرف سے مندرجہ بالا الفاظ نقل کرکے تجاہلِ عارفانہ کے طور پر پیغام صلح میں لکھ دیا گیا۔ کہ:۔

"ہم مولوی اللہ دتا صاحب سے استفسار کرتے ہیں۔ کہ میاں صاحب نے کس اخبار میں ان مسائل پر بحث کرنا منظور کیا ہے۔ اور پانچ پانچ پرچے لکھنے کی تجویز کی ہے۔ ہم تو اس دن کو بڑا مبارک سمجھیں گے جب جناب میاں صاحب ان مسائل پر بحث کرنے کے لئے نکلیں" (پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۴۳ء ص۶)

حوالہ کے لئے تو ہم جناب مولوی محمد علی صاحب اور مدیر پیغام صلح کی توجہ فرقان بابت اپریل وجون ۱۹۴۳ء کی طرف مبذول کرتے ہیں (یہ رسالہ ان کو باقاعدہ بھیجا جاتا ہے) مگر اس امر پر حیرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ بایں حالات وواقعات جناب مولوی محمد علی صاحب نے پیغام صلح ۸ ستمبر ۱۹۴۳ء میں "مکتوب بنام جناب مرزا محمود احمد صاحب" شائع کرایا۔ اور اس میں ایسا رنگ اختیار کیا ہے۔ کہ گویا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے کسی مسئلہ پر کوئی بحث منظور ہی نہیں فرمائی۔ چنانچہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر مسئلہ کفر و اسلام حل ہو جائے۔ تو نبوت کے مسئلہ پر یا خلافت پر بحث کی ضرورت بھی باقی نہ رہے گی"

خدارا کوئی بتلائے کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ طریق منصفانہ ہے؟ وہ مخلوقِ خدا کو اس مغالطہ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ تو مباحثہ کے لئے بڑے مستعد ہیں۔ مگر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ اس سے گریز کر رہے ہیں۔ اُف! اسقدر غلط بیانی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مولانا مصطفےٰ خاں صاحب غیر مبائع ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک واقعہ درج کرتے ہوئے جب وہ اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ "حضرت اقدس کی فطرت کیسی پاک واقع ہوئی ہے۔ آپ اپنے سلسلہ کے بدترین دشمن سے بھی انصاف کا سلوک کرتے ہیں اور صداقت کو ہاتھ سے نہیں دیتے" تو خود بخود ان کے قلم سے لکھا جاتا ہے کہ:۔

"آج حضرت اقدس کی جماعت کے دو فریق ہیں جو آپس میں مباحثات کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کاش یہ دونوں فریق اُس اسوہ حسنہ پر گامزن ہوں

جو حضرت اقدس نے اُن کے لئے چھوڑا ہے"۔ (پیغام صلح ۱۸ اگست ۴۳ء)
میں کہتا ہوں کہ اگر جناب مولوی محمد علی صاحب بُرا نہ مانیں۔ تو اس احساس کا پیدا کرنے والا ان کا وہ رویہ ہے جو وہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کے مقابل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کتنا صریح ظلم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نصرہ اللہ نصراً عظیماً فرمائیں کہ مجھے ہر سہ مسائل پر مباحثہ منظور ہے اور ہر مضمون پہ پانچ پانچ پرچے منظور ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب یہی ظاہر کرتے جائیں کہ وہ مباحثہ منظور نہیں کرتے۔ میں ان غیر مبائع بھائیوں سے جنہوں نے خدا کے برگزیدہ مسیح کا منور چہرہ اور اس کے پاک اخلاق دیکھے ہیں۔ ہاں پھر ان سے جو جرأت اور انصاف پر گامزن ہونا چاہتے ہیں محض خدا کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ انصاف سے کام لیں۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کو سچائی کے اظہار کے لئے مجبور کریں۔ مولوی صاحب مباحثہ کریں یا نہ کریں لیکن بندگانِ خدا کے سامنے صاف بیانی سے کام ضرور لیں۔ کیا میدانِ محشر میں مولوی صاحب یہ کہہ سکیں گے۔ کہ ان کا یہ طریق تقویٰ پر مبنی تھا۔ کہ جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ بالتصریح کہہ چکے ہیں۔ کہ میں مولوی محمد علی صاحب سے ہر سہ مسائل پر مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور مولوی صاحب مخلوق کو مغالطہ دیتے ہوئے ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ تیار نہیں؟ بھائیو! اگر آپ کی جماعت کے امیر اب مباحثہ نہیں کرنا چاہتے۔ تو کوئی مجبوری نہیں۔ احمدیت کی صداقت اور اشاعت اس قسم کے مباحثوں پر ہی مبنی نہیں۔ خدا کی فعلی شہادت صداقت کو آفتاب نیمروز کی طرح نمایاں کر رہی ہے۔ ہاں اگر مولوی محمد علی صاحب مباحثہ کے لئے تیار ہیں تو آئیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے ہر سہ مسائل پر فیصلہ کن مباحثہ کر لیں لیکن یاد رہے۔ کہ راستی اور انصاف گفتگو کا مرکزی نقطہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ؎

بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
روحِ انصاف و خدا ترسی جو ہے دیں کا مدار

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خدّام کا ترانہ

(از جناب نسیم سیفی صاحب بی اے)

ہر اک تارِ نظر میں ہے تجلّی طور کی رقصاں
زبانوں پر کلیم اللہؑ کا افسانہ رکھتے ہیں

نگاہوں سے اُلٹ سکتے ہیں پردہ روئے جاناں کا
نگاہوں میں کچھ ایسی جراتِ رندانہ رکھتے ہیں

غرض اہلِ خرد سے؟ اور عقلِ خام سے مطلب؟
کہ ہم سینے میں اپنے اک دلِ دیوانہ رکھتے ہیں

بھرے ساغر چھلکتے جام رقصاں ہیں فضاؤں میں
نظر کی وسعتوں میں اک حسیں میخانہ رکھتے ہیں

ہماری فطرتیں واقف ہیں رازِ مرگ و ہستی سے
جبھی دار و رسن کی خوئے بیباکانہ رکھتے ہیں

ہمارے ہر نفس میں اک حیاتِ جاودانی ہے
ابد کے لمحہ لمحہ میں حسیں افسانہ رکھتے ہیں

وہی ساقی، وہی مے ہے، وہی ہیں ساغر و مینا
یہ کس نے کہہ دیا ہم اک نیا میخانہ رکھتے ہیں

شرف حاصل ہے خدام جری اللہ ہونے کا
بفضلِ ایزدی ہم ہمت مردانہ رکھتے ہیں

غلام احمدِ مُرسل کے کوچے کی گدائی میں
نسیمِ اہلِ جنوں شانِ شہنشاہانہ رکھتے ہیں

ضروری نوٹ

شذرات

اعتراف ناکافی

مدیر پیغام صلح لکھتے ہیں :- "جماعت احمدیہ لاہور (غیر مبایعین) اپنے امام کی رہبری میں اس صحیح مسلک پر عرصہ دراز سے قائم ہے اور مسلمانوں کو اس امر کی تلقین کرتی ہے۔ کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں لیکن آج تک اس کی آواز صدا بصحرا رہی ہے۔ اور مسلمانوں نے اجتماعی طور پر اس طرف توجہ نہیں کی" (۳۱ اگست ۱۹۴۳ء)

اس ناکامی اور نامرادی کا باعث یہ ہے۔ کہ غیر مبایعین نے مولوی محمد علی صاحب کی رہبری میں وہ مسلک اختیار کیا۔ جو اس مسلک سے صریح طور پر مختلف ہے۔ جو جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں رکھتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق" (اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

نیز غیر مبایعین اپنے بیان میں مداہنت سے کام لے رہے ہیں۔ اُن کے نزدیک تمام وہ لوگ جنہوں نے کسی مسلمان کو کافر کہا ہے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن مُنہ سے کہتے رہتے ہیں کہ "کوئی کلمہ گو کافر نہیں"۔ اور ظاہر ہے کہ مداہنت کی آواز صدا بصحرا ہی ثابت ہوگی۔

اظہار حقیقت

جب کبھی غیر مبایعین سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے یا نہیں ؟ تو اول تو خاموشی ان کا دستور ہوتا ہے۔ اور اگر بولیں تو نہایت مبہم جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام محض مجدد ہیں۔ تو اُن پر ایمان لانا فرض نہیں اور اس صورت میں غیر احمدیوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش صرف ایک سیاسی جدوجہد ہوگی اور "سواد اعظم" سے علیحدہ فرقہ قائم کرنے کی اہل پیغام کو ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی۔ اور اگر حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا فرض ہے۔ تو یقیناً آپ نبی ہیں اور آپ پر ایمان لائے بغیر زندہ ایمان پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس مؤخر الذکر حقیقت کا اقرار پیغام صلح نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہی کہ :-

"آج مسلمان بھی اگر اپنے قلوب میں ایک زندہ ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اعمال صالحہ کا خوگر ہونا چاہتے ہیں۔ تو اُنہیں چاہیئے۔ کہ حضرت امام عصر حاضر کے دامن سے وابستہ ہوں" (۳۱ اگست ۱۹۴۳ء صا)

مولوی محمد علی صاحب کیوں پابند نہیں؟

ایک بزرگ کے ذکر خیر پر پیغام صلح میں چھپا ہے کہ :-

"آپ نے تمام عمر کسی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی - اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حکم پر آپ سختی سے پابند رہے" (۳۱ اگست ۴۳ء)

اب سوال صرف یہ ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حکم پر کیوں پابند نہیں اور کیوں رو بیلی مصلحتوں کی بناء پر حیدرآباد وغیرہ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ آتے ہیں؟

پیغام صلح کی سادگی

مدیر پیغام لکھتے ہیں کہ :- "الفضل میں بعض ایسے مضامین شائع ہو جاتے ہیں - جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ ، نبوت کو پیش نہیں کیا جاتا - بلکہ اُن کے حقیقی مقام مجددیت کو ہی پیش کیا جاتا ہے" (۲۵ اگست ۴۳ء)

پیغام صلح نے سادگی سے اسے اپنی "نمایاں فتح" قرار دے لیا ہے - حالانکہ جب احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "سب دعووں" پر ایمان لاتے ہیں - تو ان میں سے کسی ایک کے ذکر یا اثبات سے باقی دعاوی کی نفی کیونکر ہو گئی - کیا اگر ایک مضمون میں حضرت اقدس کے کرشن ہونے کا اثبات کیا جائے تو اس سے حضور کے مسیح و مہدی ہونے کا انکار پایا جاتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکچر سیالکوٹ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم اور رسالہ مسیح ہندوستان میں حضرت عیسیٰؑ کو موسوی شریعت کے تابع چودھویں صدی کا مجدد تحریر فرمایا ہے؟ کیا اس سے ان کی نبوت کی نفی ہو گئی؟

"صریح دھوکہ اور کھلا ہوا فریب"

پیغام صلح لکھتا ہے - "مولوی اللہ دتا اور اُن کے بعض رفقاء اپنے خلیفہ صاحب کی کمزوری (گریز؟) کو چھپانے کی خاطر اس انفرادی مناظرہ ہی کو فیصلہ کن مناظرہ کہہ رہے ہیں یہ ایک صریح دھوکہ اور کھلا ہوا فریب ہے" (۲۵ - اگست ۴۳ء)

ہمارا خاکسارانہ جواب یہ ہے - کہ ہماری طرف سے کبھی بھی مولوی عمر الدین صاحب والے مناظرہ کو فیصلہ کن قرار نہیں دیا گیا - ہمارے امام ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف گریز کو منسوب کرنا اور بھی افتراء ہے - بلاشبہ مناظرات انفرادی ہی ہوتے ہیں - اور جبکہ جناب مولوی محمد علی صاحب غیر مبایعین کیلئے

واجب الاطاعت امیر نہیں ہیں۔ تو اُن کا مناظرہ بھی اُن کے لئے کیونکر فیصلہ کن ہو سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ پیغام صلح میں مولوی عمر الدین صاحب والے مناظرہ کو بایں الفاظ فیصلہ کن قرار دیا جا چکا ہے کہ :-

"اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود نے تعریف نبوت میں تبدیلی کی تھی۔ تو قادیانی حق پر ہوں گے۔ ورنہ احمدی جماعت لاہور حق پر ہے" (۲۴ ستمبر ۴۲ء)

اب فرمائیے کہ "صریح دھوکہ اور کھلا ہوا فریب" کس سے سرزد ہوا؟

"پیغام صلح" کے سوال کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ "آپ آج سے پیشتر ثالثوں کے مقرر کرنے کے خلاف رہے ہیں لیکن اب مولوی اللہ دتا صاحب کو مولوی عمر الدین صاحب کے ساتھ بحث میں آپ نے ثالثوں کی اجازت دیکر اس اصول کو منظور کر لیا ہے" (۸ ستمبر ۴۳ء)

شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں کہ "ثالثوں کی وہ تجویز جس کو دونوں جماعتوں کے امیروں کے درمیان مناظرہ کے لئے ناجائز، غیر ضروری اور غیر معقول بتایا جاتا ہے اب اس مناظرہ کے لئے کس طرح جائز، ضروری اور معقول بن گئی"۔ (۲۵ اگست)

نامعلوم بعض دفعہ موٹی سے موٹی بات بھی غیر مبائع دوستوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ کتنی صاف بات ہے۔ کہ مولوی عمر الدین صاحب غیر مبائع مبلغ نے انعامی چیلنج دیا اور تبدیلی تعریف نبوت کے ثابت ہو جانے پر سو روپیہ انعام مقرر کیا۔ اب اس رقم کا فیصلہ مدعی یا مدعا علیہ خود تو نہیں کر سکتے تھے۔ مولوی عمر الدین صاحب نے اس فیصلہ کے لئے اپنی طرف سے تین ثالث تجویز کئے ہیں۔ ہم نے محض انعام کے تصفیہ کی حد تک اس سے اتفاق کیا۔ اور اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ شرائط میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ محض انعامی رقم کے تصفیہ تک ثالثیت محدود ہے۔ کجا یہ معاملہ اور کجا یہ کہ عقائد کی صحت و سقم کے اظہار کے لئے بلا ضرورت اور غیر معقول طور پر ثالثوں کی تجویز؟ دونوں امور میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نیز یہ ایک انفرادی تصفیہ ہے۔ یہ تو ہے جواب۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھی جب ثالثوں کے بغیر مباحثہ کے لئے ایک دفعہ ظاہری طور پر آمادگی کا اظہار کر چکے ہیں تو اب اس رجعت قہقری کا کیا مطلب؟

ان کی تازہ بدزبانی کا نمونہ میاں محمد صادق صاحب پیغامی کسی "ذاتی معاملہ" میں مولوی محمد علی صاحب

سے ناراض ہوئے تو کھلی چٹھی میں انہیں لکھا کہ :-

"آپ واقعی ایک کینہ پرور۔ تنگدل اور تنگ نظر مُلّاں ہیں۔ میں تو خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے آپ کی حقیقت سے پردہ اُٹھا دیا اور عریاں کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا۔"

اور اب جب مولوی نے خاص ذرائع و وسائط سے انہیں نیم خوش کر لیا۔ تو میاں محمد صادق صاحب کی خوش کلامی کا رُخ جماعت احمدیہ کی طرف ہو گیا۔ تازہ نمونہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں :-

"ان قادیانی علماء سے ادب نبوی اس طرح رخصت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک گدھے کے سر سے سینگ۔ جو لوگ خود رنگیلے ہوتے ہیں۔ ان کو دوسرے بھی رنگیلے ہی نظر آتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۴۳ء)

معلوم ہوا۔ کہ "ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس" اپنی فطرت کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ یہاں نہیں تو وہاں سہی۔ کیا ایسے لوگوں پر اہل پیغام فخر کر سکتے ہیں ؟

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے لڑکے کی وفات

پیغام صلح نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا لڑکا شیخ مبارک احمد صاحب جو "چند ماہ ہوئے۔ اپنی تعلیم (ایم۔اے) مکمل کر چکا تھا" ۱۲ ستمبر کو فوت ہو گیا ہے۔ حادثہ وفات کی مجمل کیفیت پیغام صلح نے ان الفاظ میں شائع کی ہے کہ :-

"سرکاری ملازمت پر روانہ ہونے سے قبل وہ میو ہسپتال میں درد گردہ کے سلسلہ میں مشورہ لینے گیا۔ یہ مشورہ موت کو پیغام ثابت ہوا۔ وہ چند نو آموز ڈاکٹروں کا تختہ مشق بن گیا۔ اس کی مرضی کے خلاف سسٹس کوپی کیگئی طبی معائنہ مہلک ثابت ہوا۔" (۱۵ ستمبر ۱۹۴۳ء)

کیفیت موت افسوسناک ہے۔ ہم مستقبل کے مورخ کے لئے ان الفاظ کو نقل کرتے ہیں :-

وَلِلّٰهِ فِيْ شُؤُوْنِهٖ حِكَمٌ

ایک غیر مبائع دوست کے مکتوب کا روح پرور جواب

{ذیل کا دلچسپ مضمون حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی مصنف قاعدہ یسرنا القرآن نے تحریر فرمایا ہے۔ ہم ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کے شکر گذار ہیں۔ کہ ان کے خط کے باعث اس قدر قیمتی اور دلکش مضامین فرقان کو میسر آ رہے ہیں۔ غیر مبائع بھائیوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس مضمون پر خصوصیت سے غور فرمائیں —— ایڈیٹر}

بخدمت جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے نام آپ کا خط مورخہ ۹/۸/۴۳ میں نے بھی پڑھا۔ اس خط میں آپ نے جماعت کو بھی مخاطب کیا ہے۔ لہذا میں بھی اس کا جواب لکھ سکتا ہوں۔ جو ذیل میں ہے:-

آپ کے مضمون کی بنیاد اس بات پر ہے۔ کہ نبوت اور رسالت کے متعلق الہامات کی جو تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے اس کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیئے۔ بہت اچھا۔ منظور ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ نبی غلطی پر وفات نہیں پاتا۔ وفات سے پہلے خدا تعالیٰ اس کے غلط اجتہاد کی اصلاح کر دیتا ہے۔ پس آپ ہی کے پیش کردہ اصول کی بناء پر کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیئے میں کہتا ہوں کہ:-

۱۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ سے صفحہ ۱۵۵ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اپنی نبوت کے بارے میں جو میری سابقہ تشریح ہے وہ درست نہیں۔ الہام نے مجھے سابقہ عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔ اب میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ میں نبی ہوں لیکن غیر تشریعی۔ چونکہ آپ نے فیصلہ کے لئے یہ اصول پیش کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح پر فیصلہ ہونا چاہیئے۔ لہذا اب آپ کو چاہیئے کہ حضور کی تشریح کے مطابق حضور کو غیر تشریعی نبی مان لیں۔

۲۔ آپ نے اپنے مطبوعہ اشتہار (مسلم پریس گوجرانوالہ) میں جس کی پشت پر آپ نے حضرت میر صاحب موصوف کو خط لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر نقل کیا ہے:- من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم۔ اس شعر سے آپ یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں ہیں لیکن حضرت مسیح موعود نے "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" میں اس شعر کی جو تشریح فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ:- میں ایسا رسول نہیں جو کتاب یعنی نئی شریعت لایا ہو اور اسلامی شریعت کو اس نے منسوخ کر دیا ہو۔ بلکہ میں ایسا رسول ہوں۔ جو خدا تعالیٰ کے کلام کے ذریعہ

انبیاء مدارج میں مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ انوری نے بھی ذیل کی رُباعی میں ختم کے لفظ سے نفس سخاوت اور نفس شجاعت کو نہیں لیا بلکہ سخاوت اور شجاعت اور شاعری کے مدارج کو لیا ہے۔ وہ رُباعی یہ ہے:۔

۵　مادرِ گیتی نزادہ زیرِ چرخِ چنبری　—　شاہِ چوں سلطان غیاث الدین گدا چوں انوری
ختم شد بر تو سخاوت بر من مسکین سخن　—　چوں شجاعت بر علی بر مصطفٰے پیغمبری

انوری ایسا بے وقوف نہیں تھا۔ کہ خلافِ واقعہ باتیں کرے۔ ختم کے لفظ سے اس کا یہ مطلب نہیں کہ علی رضؓ کے بعد کوئی بہادر نہیں ہوا اور غیاث الدین کے بعد کوئی سخی نہیں ہوگا اور میرے بعد کوئی شاعر نہیں ہوگا۔ کیونکہ علی رضؓ کے بعد بہادر بھی ہوئے۔ غیاث الدین کے بعد سخی بھی ہوئے۔ انوری کے بعد شاعر بھی ہوتے۔ بلکہ ختم کے لفظ سے اس کا مطلب کمالِ شجاعت اور کمالِ سخاوت اور کمالِ شاعری کا اظہار ہے۔ یعنی سخی تو ہوں گے مگر غیاث الدین جیسا کوئی سخی نہیں ہوگا بہادر تو ہوں گے لیکن علی رضؓ جیسا کوئی بہادر نہیں ہوگا۔ شاعر تو ہوں گے مگر میرے جیسا کوئی شاعر نہیں ہوگا۔ پیغمبر تو ہوں گے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور نہ ہُوا۔ نہ معلوم آپ لوگ کیوں اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیا اس میں حضور کی ہتک عزت ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی پیش کیا ہے اس میں تو حضور کی سراسر عزت اور علو مرتبت اور افضل الرسل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ آپ بتلائیں کہ حضور کے افضل الرسل ہونے کی اور کونسی صورت ہے۔ شہنشاہ کا شہنشاہ ہونا تو تبھی ثابت ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کے ماتحت بادشاہ ہوں۔

آیت مندرجہ بالا یعنے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے مطابق حضور کا افضل الرسل ہونا ضروری ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے خَاتَمَ النَّبِيِّينَ والی آیت سے ہی حضور کا افضل الرسل ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن آپ لوگ اس آیت سے حضور کا افضل الرسل ہونا ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ صرف آخری رسول ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اور چونکہ آپ لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ حضور افضل الرسل ہیں لہذا آپ پر فرض ہے کہ آیت خَاتَمَ النَّبِيِّينَ کو چھوڑ کر کسی اور آیت سے حضور کا افضل الرسل ہونا ثابت کریں۔ لیکن آپ ہرگز کسی اور آیت سے قطعیۃ الدلالت طور پر حضور کا افضل الرسل ہونا ثابت نہیں کر سکیں گے۔ اور ناچار آپ کو حضرت مسیح موعود کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔ کہ از روئے آیت خَاتَمَ النَّبِيِّينَ حضور جامع کمالات نبوت ہونے کی وجہ سے افضل الرسل ہیں۔ اور

حضور کی تصدیق اور مُہر کے سوا کوئی مدعی نبوت قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ نہ گذشتہ نبیوں میں سے نہ آئندہ نبیوں میں سے۔

۵۔ آپ نے اپنے اشتہار مطبوعہ میں مان لیا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہو گا۔ مسیح ناصری نہیں آئے گا کیونکہ وہ بموجب آپ کے عقیدہ کے فوت ہو چکا ہے۔ اب عرض ہے کہ جبکہ وعدہ مثیل مسیح ناصری کے آنے کا ہے تو چونکہ مسیح ناصری نبی تھا تو اس کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وعدہ تو یہ ہو کہ مسیح ناصری کا مثیل آئے گا لیکن بھیجدیا جائے کسی غیر نبی کو۔ جسے نبوت کرنے کی لیاقت ہی نہ ہو۔ وعدہ تو یہ ہو کہ وائسرائے بھیجا جائے گا لیکن بھیجدیا جائے کسی سپاہی کو جسے ایک شہر پر بھی حکومت کرنے کی لیاقت نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ صرف مجدد نبی کا کام نہیں کر سکتا۔ پس یہ وعدہ خلافی ہے لیکن قرآن شریف میں ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا۔ لہذا نبی کی جگہ محض مجدد نہیں آسکتا۔

اگر کہا جائے۔ کہ اس زمانہ میں نبی کی ضرورت نہیں صرف مجدد کی ضرورت ہے تو یہ غلط خیال ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ وہ ہے۔ جس میں دہریت کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ دہریت کی ظلمت کو دور کرنا مجدد کا کام نہیں بلکہ نبی کا کام ہے۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کے دل میں ایمان داخل کیا جائے۔ ایمان کا دل میں پیدا کرنا ایک بنیادی کام ہے۔ لیکن مجدد کا کام بنیادی نہیں ہوتا۔ بلکہ مسلمانوں کے اندرونی بگاڑ کی اصلاح ہوتی ہے۔ مثلاً سید احمد صاحب بریلوی پچھلی صدی کے مجدد کا کام یہ تھا۔ کہ نکاح بیوگان کا رواج مسلمانوں میں ڈالیں۔ اور مجدد صاحب الف ثانی سرہندی کا کام یہ تھا کہ شیعوں کا رد کریں۔ کیونکہ اس زمانہ میں شیعہ مذہب زور پکڑ گیا تھا۔ اور عمر بن عبد العزیز صاحب پہلی صدی کے مجدد کا کام تحریری طور پر احادیث کا جمع کرنا تھا۔ پس چونکہ اس زمانہ میں دہریت پھیل گئی تھی۔ لہذا اس وقت مجدد کا کام نہ تھا بلکہ ایک نبی کی ضرورت تھی جو خدا تعالےٰ کا ہونا ثابت کرے۔ اور خدا تعالیٰ کا ہونا خدا تعالےٰ کے قول اور فعل سے ثابت ہوتا ہے۔ پس اس زمانہ میں ایک نبی کی ضرورت تھی۔ جو خدا تعالےٰ کا ایسا کلام پیش کرے۔ جس میں ایسی پیشگوئی ہو۔ جس کا پورا کرنا انسانی طاقت سے باہر ہو۔ پھر وہ پیشگوئی پوری ہو تاکہ خدا تعالےٰ کے ہونے کا یقین دلوں میں پیدا ہو۔ نبی کو اسی لئے نبی کہتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کا ایسا کلام بکثرت پیش کرتا ہے جس میں آئندہ کی خبریں ہوتی ہیں۔ تاکہ جب وہ پیشگوئی پوری ہو تو لوگوں کے دل میں ایمان یعنی خدا تعالےٰ کے ہونے کا یقین پیدا ہو۔ لیکن مجددوں کا یہ کام نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُن کے زمانہ میں مسلمانوں کا ایمان سلامت ہوتا ہے۔ وہ صرف اندرونی خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ بات کہ اس زمانہ میں دہریت کی ظلمت پھیل

گئی بھی کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِنْ ھٰٓؤُلَاءِ (رفادِ مَن) بھی اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں دہریت کی ظلمت پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور ایمان آسمان پر چلا گیا ہوگا۔ اسی لئے مسیح موعود کو بھیجا جائے گا تاکہ وہ آسمان سے ایمان کو لاکر لوگوں کے دلوں میں داخل کرے۔ پس آپ لوگوں کا بار بار یہ کہنا کہ حضرت صاحب نبی نہ تھے بلکہ مجدد تھے ایک مُضر خیال ہے۔ کیونکہ اس وقت نبی کی ضرورت ہے جو تمام جہان کے لوگوں کے سامنے ایمان کی نعمت پیش کرے۔ اور مسلمانوں کی اندرونی اصلاح بھی کرے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ نبی کا درجہ مجدد سے بڑا ہوتا ہے۔ مجدد میں وہ لیاقت اور قوت نہیں ہوتی جو نبی میں ہوتی ہے بغرض مسیح موعود کا نبی ہونا ضروری ہے کیونکہ اس وقت سارے جہان کی اصلاح مدنظر ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کی۔ چنانچہ اس بارے میں حضور کا الہام بھی ہے۔ جو یہ ہے :- قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا[۱]۔ اس الہام سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضور صرف مجدد نہیں بلکہ نبی بھی ہیں۔ اور مجدد کا صرف مسلمانوں کے لئے ہونا اس حدیث سے ثابت ہے :- اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ اس حدیث شریف میں صاف طور پر لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کا فقرہ موجود ہے۔ لِلنَّاسِ جَمِیْعًا نہیں۔ لیکن حضور کے الہام میں لِلنَّاسِ جَمِیْعًا ہے جس سے ثابت ہے کہ حضور نبی ہیں۔ کیونکہ نبی کا کام اُن لوگوں کو مسلمان بنانا ہے۔ جو مسلمانوں کے سوا ہیں۔ اور مجدد کا کام مسلمانوں کی اندرونی اصلاح ہے۔

(۵) آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ حدیثوں میں جو نبی اللہ کا لفظ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا ہے۔ وہ ایک معمولی مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ ایک معمولی مکالمہ الٰہیہ ہے۔ کیا یہ بات انہی حدیثوں میں لکھی ہوئی ہے یا آپ اپنی طرف سے کہتے ہیں۔ اگر آپ اپنی طرف سے کہتے ہیں اور یہ تشریح آپ کی طرف سے ہے تو یہ آپ کے پیش کردہ اصول کے خلاف ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح پیش کریں کہ احادیث میں جو مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ وہ ایک معمولی مکالمہ الٰہیہ ہے۔ کوئی ضروری مکالمہ نہیں۔ یعنی مسیح موعود کو نبی اللہ ماننا ضروری نہیں۔ ورنہ آپ کا ایسا کہنا بے فائدہ ہے۔

واضح ہو کہ آپ نے معمولی کا لفظ کہہ کر ہر ایک کو اختیار دے دیا ہے کہ خواہ حضرت صاحب کو نبی مانو خواہ نہ مانو۔ یعنی اگر حضرت صاحب کو نبی مان لیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ پس اگر قادیانی جماعت حضور کو نبی مانتی ہے تو آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

---

[۱] اشتہار معیار الاخیار مطبوعہ ۲۵ مئی ۱۸۹۹ء تاریخ الہام ۱۹ مئی ۱۸۹۹ء البشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۶

۷- آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ قادیانی جماعت کا قدم شخصی اور کورانہ تقلید پر جا پڑا ہے۔ کہ کسی طرح صاحبزادہ خلیفہ صاحب مرزا محمود احمد صاحب کے مُنہ کی نکلی ہوئی بات سچ ہو جائے خواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے صریح برخلاف ہوتی ہو۔ ایسا کہنے سے آپ کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ ماننے کا عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایجاد کیا ہے۔ حالانکہ آپ خود اسی خط میں لکھتے ہیں کہ "اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں الفاظ نبی۔ رسول۔ نذیر۔ جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ وغیرہم موجود ہیں" پھر احادیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی جماعت نے رسالوں اور اخباروں میں حضور کو نبی اور رسول لکھا اور پڑھا۔ خود آپ کے امیر صاحب حضور کی زندگی میں اور کچھ عرصہ وفات کے بعد حضور کو نبی اور رسول مانتے رہے پس آپ مطلع فرمائیں۔ کہ حضرت صاحب کو نبی ماننا حضرت خلیفۂ ثانی کی ایجاد کس طرح ہوئی ؟

۸- آپ کے نزدیک حضرت صاحب نبی نہ تھے۔ صرف اور محض مجدد تھے۔ تو آپ سے سوال ہے کہ حضور کو بار بار احادیث میں اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں نبی اور رسول کیوں کہا گیا؟ اس کی کیا ضرورت تھی ؟ آپ کے نزدیک یقیناً حضرت صاحب کو کمالات نبوت حاصل تھے۔ تو پھر حضور کو نبی کہنے میں بھی کچھ حرج نہیں بلکہ نبی کہنا ضروری ہے۔ کیونکہ موصوف کا نام اُس کی صفات کی بُنیاد پر رکھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر حضور کو کمالات نبوت حاصل نہ تھے تو پھر حضور کو نبی کہنا بھی ناجائز ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کوئی ناجائز بات نہیں کرتا۔ خدا تعالےٰ نے اگر حضور کو نبی کہا تو اسی لئے کہ حضور کو کمالات نبوت حاصل تھے۔ اصل اور بنیادی صفت نبی کی پیشگوئی کرنا ہے۔ سو حضرت صاحب نے صدہا پیشگوئیاں کیں اور وہ پوری ہوئیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ نبی کے لئے بکثرت غیب کی خبر دینا ضروری ہے۔ لیکن اس اُمت کے کسی مجدد اور کسی صوفی نے بکثرت غیب کی خبریں نہیں دیں۔ پس اس اُمت میں سوائے حضرت صاحب کے اب تک اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ بلکہ نبی کے بنیادی معنوں کی طرف اب تک اس اُمت میں کسی کی توجہ بھی مبذول نہیں ہوئی۔ نبی کی حقیقت اور اس کے بنیادی معنے صرف حضرت صاحب نے آکر بتلائے۔

۹- آپ نے انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ کی کچھ عبارت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ کہ :- "ضرور میرا کنبہ بہت جلدی دوسری دفعہ بگڑنے کی طرف رجوع کرے گا۔ اور خباثت اور دشمنی میں ترقی کریگا" اور اس عبارت کو آپ نے حضرت صاحب کی دوسری بیوی اور دوسری بیوی کی اولاد یعنی اہل بیت پر لگایا ہے حالانکہ

حضرت صاحب سے دشمنی کرنے والا کنبہ حضرت صاحب کے جدّی بھائی اور رشتہ دار تھے۔ کیونکہ دو دفعہ وہی بگڑے ہیں۔ لہٰذا یہ فقرہ حضرت صاحب کے اہل بیت پر کسی طرح صادق نہیں آ سکتا۔ اس بات کے گواہ قادیان کے ہندو اور غیر احمدی سب ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ حضور کے جدّی بھائیوں اور رشتہ داروں نے ہی حضور سے دشمنی کی۔ اور اس دشمنی کا ذکر حضور نے خود اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

بھلا اس اہل بیت پر جس کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے :- اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔ اور جس کی نسبت حضور کی دعائیں ہیں اور جس اولاد نے حضور کے سامنے اور زیر نظر پرورش پائی۔ یہ فقرہ مندرجہ بالا کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑے دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی یہی گواہی دی کہ لاہوری اور قادیانی فریق میں سے مرزا صاحب کی تعلیم پر چلنے والا قادیانی فریق ہے لاہوری فریق نہیں۔ پھر اسی خط میں ایک طرف تو آپ لکھتے ہیں کہ اہل بیت اور قادیانی جماعت مسیح موعودؑ کی دشمن ہوگئی اور پھر اسی خط میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ اہل بیت ... جس سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی بات کو خود ہی رد کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انجام آتھم کو صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۲۲۲ تک نہیں پڑھا۔ اور صرف صفحہ ۲۲۳ کی آخری سطر اور صفحہ ۲۲۴ کا آدھا صفحہ پڑھا ہے۔ اور اس میں قبیلہ من کا لفظ دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ یہ تمام عبارت اہل بیت کے لئے ہے۔ حالانکہ قبیلہ من سے حضرت صاحب کی مراد احمد بیگ کے رشتہ دار ہیں اور صفحہ ۲۱۰ سے صفحہ ۲۲۴ تک سارا بیان احمد بیگ اور اس کے رشتہ داروں کے متعلق ہے۔ اور اہل بیت کا ان صفحات میں ذکر تک نہیں۔ "قبیلۂ من" کے الفاظ کو احمد بیگ کے رشتہ داروں پر میں چسپاں نہیں کرتا بلکہ خود حضرت صاحب نے احمد بیگ کے رشتہ داروں کو "قبیلۂ من" فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کی تسلی کے لئے میں ذیل میں حضور کے اپنے الفاظ اور عبارت کا خلاصہ مع صفحہ و سطر نقل کرتا ہوں :-

صفحہ ۲۱۰ سطر ۱۳ :- "بار علماء مرا در بارہ داماد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بسیار بدگوئی کردند و بسر زنش ہا دل مرا ایذا دادند و گفتند کہ ...... اما الجواب۔ پس بدانکہ ایں الہام بر دو شاخ مشتمل بود۔ شاخِ اوّل آں در بارۂ موت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بود و شاخِ دوم در بارۂ مرگ داماد او کہ ......"

صفحہ ۲۱۱ سطر ۲۰ :- "پس بدانکہ زن احمد بیگ و دیگر اقارب او از قبیلۂ من بودند و عادت شان بود کہ او شاں در راہ ملحدے دین طریقۂ من اختیار مے کردند۔ بلکہ بر بدی ہا و گوناگون بدعت ہا دلیری مے کردند و از حد در گذشتہ بودند۔ پس از خدا تعالےٰ الہام یافتم کہ اگر او شاں تائب نشدند او آنانرا در عذاب گرفتار خواہد کرد ...... و اگر توبہ کردند و اصلاح خود نمودند ......

اہل بیت اور قادیانی جماعت نے ظلم کیا۔ حالانکہ غلو محبت میں ہوا کرتا ہے م

رسالہ فرقان کے سابقہ پرچہ جات

رسالہ فرقان ہر ماہ قادیان سے شائع ہوتا ہے۔ بعض خریدار احباب کی طرف سے شکایت موصول ہوتی ہے۔ کہ رسالہ انہیں وقت پر نہیں ملتا۔ آئندہ کے لئے اس کی تلافی کی جا رہی ہے انشاء اللہ العزیز۔ جن اصحاب کو کوئی پرچہ نہ ملا ہو۔ وہ اطلاع دیں تا انہیں وہ پرچہ بھجوا دیا جائے اور اس طرح ان کا فائل مکمل ہو جائے۔ علاوہ ازیں جو احباب سابقہ پرچے خریدنا چاہیں۔ وہ بھی منگوا سکتے ہیں۔ سال ۱۹۴۲ء کے ابتدائی دو پرچوں کے علاوہ باقی سب مل سکتے ہیں۔ جنوری۔ فروری ۱۹۴۲ء کے پرچے چونکہ نایاب ہیں۔ اس لئے وہ نہیں بھجوائے جا سکتے۔ گذشتہ سال کے دس پرچوں کی قیمت عـہ/ ہے۔ علاوہ محصولڈاک۔

خریدار اصحاب سے گذارش ہے کہ وہ اپنا چندہ جلد بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ اور فرداً فرداً یاددہانی کی ضرورت محسوس نہ کریں ؎

خاکسار ناصر احمد مینجر رسالہ فرقان قادیان

خلیفۂ موعود حضرت محمود ایدہ اللہ الودود

(از جناب مولوی محمد علی صاحب اظہرؔ قادیان)

خلیفہ قدرتِ حق کا ہے مظہر — خلیفہ پر توِ نورِ پیمبر
خدا لیتا ہے کام اُس سے نبی کا — وہی کرتا ہے خود اس کو مقرر
خدا دیتا ہے تمکیں اس کے دیں کو — وہ چھا جاتا ہے سب روئے زمیں پر
خلاف اس کے جو اُٹھے مُنہ کی کھائے — ذلیل و خوار و رُسوا ہو سراسر

کہ فاسق نام ہے اُس کا جہاں میں
رہے بدنام وہ کون و مکاں میں

خصوصاً وہ خلیفہ جو ہے موعود — خدا نے نام رکھا جس کا محمود
جسے فضلِ عمر کہکر پکارا — جسے اُس نے کہا فرزندِ موعود
نظیرِ حُسن و احسانِ مسیحا — گرامی ارجمند و نورِ بے دُود
اولوالعزمِ زمانہ ہے وہی ایک — کہ اُس کے فعل ہیں دنیا میں مشہود
"ہُوا گویا خدا نازل سَماء سے" — یہ اُس کے حق میں ہے الہام موجود

اطاعت اسکی طاعت ہے خدا کی
جُدائی اُس سے لعنت ہے خدا کی

خدایا۔ دے اُسے اقبال و دولت — خدایا۔ دے اُسے عمر اور صحت
کہ تیرے دین کا ہے وہ منادی — نِدا میں ڈال دے تو اُسکی برکت
اسے تو تُو نے سب کچھ دیدیا ہے — دُعا کی ہے ہماری کیا ضرورت؟
دُعا پر اس لئے ہم کر رہے ہیں — کہ برسے ہم پہ بھی کچھ ابرِ رحمت
تعلق تیرے پیارے سے بڑھاکر — تری درگاہ میں پا جائیں عزّت

ترا اظہرؔ تری درگاہ میں آیا
مُرادیں اس کی پُوری کر خدایا

(حکیم عبداللطیف شہد منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع کیا)

صدر الدین مولوی فاضل

ہر ماہ کی بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس انصار احمد قادیان کا ماہنامہ





الفرقان

اخاء ۱۳۲۲ ہش سنہ
اکتوبر ۱۹۴۳ء





ایڈیٹر: ابو العطاء جالندھری

ماہ شوال	فہرست مضامین	سنہ ۱۳۶۲ ہجری

ہائے افسوس کہ تم عہدِ وفا بھول گئے

(از جناب نسیم سیفی - دہلی)

کبھی دارُالاماں کی یاد میں آنسو بہائے ہیں؟
دیارِ حضرتِ احمد کے کوچے یاد آئے ہیں؟

جو ایام حسیں گزرے نبی اللہ کے در پر
تصوّر پر کبھی وُہ بھی حسیں ایام چھائے ہیں؟

کبھی جن کے کفِ پا کو نگاہِ شوق نے چُوما
مطاعن کے نشانے اب انہی پر کیوں لگائے ہیں؟

ذرا سی بات پر یُوں بے نیازِ کفر و دیں ہو کر
کبھی تاز ان تھے جن پہ وُہ عقائد کیوں بھلائے ہیں؟

خلافت کا حسیں دامانِ الطاف و کرم چھوڑا
درخشندہ ستارے ٹوٹ کر ذرّوں میں آئے ہیں

رمُوزِ نور و ظلمت سے نظر واقف نہیں شائد
تمیزِ نور و ظلمت میں بھی دھوکے سے کھائے ہیں

یہ دُوری آستانِ دلبر و دِلدار سے کیسی؟
کہاں، دارُالاماں کو چھوڑ کر ڈیرے لگائے ہیں

حجاباتِ نظر اُٹھنے میں آتے ہی نہیں اب تک
تعصب نے خرد کے پرخچے ایسے اُڑائے ہیں

نسیم احساس کی قندیل روشن ہو تو کیونکر ہو
کہ اُن کے ذہن و دل میں کچھ اندھیرے سے سمائے ہیں

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے اقتباسات

سلسلہ احمدیہ کے بطلِ جلیل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رض کی تحریرات اور خطبہ ہائے جمعہ وغیرہ کے اقتباسات کے لئے جو جماعت احمدیہ اور غیر مبائعین میں فیصلہ کُن ثابت ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ آپ فرقان ماہِ دسمبر ۱۹۴۳ء کا انتظار فرمائیں۔ یہ نمبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص شان سے شائع ہوگا اگر آپ ابھی تک فرقان کے خریدار نہیں۔ تو منیجر صاحب فرقان کے نام عہ بھیجکر فوراً خریدار بن جائیے۔ جزاکم اللہ۔

ضروری اعلان

پیغام صلح ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب لاہوری نے الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کے اعلان "حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں اور نبی کا منکر کافر ہے۔" بالاتفاق "کی تاویل" کی ہے۔ کہ نبی سے مراد غیر نبی اور کافر سے مراد مسلمان ہیں۔ پیغام کا یہ پرچہ ہمیں رسالہ کی کتابت ہو جانے کے بعد ملا۔ اس لئے اس پر آئندہ لکھا جائیگا انشاء اللہ۔ نیز ڈاکٹر حسن علی صاحب کی غلط بیانی کا بھی ازالہ کیا جائے گا۔ اس جگہ ہم شیخ لاہوری صاحب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وُہ اپنی اس شہادت کی بھی "تاویل" کریں جس کا بار بار ذکر فرقان میں آچکا ہے۔ بلکہ عکس بھی چھپ چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فرقان

جلد ۲ | بابت ماہ اخاء ۱۳۲۲ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۰

اکابر غیر مبایعین

سے

آسمانی شہادت کا مطالبہ

جماعتِ احمدیہ اور غیر مبایعین کے درمیان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے۔ خدا تعالیٰ کی قطعی وحی میں حضور کو نبی اور رسول قرار دیا گیا اور حضور علیہ السلام نے صراحتاً فرمایا:۔ کہ "ہمارا دعوٰے ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) لیکن غیر مبائع اصحاب اس امر پر اصرار کر رہے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے۔ اور تاویل سے کام لے رہے ہیں۔ اس بارے میں تصفیہ کی ایک بہترین راہ یہ ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حضور کے زمانہ میں ایمان لانے والوں کی شہادت کو دیکھا جائے۔ اور اس شہادت میں سے بھی زبردست شہادت وہ انکشاف ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے خود اوّلین صحابہ رضی اللہ عنہم پر فرمایا۔ اور انہوں نے اس کا اعلان سلسلہ کے اخبارات میں کیا۔ اس سلسلہ میں ہم آج حضرت قاضی نظیر حسین صاحب فلات کی شہادت پیش کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں سلسلہ کے اخبار "الحکم" میں شائع ہوئی۔ جناب قاضی صاحب "خدا کے لئے گواہی" کے زیرِ عنوان تحریر کرتے ہیں۔ کہ:۔

"رؤیا میں حضور اقدس مسیح موعودؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور دیکھا۔ کہ حضور ممدوح کمیت گھوڑے پر سوار جارہے ہیں۔ معاً اسی وقت القا ہوا۔ کہ یہ خدا کا رسول۔ خدا کا مرسل۔ اور خدا کا نبی جاتا ہے" (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

کتنی واضح اور مبین گواہی ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ کہ تیری نصرت وہ لوگ کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کے مطابق قاضی نظیر حسین صاحب کو بذریعہ القا بتایا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ خدا کا رسول۔ خدا کا مرسل اور خدا کا نبی ہے۔ یہ حلفیہ شہادت سلسلہ کے اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہو جاتی ہے کوئی شخص اسکی مخالفت نہیں کرتا جس سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ ساری جماعت کا نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں اسوقت یہی مذہب تھا۔ ہم اس آسمانی شہادت کو پیش کرتے ہوئے ان تمام لوگوں سے جنہوں نے خدا کے برگزیدہ مسیح کا نورانی چہرہ دیکھا ہے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بتلائیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی اس طرح رؤیا۔ کشف یا الہام میں بتایا گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔ رسول و مرسل نہیں ہیں۔ اگر اس بارے میں موجودہ غیر مبایع صحابیوں میں سے کسی ایک دوست کا بھی رؤیا پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اور یقیناً پیش نہیں کیا جاسکتا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ آسمانی شہادت یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اور رسول ہیں۔

اس جگہ یہ اعلان کرنا بھی مناسب ہے۔ کہ اگر کوئی غیر مبایع صحابی ایسے ہوں جنہیں رؤیا و کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا ہو۔ کہ حضور نبی نہیں ہیں۔ تو وہ اب بھی اپنا رؤیا لکھ کر ہمیں بھیجدیں۔ ہم اسے "فرقان" میں شائع کر دیں گے۔ انشاء اللہ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس رؤیا کو خدائے رب العزت کی قسم کے ساتھ لکھیں۔ تا اسے بعد کے خیالات و اثرات سے پاک سمجھا جاسکے۔ ہم غیر مبایع بھائیوں کے اس قسم کے رؤیا کے لئے تین ماہ تک انتظار کریں گے۔[1] اگر اس عرصہ میں ان کی طرف سے کوئی آسمانی شہادت موصول نہ ہوئی۔ تو تمام حق پسند اصحاب پر بالکل واضح ہو جائے گا۔ کہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کے متعلق غیر مبایعین کا مسلک عقلی و نقلی دلائل کے علاوہ آسمانی شہادت کے بھی برخلاف ہے۔ اور وہ سے

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں　　دل میں رکھتے ہیں ارادے برخلافِ شہریار

---

[1] جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس اعلان کو اپنے اخبار میں بھی شائع فرما دیں۔

ایک معزز غیر مبائع بھائی کا خوشکن مکتوب

اور

اُن کے پانچ سوالات کے جواب

پنجاب سے باہر کے ایک معزز غیر مبائع بھائی نے ایڈیٹر فرقان کے نام حسب ذیل مکتوب ارسال فرمایا ہے:۔

"جناب اڈیٹر صاحب " فرقان " قادیان۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب کا پرچہ ایک دوست سے کئی ماہ سے مل رہا ہے۔ ہم نے غور سے اس کا مطالعہ کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہونچے۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ اور ہماری جماعت لاہوریہ غلط پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ کہ آں حضرت نے صرف مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ نہ کہ نبوت کا۔ ہمیں یہ اعتراف ہے۔ کہ ایک سال قبل تک ہم غلط فہمی میں مبتلا تھے۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں۔ کہ:۔

نمبر۱۔ آیا آپ کے خیال میں احمدی ہونے کے لئے ان کے خلفاء پر ایمان لانا بھی ضروری ہے بخصوصاً آپ کے خلیفۃ المسیح ثانی پر یعنی موجودہ خلیفہ پر بھی۔ میرے خیال میں جو شخص حضرت محمد صلعم کو آخری نبی مانتا ہے۔ اور ان پر ایمان لاتا ہے۔ لیکن ان کے چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی کو بھی نہیں مانتا۔ وُہ بھی مسلمان ہے۔ اسی طرح احمدی ہونے کے لئے حضرت صاحب کے خلفاء کو ماننا ضرور نہیں ہے۔ اور نہ احمدی ہونے کے لئے خلیفۃ مسیح موعود کو برحق اور اچھا ماننا ضرور ہے۔

نمبر۲۔ اگر آپ ہمارے خیال سے متفق نہ ہوں۔ تو یہ فرمائیں۔ کہ آپ کے نزدیک شیعوں کی کیا پوزیشن ہے۔ جو سوائے حضرت علیؓ کے کسی کو حق پر نہیں ملتے۔

نمبر۳۔ کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ غیر جنتی شخص بہشتی مقبرہ میں دفن ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ایک جہنمی کا بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا غیر ممکنات سے ہے۔ آپ بتائیں۔ کہ ایسا کوئی واقعہ

ہوا ہے۔ یا نہیں۔ کہ کوئی نامناسب شخص بہشتی مقبرہ میں دفن ہوا۔ اور پھر وہ نعش وہاں سے ہٹائی گئی۔

نمبر ۴۔ ہماری جماعت (لاہوری) احمدی ہے۔ یا نہیں۔ کیا خلیفہ کو نہ ماننے کے باعث بالکل احمدیت ہی سے خارج ہے:۔

نمبر ۵۔ کیا خلیفہ معصوم ہوتا ہے؟ یا اس سے بھی گناہ سرزد ہونے کا احتمال ہے۔ جس طرح دُوسرے بشر سے ممکن ہے:۔

امید ہے۔ کہ جواب اس کا فرقان میں جلد شائع فرمائیں گے۔ تاکہ دُوسرے احباب بھی فائدہ اُٹھا سکیں":۔

الحمدللہ کہ اس دوست کو مسئلۂ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق روشنی حاصل ہو چکی ہے۔ اُن کے پانچ سوالات کے جواب درج ذیل ہیں:۔

سوال اوّل کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"دُوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں۔ اور اُن کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے انزالِ رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ تا بشر الصابرین کا سامان مومنوں کے لئے تیار کر کے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے .... دُوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دُوسرا بشیر بھیجے گا۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہو گا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء موسومہ سبز اشتہار)

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ خلفاء کی اقتدا بھی ضروری ہے۔ اور اُن کے نمونہ پر چلنا نجات کا موجب ہے۔ نیز یہ کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ الودود ایسے ہی خلفاء میں سے ہیں۔ پس کامل مسلمان اور سچا احمدی بننے کے لئے سلسلۂ خلافت سے وابستہ ہونا لازمی ہے۔ دَورِ اول میں بھی ایسا ضروری ہے اور اس نشأۃ ثانیہ میں بھی یہ ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت ابوبکرؓ کے ذکر پر تحریر فرمایا ہے:۔ کہ

"ومن عاداہ فبینہ وبین الحق باب مسدود لاینفتح ابدًا الا بعد رجوعہ الیٰ سید الصدیقین ولاجل ذالک لا نریٰ فی الشیعۃ رجلاً من الاولیاء و لا احدًا من زمرا الاتقیاء۔ فانھم علیٰ اعمال غیر مرضیۃ عند اللہ وانھم یعادون الصالحین"۔ (سر الخلافہ طبع دوم صفحہ ۳)

ترجمہ:۔ جو شخص حضرت ابوبکر رضؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس کے اور حق کے درمیان ایسا بند دروازہ ہے۔ کہ جب تک وہ شخص حضرت ابوبکر سید الصدیقین کی طرف رجوع نہ کرے۔ وہ ہرگز کھل نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے ہمیں اس وقت شیعوں میں سے نہ کوئی ولی نظر آتا ہے۔ اور نہ ہی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت دکھائی دیتی ہے۔ ان کے اعمال اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ وہ نیک لوگوں سے دشمنی رکھتے ہیں"۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت علیؓ کے ذکر پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"والحق ان الحق کان مع المرتضیٰ ومن قاتلہ فی وقتہ فبغی وطغیٰ"۔ (سر الخلافہ صفحہ ۲۸)

حق یہی ہے۔ کہ سچائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھی۔ اور جس شخص نے بھی ان سے ان کے زمانہ خلافت میں جنگ کی اس نے سرکشی اور بغاوت کی"۔

پس نام کا مسلمان یا احمدی ہونا تو علیحدہ امر ہے۔ لیکن اسلام کے منشاء کو صحیح طور پر پورا کرنے والا وہی شخص ہے۔ جو سلسلہ خلافت کو مانتا اور ربانی جماعت کی شیرازہ بندی میں شریک ہوتا ہے۔ اور اس الٰہی نظام (خلافت) کی مخالفت نہیں کرتا۔

سوال دوم کا جواب } پہلے جواب کے ضمن میں اس سوال کا جواب بھی آگیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت سے شیعوں کی پوزیشن بیان ہو چکی ہے۔

سوال سوم کا جواب } حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ "الوصیت" میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کردے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا"۔ (الوصیت حاشیہ صفحہ ۲)

پس ہر سچے احمدی کا یقین ہے۔ کہ "جہنمی کا بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا غیر ممکنات سے ہے"۔ مجھے کوئی ایسا واقعہ معلوم نہیں۔ کہ کوئی نامناسب شخص بہشتی مقبرہ میں واقعی دفن ہوگیا ہو۔ اور پھر اس کی نعش وہاں سے ہٹائی گئی ہو۔

سوال چہارم کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے"۔ [illegible]

پس وہ شخص احمدی ہوگا۔ جو اللہ تعالےٰ کے اس قطعی اور یقینی کلام پر بھی ایمان لائے۔ جو حضرت احمد قادیانی پر اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے۔ بلاشبہ خلافت کا انکار بالآخر روحانی زندگی سے محروم کر دیتا ہے۔ لیکن جب تک غیر مبایع بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یقینی اور قطعی وحی پر ایمان لانے کا اقرار کرتے رہیں گے۔ ہم انہیں احمدی کہیں گے۔

سوال پنجم کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے

"انهم كانوا طاهرين لا عيب كتطلب مثالبهم وعثراتهم ولا ذنب كتفتيش معائبهم وسيّئاتهم والله انهم كانوا من المغفورين والقرآن يحمدهم ويثني عليهم ويبشرهم بجنات تجري من تحتها الانهار" (سر الخلافہ)

ترجمہ:۔ "وہ پاک لوگ تھے۔ ان کی عیب بینی اور تلاش لغزش کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور ان کے نقائص اور گناہوں کی جستجو سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔ بخدا وہ تو خدا کے ہاں مغفور تھے۔ قرآن مجید ان کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔ اور انہیں جنت کی بشارت دیتا ہے۔ جس میں نہریں جاری ہیں"۔

پس خلفائے راشدین پر اگرچہ اصطلاحی طور پر معصوم کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان کی زندگی پاکیزہ ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں دوسرے عام بشر کی طرح احتمال گناہ نہیں ہوتا۔ گویا جس طرح ان کا مرتبہ نبی سے کم اور دوسرے مومنوں سے ارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح گناہوں سے پاکیزگی کے بارے میں بھی وہ اسی مقام پر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امت کے اہل علم نے انبیاء کے مقام کو معصومیت سے اور خلفاء کے مقام کو محفوظیت سے موسوم کیا ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قسط نہم

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حضور کے صحابہؓ کی حلفیہ شہادتیں

{غیر مبائع بھائیو! یہ ان شہادتوں کی نویں قسط ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیض یافتہ صحابہؓ نے حلفاً بیان کیں۔ اے کاش۔ آپ پوری توجہ سے ان پر غور فرمائیں (ایڈیٹر)}

(۸۰)

حضرت مولوی ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری کی شہادت

میں باقرار صالح لکھتا ہوں۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ حیات میں ۱۹۰۰ء میں پہلے تحریری اور پھر ۱۹۰۲ء میں گورداسپور میں دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت نبی اللہ صحیح طور پر اور اصل معنوں میں ایسا رسول سمجھتا تھا۔ جو اتباع کامل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے فیضان سے امت محمدیہ کی اصلاح اور احیاء اسلام اور خدمت قرآن شریف کے لئے نبوت پر مامور ہوئے تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے میرا یہ بیان سُنکر جو نواب حامد علی خان صاحب نواب رامپور کے سامنے گفتگو کا تھا۔ اور ان کے سوال پر میرا یہ جواب تھا۔ کہ نبوت کی بابت حضرت فرماتے ہیں:۔

"من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب   ہاں ملہم استم و زخداوند منذرم"

فرمایا۔ آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ بلکہ صاف کہنا چاہیئے تھا۔ کہ ہم ایک پہلو سے نبی ہیں۔ اور ایک پہلو سے اُمتی ہیں۔ کیونکہ ہمیں نبوت اتباعِ محمدی سے ملی ہے۔ بذریں یہ واقعہ شائع ہو چکا ہے۔

میرے اس عقیدہ کی بنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بار بار فرمانا کہ میں نبی ہوں۔ اور آپؑ کے تحریرات کا مطالعہ تھا۔ جن میں بصراحت آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ لیکن صاحب شریعت جو شریعت محمدی کو منسوخ کر کے مدعیٔ نبوت ہو۔ ایسا نبی نہیں ہوں۔ اور اس وقت تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا۔ یہاں تک کہ مولوی محمد علی صاحب نے تحریراً اور تقریراً نواب صاحب رامپور کے سامنے یہی بیان کیا جس پر وہ طالبِ معجزات ہوئے۔

ذوالفقار علی خان صدیقی۔ کوچہ قاضی۔ ریاست رامپور مورخہ ۷ جولائی ۱۹۴۳ء

(۸۱)

جناب مولوی سلطان علی صاحب موضع پھیروچیچی کی شہادت

خاکسار نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا رسول اور نبی یقین کرتے تھے۔ نیز ہمارا یقین اور ایمان اسی وقت سے یہی ہے۔ کہ حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیائے اسلام کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے ماتحت مسیح موعود نبی اللہ کا آنا ضروری تھا۔ یہ عقیدہ اس وقت ہمارا تھا۔

سلطان علی سکرٹری انجمن احمدیہ پھیروچیچی ضلع گورداسپور۔

(۸۲)

محترمہ اللہ جوائی صاحبہ ضلع گوجرانوالہ کی گواہی

میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی احمدی ہوں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آنجناب کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کیا تھا۔ جو رسول کریم صلعم کے فیضان سے مقام نبوت پر مبعوث ہوئے تھے۔ میرا عقیدہ اس بنا پر تھا۔ کہ اسلام کی خدمت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اللہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو رسول کریم صلعم کا خادم اور نبی ہو۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں میاں چراغدین صاحب کے مکان پر آئے۔ تو میں نے بیعت کی تھی۔ اللہ جوائی زوجہ محمد صوبہ۔ ساکن نرگڑی ضلع گوجرانوالہ۔ ۱۳ ۷/۳۵

(۸۳)

جناب شیخ اللہ بخش صاحب بنوں کا حلفیہ بیان

میں خداوند کریم کو حاضر ناظر یقین کر کے عرض کرتا ہوں۔ کہ میں نے غالباً مئی یا اپریل ۱۹۰۶ء میں قادیان پہونچ کر چھوٹی مسجد (مسجد مبارک) میں حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اس سے چند ماہ پہلے بذریعہ خط بھی بیعت کر چکا تھا۔ مطابق عام عقیدہ مسلماناں کہ آنے والا مسیح نبی اللہ ہوگا۔ میرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہی عقیدہ تھا۔ کہ چونکہ حضرت صاحب ہی وہ موعود عیسیٰ ہیں۔ اس لئے وہ صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کے رسول اور نبی ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن اور احیاء اسلام کے لئے اس عہدۂ جلیلہ پر قائم کئے گئے ہیں۔ استعارہ اور مجاز وغیرہ کا وسوسہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد اٹھا جس کی وجہ سے میں کچھ عرصہ تک اس وسوسہ میں گرفتار رہا۔ لیکن چونکہ اس حالت کے متعلق سوچنے پر حضرت مسیح موعود کی بعثت کی کچھ وقعت نہیں رہتی تھی۔ خداوند تعالےٰ نے میری دستگیری فرمائی۔ اور مجھے پھر صراط مستقیم پر قائم کر دیا۔

شیخ اللہ بخش ولد مولوی مراد بخش صاحب ساکنہ بنوں فرنٹیر کسٹمز آفیسر پشاور ۵ ۶/۳۵

منکرینِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ

حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کُن مکتوب

اکابر غیر مبایعین نے بکمال ہوشیاری اپنے عوام کے ذہن نشین کر رکھا ہے کہ منکرین حضرت مسیح موعود کے کفر کا عقیدہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے عہدِ خلافت میں ایجاد کیا ہے۔ اس سے قبل جماعت احمدیہ کا یہ اعتقاد نہ تھا۔ اس کی تردید میں ہم نے "فرقان" میں پیشتر ازیں یہ لاجواب حوالہ درج کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ تھا "حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کا منکر کافر ہے بالاتفاق" (اخبار الحکم ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء)

آج ہم حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے ایک مکتوب کا اقتباس درج کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی اشاعت پذیر ہوا۔ آپؓ نے ایک شخص کو جواباً تحریر فرمایا کہ "اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ توریت پر ان کا ایمان تھا۔ سب رسولوں کو مانتے تھے سوائے حضرت مسیح کے۔ کیا وہ کافر تھے۔ یا نہ تھے؟ ہمارے پاک سردار سیّد موسےٰ خاتم الرسل خاتم الانبیاء شفیع یوم الجزاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ کو مانتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کے رسولوں کتابوں۔ فرشتوں کو مانتے رہے۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں، یا نہیں کافر ہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے۔ تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء، یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے۔ کہ اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء، یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں۔ کہ اس کا منکر بھی کافر ہو؟ اگر وہ مسیح ایسا تھا۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔ یہ محمدی مسیح اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اس کا غلام ہے" (اخبار الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

غیر مبایع دوستو! خدا کے لئے بتاؤ کہ کیا اب بھی آپ کہیں گے۔ کہ ۱۹۰۲ء میں جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا رسول نہیں مانتی تھی جس کا منکر کافر ہے؟ کیا کوئی صاحبِ انصاف اس اقتباس پر غور کرے گا؟

ضروری نوٹ

شذرات

(۱) ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد کس نے بنائی؟

اخبار "ایمان" پٹی کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا کہ:-

"قادیانیوں کا بھی ایک امیر اور تبلیغی مرکز ہے۔ راد صاسوامیوں کا ایک مرکز ہے ہنگولیا کا ایک مرکز ہے۔ بیجیوں کا ایک مرکز ہے۔ مگر اہل سنت کا کوئی نظام اور کوئی تبلیغی مرکز نہیں اور پھر مسلمانوں کے تبلیغی مرکز کے قائم کرنے کی تحریک کی۔ اس پر مدیر پیغام صلح نے بدیں الفاظ استفسار کیا ہے کہ:-

"ہم مولوی عبدالحمید صاحب قریشی مدیر اخبار ایمان پٹی سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی صورت میں ایک زبردست تبلیغی ادارہ ملک میں موجود ہے۔ تو پھر یہ ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانے کا کیا فائدہ؟" (پیغام صلح ۶ر اکتوبر ۱۹۴۳ء)

ہمارے نزدیک یہ استفسار خود اہل پیغام سے ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے کس بناء پر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی ہے۔ کیونکہ بات صاف ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا شرعی طور پر فرض ہے۔ تو انہیں جماعت احمدیہ میں شامل رہنا چاہیئے تھا۔ اور اگر حضور کا ماننا فرض نہیں۔ تو انہیں اہل سنت کے ساتھ مل جانا چاہیئے تھا۔ یہ بیچ دروں و بیچ بروں کا معاملہ آخر کب تک اور کس بناء پر؟ باقی رہا غیر مبایعین کی انجمن کا "زبردست تبلیغی ادارہ" ہونا۔ سو جناب مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:

"یہ صحیح ہے۔ کہ ہمارا لٹریچر مقبول ہوا۔ مگر وہ پھل کیوں نہ لگا جو لگنا چاہیئے۔ صرف اس لئے کہ وہاں کام کرنے والا کوئی نہیں تھا۔" (پیغام صلح ۱۹ مئی ۱۹۴۳ء)

(۲) کلمہ گوؤں کو کافر کہنے کی اجازت؟

ناصحانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔ کہ "ناحق تمام مسلمانوں کو کافر نہ کہو۔ بلکہ صرف انہی کو کافر کہو جو آپ کو کافر پہلے کہتے ہیں۔" (پیغام ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

اس میں اہل پیغام کی طرف سے ان کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جو دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ کل تک تو غیر مبایعین شور مچاتے تھے۔ کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ اب یہ انقلاب کیسے ہوگیا؟ کیا اس طرح کلمہ طیبہ منسوخ قرار نہ پائے گا؟

(۳) یہی تو خدائی تصرف ہے!

"فرقان" بابت جون ۱۹۴۳ء میں لکھا گیا تھا کہ:۔

"خدائی تصرف ملاحظہ ہو۔ کہ اسی بحث کے دوران میں دوسرے غیر مبایع مبلغ نے "پیغام صلح" (۲۱ جنوری ۱۹۴۳ء صفحہ ۷ کالم اول میں صاف اقرار کر لیا۔ کہ "ہم آنحضرت صلعم کو تمام انبیاء سے کلی طور پر ہر شان میں افضل مانتے ہیں۔ اور بلاشبہ آنحضرت کا وجود مبارک تمام انبیاء کے سلسلہ کی زینت ہے۔ مگر یہ تو خاتم النبیین کے معنے ہیں نہ کہ لانبی بعد محاکے" (رشا)

مولوی عمر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے جب یہ الفاظ پڑھے۔ تو میں حیران ہو گیا۔ کیونکہ مجھے یہ میرا ہی مضمون معلوم ہوتا تھا۔ اور تعجب یہ تھا۔ کہ میں نے تو وہ مضمون لکھا ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے تھا کہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین یا زینت النبیین کے نہیں ہیں"

آگے چل کر کہتے ہیں کہ:۔

"میں نے لاہور ایک دوست کو لکھا۔ کہ وہ اخبار دیکھ کر مولوی اللہ دتا صاحب کو جواب لکھ دیں اب ان کا خط آیا ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ کہ اصل مضمون تو ملتا نہیں البتہ اخبار میں یہ فقرہ اسی طرح چھپا ہے" (پیغام ۶ر اکتوبر ۱۹۴۳ء)

میں کہتا ہوں۔ کہ کس دلیل کی بناء پر اسے کتابت کی غلطی قرار دیا جائے۔ کیوں نہ سمجھا جائے کہ یہ خدائی تصرف ہے۔ کہ اس نے حق کی گواہی ایک دشمن حق سے دلوا دی؟ وما ذالک علی اللہ بعزیز

(۴) سادگی کی ایک اور مثال

غیر مبایعین کہتے تھے۔ کہ بتاؤ کس صحابی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں سمجھا تھا کہ حضور نبی و رسول ہیں۔ اس پر جب صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی حلفیہ شہادتیں شائع ہوئیں۔ تو سیالکوٹ کے شیخ غلام حسین صاحب نے سادگی سے لکھ دیا۔ کہ:۔

"بعض حضرات فرما دیتے ہیں۔ کہ ہم نے سمجھ لیا تھا۔ کہ حضرت صاحب نبی اور رسول ہیں۔ مگر ہمارا مطالبہ یہ نہیں" (۱۳۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

گویا جب مطالبہ پورا کر دیا جائے۔ تو فرما دیتے ہیں۔ کہ ہمارا یہ مطالبہ ہی نہیں:۔

(۵) الہامات میں نبی اور رسول

شیخ غلام حسین صاحب صحابہ مسیح موعودؑ اور خود حضور علیہ السلام کے نبی اور رسول سمجھنے اور

کہنے کو ناکافی قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ :-

"انسب ہوگا۔ کہ اس بارے میں آپ کا کوئی الہام پیش کر دیا جائے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو اس غلطی سے آگاہ فرمایا ہو۔ کہ آپ محدث، اور مجدد کے علاوہ نبی اور رسول ہیں" (پیغام ۲۰ اکتوبر)

جواباً عرض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :-

الف۔ "حق یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ۔ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ب) "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

نہایت ہی واضح عبارتیں ہیں۔ اے کاش! کہ غیر مبایعین غور کریں :-

(۶) خلافت کے لئے نبی بنانے کی کب ضرورت تھی؟

افسوس کہ ابھی تک غیر مبایعین اس سراسر لغو بات کو دوہراتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ "خلافت قائم کرنے کے لئے حضرت کو نبی بنایا گیا" (۱۳ر اکتوبر)

اگر یہ درست ہے۔ تو پھر حضرت کو ۱۹۰۸ء میں نبی بنایا گیا ہوگا۔ کیونکہ اسی وقت جماعت احمدیہ نے بالاجماع حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول تسلیم کیا۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب نے اس کا اعلان فرمایا (بدر ۲- جون ۱۹۰۸ء)

بھلا اس سے زیادہ بودا خیال اور کیا ہوگا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رض کی چھ سالہ خلافت کے قائم کرنے کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی بنانے کی ضرورت نہ ہو لیکن ۱۹۱۴ء میں جبکہ خلافت جماعت کے عملی و اعتقادی مسلمات میں داخل ہو چکی تھی۔ خلافت ثانیہ قائم کرنے کے لئے حضرت اقدس کو نبی بنانے کی ضرورت پیش آجائے :

(۷) جناب مولوی محمد علی صاحب "کمانڈنگ افسر" کی حیثیت میں

اگرچہ مولوی محمد علی صاحب

اور اُن کے ساتھی ہمیشہ یہی جماعت احمدیہ کو مطعون کرتے رہتے ہیں۔ کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کی اطاعت کو واجب سمجھتے ہو۔ یہ غلامی ہے۔ لیکن کاہے ماہے مولوی صاحب سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ دل میں واجب الاطاعت امیر بننے کے ضرور خواہاں ہیں۔ چنانچہ پیغام عید کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:-

"میں تو سپاہی بننے کے لائق نہ تھا۔ مگر آپ لوگوں نے خود ہی مجھے اپنا کمانڈنگ افسر بنا دیا۔ اس لئے جب تک آپ کے دلوں میں میری یہ حیثیت ہے۔ میری ظاہری طاقت تو کوئی ہے نہیں اس وقت تک آپ میں سے ہر ایک کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

(پیغام صلح ۶۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

ہمیں اس عبارت پر کسی ریمارک کی ضرورت نہیں۔ وہ غیر مبایعین (جو موقعہ بے موقعہ "امرھم شوریٰ بینھم" کی اپنی تفسیر پر زور دیا کرتے ہیں) خود ہی فرمائیں۔ کہ اب کمانڈنگ افسر کی اطاعت کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟

(۸) کیا ابھی تک آپ اس دھوکہ میں مبتلا ہیں؟

"پیغام صلح" جماعت احمدیہ سے کہتا ہے کہ:-

"حضور کی طرف نبوت کا دعوےٰ منسوب نہ کریں۔ اور سلسلہ احمدیہ کے بڑھانے میں قوت کا باعث بنیں۔ نبوت کے دعوے سے لوگ حضرت کی طرف کم توجہ کرتے ہیں۔ ہاں عام لوگ مجدد ماننے میں تردد نہیں کرتے"! (۱۳ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

یہی وہ فریب نفس ہے جس سے متاثر ہوکر ان غیر مبایعین نے پیغامی تحریک کو جاری کیا تھا انہوں نے مدت تک اس جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال دلا کر غیر احمدیوں کے دلوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنی چاہی مگر نتیجہ یہ نکلا۔ کہ:-

"عام مسلمانوں کی طرف سے کفر اور ارتداد اور دجالیت کے فتووں کے سوائے اور اسے (لاہوری فریق کو) کچھ حاصل نہیں"! (پیغام صلح ۱۲ اگست ۱۹۴۱ء)

تعداد کے لحاظ سے بھی گذشتہ انتیس برس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانے والوں میں لاکھوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اور پیغامی پارٹی میں عشر عشیر بھی نئے لوگ داخل نہیں ہوئے حالانکہ اہل پیغام کے ہاں ہر طرح سے "سہولت" ہے۔ اور اُن کا دعوےٰ ہے۔ کہ "عام لوگ مجدد ماننے میں تردد نہیں کرتے" آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

(۹) "جماعت لاہور کے ساتھ ملنے کی راہ"

مشاہدہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں سے غیر مبایعین میں بالعموم وُہی لوگ شامل ہوئے ہیں۔ جنہیں نظام سلسلہ کی طرف سے ان کے ناروا عمل کی پاداش میں کوئی سزا دی گئی تھی۔ یقیناً یہ حیرت انگیز امر ہے۔ کہ سزا ملنے کے ساتھ ہی ان لوگوں کے عقائد نبوت اور خلافت وغیرہ کے متعلق کس طرح تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کا مقام یہ ہے۔ کہ اہل پیغام اس قسم کے متخرجین لوگوں کے اپنے پاس جمع ہونے کو "خدا کی پسندیدہ راہ" سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے کہ:-

"وُہی ہیں جن کو اب فرداً فرداً خارج کرایا جارہا ہے۔ شائد جماعت لاہور کے ساتھ ملنے کی خدا تعالٰی نے یہ راہ ہی پسند فرمائی ہو" (۴ر اگست سنہ ۱۹۴۳ء)

(۱۰) زمانۂ خلفاء میں قدرت ثانی کا ظہور

"پیغام صلح" نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم کا ایک خطبہ جمعہ شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا۔ کہ:-

"جیسے کہ پہلے خلفاء حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے وقت قدرت ثانی کا ظہور ہوا۔ اسی طرح دلائل سے اسلام پھیلے گا۔ وُہ پہلا رنگ اور تھا۔ اب دلائل کے ذریعہ سے ہی ہوگا۔ جو کچھ ہوگا"

(پیغام صلح ۲۸۔ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء)

غیر مبایع دوست یاد رکھیں۔ کہ جب وُہ خلافت کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ اور خلفاء کی مخالفت ان کا شعار ہے۔ تو وُہ کسی رنگ میں بھی قدرت ثانی کا ظہور نہیں دیکھ سکتے۔ اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا وجود اور قدرت ثانی لازم وملزوم ہیں:

(۱۱) ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کے جوابی مضامین

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ "پیغام صلح" میں اعلان ہوا تھا۔ کہ ڈاکٹر حسن علی صاحب نے "فرقان" میں شائع شدہ مضمون و گفتگو کا جواب لکھا ہے۔ وُہ شائع کیا جائے گا۔ مگر آج تک وُہ مضامین شائع نہ ہوئے۔ گزشتہ دنوں مجھے گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ تو آپ نے اپنے معروف طریق کے مطابق مجھے کہا۔ کہ میں نے آپ کے "ہیچ سوالات" کا جواب لکھ کر ایڈیٹر "پیغام صلح" کو بھیجا تھا۔ وُہ میں اب آپ کے پاس لایا ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ "پیغام صلح" نے باوجود وعدہ کے انہیں کیوں شائع نہ کیا؟ کیا اسی لئے کہ جس طرح آپ نے میرے سوالات کو ہیچ کہہ دیا ہے۔ انہوں نے آپ کے جوابات کو غلط قرار دیا؟ کہنے لگے۔ کہ انہوں نے لکھا ہے کہ آپ اپنی ذمہ واری پر شائع کردیں۔ بالآخر میں نے کہا۔ کہ اچھا لائیے۔ ہمیں ہی دے دیجئے۔ تو کہنے لگے

کہ شائد میرے پاس ان کی نقل نہیں۔ اس لئے نہیں دے سکتا۔ غرض وہ اپنا نوشتہ کاغذ بغیر دکھائے ہی جیب میں ڈال کر چل دیئے۔

(۱۲) چیلنج کی غلط ترین تعبیر

اگر کوئی غیر احمدی چیلنج دے۔ کہ توفی کے معنے موت حدیث نبوی سے ثابت کرو۔ اور پھر اس کی تعبیر یں کہے۔ کہ یوں دکھانا ہوگا۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ توفی کے معنے موت ہوتے ہیں یہ تعبیر درحقیقت چیلنج سے گریز ہے۔ اہلِ تحقیق کا یہ طریق نہیں۔ مولوی عمر الدین صاحب نے لکھا ہے:۔ کہ

"مولوی صاحب ہم آپ سے صرف ایک حدیث نبوی کا مطالبہ کرتے ہیں جس میں حضور نے فرمایا ہو کہ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ہیں۔" (پیغام صلح ۷ر اکتوبر)

سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل عرب کو اس پیرایہ میں مخاطب کرنے کی ضرورت تھی؟ کیا وہ یہ معنے نہ سمجھتے تھے؟ مولوی عمر الدین صاحب کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اس چیلنج سے گریز کر چکے ہیں۔ کہ احادیث نبویہ سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین ثابت کئے جائیں۔ ہم پھر بانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ احادیث نبویہ سے خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین واضح طور پر ثابت ہیں۔ کیا غیر مبایعین میں ہمت ہے۔ کہ وہ اپنے اصل چیلنج پر قائم رہ کر فیصلہ ہونے دیں؟

(۱۳) غیر مبایعین کی تازہ تقلید

بعض احباب حیران تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی جب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ کی ہر سکیم کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ابھی تک خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ وغیرہ بنانے میں کیوں تقلید نہیں کی۔ سو ایسے احباب کو اطلاع ہو۔ کہ غیر مبایعین نے بھی اپنے ہاں (یعنی شہر لاہور میں) "مجلس اطفال الاحمدیہ اور شبان الاحمدیہ" قائم کرلی ہیں۔ اور حسب دستور "جدت پسندی" کے طور پر "ممبرانِ مہمانخانہ" کی ایک مزید مجلس بھی بعنوان "مجلس دار الاقامت" بناڈالی ہے۔ نیز "پیغام صلح" راوی ہے کہ ان کے ہاں "جمعیتہ طلباء احمدیہ" کے "قواعد وضوابط" بھی مکمل ہوگئے ہیں۔" (۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۳ء)

مؤخر الذکر دو جمعیتوں کا اضافہ نہایت دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے مہمانخانہ میں ایسے مقیم موجود ہیں جنہوں نے تہیہ کر رکھا ہے۔ کہ ساری عمر وہیں تشریف رکھینگے۔ نیز ایسے "طلباء احمدیہ" بھی ہیں۔ جو نہ شبان (نوجوان) ہیں۔ اور نہ اطفال (بچے) ورنہ ایک بے ضرورت اضافہ کی کیا ضرورت تھی۔؟ ہم ان معموں کو حل کرنے کی کوشش ترک کرتے ہوئے غیر مبایعین کی ذہانت کی داد دیتے ہیں۔

میرے مسیح پاک کا لختِ جگر بھی تو ہے

از جناب ثاقب زیروی

غرقِ توہمات تھا کس نے مجھے جگا دیا
رُوئے تخیلات سے کس نے نقاب اُٹھا دیا

کون یہ آیا بزم میں با صد ادائے دلبری
میرے حریمِ غم کے ہر ذرّے کو دل بنا دیا

تجھ کو بتاؤں ہمنشیں کون ہے یہ نظر نواز
کس نے مری زمین کو رشکِ فلک بنا دیا

کس نے یہ چھیڑا سازِ دل زخمۂ سوزِ عشق سے
بزم کی بزم جھوم اُٹھی چرخ بھی مسکرا دیا

کس نے یہ کائنات پر کر دیا حق کو آشکار
کس نے جنون و شوق سے رُوئے زمیں ہلا دیا

بزمِ نجوم اُٹھ گئی شمعوں کا رنگ اڑ گیا
کس نے رُوئے جمیل سے پردہ ذرا ہٹا دیا

کون ہے جس کی فکر سے فکر میں ہے جہانِ نو
کس نے سیاسیات پر رنگ نیا چڑھا دیا

کون گیا فرنگ میں پرچم حق لئے ہُوئے
کس کے حضور کُفر نے عجز سے سر جُھکا دیا

کس کی تجلیات سے ذرّے بھی دے رہے ہیں لو
کس نے خزف کو ڈال کے پر تو گُہر بنا دیا

کس نے یہ نوجوان کو بخشی خودی و آگہی
کس نے بجائے فلسفہ عشق کا فسُوں را دیا

ملّتِ احمدی کا فخر! فضلِ عُمر! یہی تو ہے
میرے مسیح پاک کا لختِ جگر! یہی تو ہے

شکریہ اور تحریک

فرقان کا سالانہ چندہ کاغذ کی موجودہ گرانی کے پیشِ نظر اخراجات کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ اور پھر تبلیغ کے لئے قریباً ہر خریدار تک اس کے مفت بھیجنے میں کافی خرچ ہوتا ہے۔ اگر بزرگانِ سلسلہ و معاونینِ رسالہ کی طرف سے مجلس رفقاءِ احمدؐ قادیان کو غیر معمولی اعانت نہ ملتی۔ تو اس کا جاری رہنا مشکل تھا۔ اب کاغذ کی نایابی کے باعث آئندہ سال کے لئے کاغذ جمع کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے دوستوں کی خاص امداد کی ضرورت ہے۔ بسلسلہ ذیل احباب کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس نیک تحریک میں حصہ لیکر سبقت حاصل کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۱) ماسٹر محمد دین صاحب پال سیالکوٹ ۵ روپے (۲) چودھری محمد تقی صاحب بیرسٹر ۵ روپے (۳) مستری محمد عیسیٰ صاحب عہ (۴) میاں مہر الدین صاحب ۔ عہ (دعاء) (۵) چودھری نذیر احمد صاحب باجوہ وکیل صہ (۶) میاں فضل الٰہی صاحب ۔ عا (۷) ایک فوجی احمدی ۔ عا (۸) مسٹر بشیر احمد صاحب حیات ۔ عہ (۹) چودھری ارشاد احمد صاحب حافظ آباد عہ (۱۰) چودھری محمد حیات صاحب ماسٹر اوبچے عہ (۱۱) چودھری جہان خان صاحب ۔ عہ (۱۲) مولوی عبداللہ صاحب ۔ عہ (۱۳) ایک دوست ۔ عہ۔ میزان ۱۲؍۱۲

احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ بہت جلد اعانت ارسال فرمائیں تا مجلس رفقاءِ احمدؐ قادیان آئندہ سال کے لئے کاغذ کا انتظام کر سکے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار مرزا منور احمد سیکرٹری مال مجلس رفقاءِ احمدؐ قادیان

اہل انصاف کے غور کے لئے

کون گریز کر رہا ہے؟

(۱)

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ :۔ "میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جھگڑا سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ :۔ "میں نے مولوی ابو العطاء صاحب سے کہا تھا۔ کہ میں مسئلۂ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں۔ آپ اُن سے شرطیں طے کریں۔" (الفضل ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۶ء)

(۲)

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا کہ :۔ "اگر آپ حق پر ہیں۔ اور آپ کے پاس دلائل ہیں۔ تو ہماری جماعت کو چند دنوں میں اس بحث کے ذریعے سے اپنے ساتھ ملا سکتے ہیں ہمارا آپ سے اختلاف صرف ان تین مسائل پر ہے"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ "میں مولوی محمد علی صاحب سے تحریری بحث اول انکار مسیح موعود علیہ السلام۔ دوم۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام۔ سوم مسئلہ خلافت کے متعلق کر سکتا ہوں۔"

(فرقان اپریل سنہ ۱۹۴۳ء صفحہ ۶)

(۳)

مدیر "پیغام صلح" نے لکھا :۔ "ضرورت ہے۔ کہ دونوں طرف کے امیر نکلیں۔ اور تینوں اختلافی مسائل پر آپس میں فیصلہ کن مناظرہ کریں۔" (پیغام ۳۰۔ جون سنہ ۱۹۴۰ء)

خاکسار ایڈیٹر "فرقان" نے لکھا :۔ "سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمایا ہے۔ کہ (۱) نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) کفر و اسلام منکرین مسیح موعود۔ اور (۳) مسئلہ خلافت۔ ہر سہ مسائل پر خود جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے سے تحریری بحث کریں۔ اور ہر موضوع پر پانچ پانچ پرچے ہوں۔ دو ماہ اس اعلان پر گزر چکے ہیں۔ مگر مولوی صاحب نے اسے منظور نہیں کیا۔ کیا آپ انہیں اس پر آمادہ کر سکتے ہیں؟"

(مکتوب بنام مولوی عمر الدین صاحب مندرجہ پیغام ۱۸۔ اگست سنہ ۱۹۴۳ء)

احباب کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ آج مورخہ ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ء تک جناب مولوی محمد علی صاحب نے ہر سہ اختلافی مسائل پر فیصلہ کن مناظرہ منظور نہیں کیا۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جناب مولوی صاحب موصوف سے اس خاموشی کی وجہ دریافت کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ہر ماہ کی ۲۰ بیس تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ





فرقان

نبوت ۱۳۲۲ ش
نومبر ۱۹۴۳ء





ایڈیٹر: ابوالعطاء جالندھری

ذوالقعدة — سنہ ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

دُوسرے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے بالکل صاف طور پر تحریر فرمایا کہ :-

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وُہ مُسلمان نہیں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

جماعت احمدیہ کا مسلک

جماعت احمدیہ کے مسلک دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کفر منکرین کے لئے میں ذیل میں چار حوالہ جات درج کرتا ہُوں :-

(۱) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں :-

"زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سُورۃ جمعہ میں فرمایا تھا۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم الآیہ۔ یعنی وُہ رسول پاک، جو اُمیوں میں مبعوث ہُوا۔ اور ان کا تزکیہ کیا۔ اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی۔ وُہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا۔ جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں۔ اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دُنیا میں تشریف لائے ہیں۔ یا یُوں کہو۔ کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہُوئے ہیں۔ یا یُوں سمجھ لو۔ کہ خداوند علیم وحکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وُہی خو بو، وُہی برکات، وُہی انعامات اور وُہی معجزات دے کر مبعوث فرمایا ہے .... اس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہو گا۔ اور راستی کے دُشمن تباہ ہو جائیں گے۔ اور وہاں دُوسرے عالم میں دوزخ میں جلیں گے" (الحکم ۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵)

(۲) حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالےٰ کو مانتے تھے۔ توریت پر ان کا ایمان تھا۔ سب رسُولوں کو مانتے تھے۔ سوائے حضرت مسیح کے۔ کیا وُہ کافر تھے۔ یا نہ تھے؟ ہمارے پاک سردار سید و مولےٰ خاتم الرسل خاتم الانبیا شفیع یوم الجزا، محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے رسُولوں۔ کتابوں۔ فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح رسُول کا منکر کافر ہے۔ تو محمدی مسیح رسُول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰؑ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ، یا متبع ایسا ہے۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ تو محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء، یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں۔ کہ اس کا منکر بھی کافر ہو؟ اگر وُہ مسیح ایسا تھا۔ کہ اس کا مُنکر

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی خدمت میں تین درخواستیں

اوّل:۔ آپ نے پہلے چیلنج دیا تھا۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ میرے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں فیصلہ کن مناظرہ کرلیں۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اس چیلنج کو منظور فرمایا۔ تب آپ نے کفر منکرین حضرت مسیح موعودؑ۔ اور خلافت کے دو اور موضوع شامل کرکے ہر سہ مسائل پر مناظرہ ضروری قرار دیا۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ان تینوں مسائل پر بھی آپ سے مناظرہ منظور فرمالیا۔ اس امر کا بار بار اعلان ہوچکا ہے۔ مگر اب آپ کی طرف سے خاموشی کا عجیب دَورہ ہے۔ اگر آپ چیلنج واپس لے چکے ہیں۔ تو خدارا مطلع فرمایئے تا اس معاملہ کو ختم سمجھا جائے۔ کیا آپ جواب دیں گے؟

دوم:۔ آپ کے ایک مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے چیلنج دیا تھا۔ کہ خاتم النبیین کے معنے اسلامی لٹریچر کی کسی کتاب سے افضل النبیین ثابت کرنے پر میں پانچسو روپیہ انعام دُوں گا۔ خاکسار نے ان کے اس چیلنج کو منظور کرلیا۔ تب انہوں نے اسلامی لٹریچر کی کتاب کی بجائے صرف "احادیث نبویہ" کی حدبندی لگا دی۔ میں نے اس ترمیم شدہ چیلنج کو بھی منظور کرلیا۔ مگر اب مولوی اختر حسین صاحب بالکل خاموش ہیں۔ میں نے "فرقان" بابت ستمبر ۱۹۴۳ء میں کھلی چٹھی کے ذریعہ جناب سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ مولوی اختر حسین صاحب کو ارشاد فرمائیں۔ کہ یا تو وُہ اپنے چیلنج پر قائم رہ کر مجھ سے انعامی مناظرہ کرلیں۔ اور یا پھر اپنے چیلنج کے واپس لینے کا اعلان کردیں۔ خواہ مخواہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حق میں نازیبا کلمات کا استعمال نہ کیا کریں۔ مجھے معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ آپ نے اس بارے میں کیا حکم دیا ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں:۔

سوم:۔ آپ کے فریق سے مناظرات ہمیشہ آپ لوگوں کے چیلنج کی بنا پر ہوئے ہیں۔ اور آئندہ ہونگے ورنہ موجودہ مناظرات پسندیدہ چیز نہیں۔ آپ کے "بعض بزرگ" ساتھی دونوں جماعتوں میں صلح کے خواہاں ہیں۔ ہم خود ان کے ہمنوا ہیں۔ گزشتہ دنوں گوجرانوالہ کے غیر مبایع دوست بابو محمد رمضان صاحب سے ایسا ذکر آنے پر میں نے کہا تھا۔ کہ اس طور پر صلح کر لی جائے۔ کہ ہم لوگ فریق لاہور کے مخالف کچھ نہ لکھیں۔ اور غیر مبایعین جماعت احمدیہ کے خلاف کچھ نہ لکھیں۔ انہوں نے اس تجویز کو معقول قرار دیتے ہوئے وعدہ کیا تھا۔ کہ وُہ آپ کو لکھیں گے میں نے انہیں "فرقان" اگست ۱۹۴۳ء سے دکھایا تھا۔ کہ اگر جناب اس تجویز کو پیش فرمائیں۔ تو ہم اس سے ضرور اتفاق کریں گے۔ براہ مہربانی آگاہ فرمائیں۔ کہ آیا آپ صلح کے لئے آمادہ ہیں۔ اور اس طریق صلح سے اتفاق کرتے ہیں؟ خدا کرے۔ کہ آپ حالات کی نزاکت کے پیش نظر مصالحت پر آمادہ ہوجائیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرقان قادیان

جلد ۲ | بابت ماہ نبوت ۱۳۲۲ ہش مطابق ماہ نومبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۱

مُنکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فتویٰ

اور

جماعت احمدیہ کا واضح مسلک

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے تازہ اوہام کا ازالہ

نبیوں کا پُرحکمت طریق

نبی اظہارِ حقیقت کے لئے مامور ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے منکروں پر فتویٰ کا بیان کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ مگر اس تلخ حقیقت کو خلق و حکمت سے بیان کرنا بھی اس کا فرض ہوتا ہے۔ تا خواہ مخواہ مخالفین عوام کے جذبات کو مشتعل نہ کرسکیں۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کھُل گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا مقام نبوت کے پانے میں روک نہیں۔ اور میری نبوت انبیائے سابقین کی نبوت سے بلحاظِ حقیقت کمتر نہیں۔ تب سے آپ نے ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة کو مدنظر رکھتے ہُوئے اپنے منکرین پر شرعی فتویٰ کو مختلف پیرایوں میں واضح فرمایا۔ ایک موقعہ پر سوال ہوا کہ:۔

"آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں۔ یا نہیں؟" تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ:۔

"مولویوں سے جاکر پوچھو۔ کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے۔ اس کو جو نہ مانے گا۔ اس کا کیا حال ہے۔ پس میں وُہی مسیح اور مہدی ہُوں۔ جو آنے والا تھا۔" (اخبار بدر ۲۴ر مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

دُوسرے موقعہ پر حضور علیہ السلام نے بالکل صاف طور پر تحریر فرمایا کہ :۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے ۔ اور اُس نے مجھے **قبول** نہیں کیا ۔ وُہ **مسلمان** نہیں ہے " (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

جماعت احمدیہ کا مسلک

جماعت احمدیہ کے مسلک دربارہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کفر منکرین کے لئے میں ذیل میں چار حوالہ جات درج کرتا ہوں :۔

(۱) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سُورۂ جمعہ میں فرمایا تھا ۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم الآیہ ۔ یعنی وُہ رسول پاک ، جو اُمیوں میں مبعوث ہُوا ۔ اور ان کا تزکیہ کیا ۔ اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی ۔ وُہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا ۔ جو ہنوز صحابہؓ میں شامل نہیں ۔ اور اس غرض کے لئے اس کی **بعثت ثانی** ہوگی ۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم **دوبارہ** دُنیا میں تشریف لاتے ہیں ۔ یا یُوں کہو ۔ کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہُوئے ہیں ۔ یا یُوں سمجھ لو ۔ کہ خداوند علیم وحکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وُہی خو بو ، وُہی برکات ، وُہی انعامات اور وُہی معجزات دے کر مبعوث فرمایا ہے .....

..... اس کے خلاف کرنے یا **انکار** سے خدا کا غضب نازل ہوگا ۔ اور راستی کے دشمن تباہ ہو جائیں گے ۔ اور وہاں دُوسرے عالم میں دوزخ میں جلیں گے " (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴-۱۵)

(۲) حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"اسرائیلی مسیح کے وقت مسیح کے منکر یہود اللہ تعالےٰ کو مانتے تھے ۔ توریت پر ان کا ایمان تھا ۔ سب رسُولوں کو مانتے تھے ۔ سوائے حضرت مسیح کے ۔ کیا وُہ کافر تھے ۔ یا نہ تھے ؟ ہمارے پاک سردار سید ومولےٰ خاتم الرسل خاتم الانبیا شفیع یوم الجزا ، محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکر یہود اور نصاریٰ اللہ تعالےٰ کو مانتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے رسُولوں ۔ کتابوں ۔ فرشتوں کو مانتے ہیں ۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں ؟ اگر اسرائیلی **مسیح رسُول** کا منکر کافر ہے ۔ تو **محمدی مسیح رسُول** کا منکر کیوں کافر نہیں ؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰؑ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ ، یا متبع ایسا ہے ۔ کہ اس کا منکر کافر ہے ۔ تو محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء ، یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں ۔ کہ اس کا منکر بھی کافر ہو ؟ اگر وُہ مسیح ایسا تھا ۔ کہ اس کا مُنکر

کافر ہے۔ تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔ یہ محمدی مسیح اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین اور اس کا غلام ہے!" (الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۴)

(۳) جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء کو اپنی حلفیہ شہادت میں تحریر کیا کہ:-

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا۔ اور کرتا ہوں جس طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں۔ **نفس نبوت میں میں نہ اس وقت کوئی فرق کرتا تھا۔ اور نہ اب کرتا ہوں**۔ . . . . . میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات۔ اور **جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا**۔" (ملاحظہ ہو عکس مطبوعہ فرقان مارچ ۱۹۴۳ء صفحہ ۴۰)

(۴) حضرت حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:-

"مرزا صاحب کے نہ ماننے والے ہمارے نزدیک بلکہ کل اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں۔ اور کافر کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (۱) تو وہ حضرت کو نعوذ باللہ کافر سمجھتے ہیں۔ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ (۲) **حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کا منکر کافر ہے** بالاتفاق۔ (۳) ہمارے مخالفین اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ آئیں گے۔ اور ان کا منکر **کافر** ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا مدلل اور سچا دعوے ہے۔ کہ میں وہی **نبی اللہ عیسےٰ** ہوں جس کے آنے کی نسبت اللہ تعالےٰ نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی پس **ان کا منکر بھی بالاتفاق کافر ہے**۔ لہذا ہماری نماز ان کے پیچھے جائز نہیں!"

(اخبار "الحکم" ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

ان چار اقتباسات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء کے بعد (یعنی رسالہ ایک غلطی کا ازالہ کی اشاعت کے بعد) جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ویسا ہی نبی یقین کرتی تھی۔ جیسا کہ پہلے نبی گزر چکے ہیں۔ اور منکرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر قرار دیتی تھی۔ یہ جماعت احمدیہ کا **متفقہ عقیدہ تھا**

یہ عقیدہ تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلّم اور معقول عقیدہ ہے۔ کیونکہ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ کا مسیح موعود تسلیم کیا جائے گا۔ تو اُن کو نبی ماننا۔ اور ان کے منکرین کو کافر جاننا ضروری ہو گا۔

اہل پیغام اہل بہاء کے نقش قدم پر	دشمنان حق ہمیشہ اس بات پر ناراض ہوتے رہے ہیں۔

کہ ان کے انکارِ انبیاء کو قابلِ مواخذہ قرار دیا جاتا ہے۔ غیر احمدی بھی جماعت احمدیہ پر ناراض ہو رہے تھے مولوی محمد علی صاحب اپنے ترجمۂ انگریزی کا دائرہ وسیع کرنا چاہتے تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اپنے لیکچروں اور تبلیغ کی "ہر دلعزیزی" کو بڑھانا چاہتے تھے۔ اس خواہش کے راستہ میں ایک بڑی روک منکرینِ مسیح موعود علیہ السلام کے کفر کا عقیدہ تھا۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ اہل بہا مرزا حسین علی صاحب المعروف بہاء اللہ کو "مسیح موعود" ماننے کے باوجود ہر دلعزیزی حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا اعلان ہے۔ کہ:-

"پہلے ادیان میں دُنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ (۱) مومن۔ (۲) کافر۔ لیکن آج کوئی فرق نہیں ہے۔ **کسی کو ایک دُوسرے کو کافر سمجھنے کا حق حاصل نہیں۔** آج اس خدا نے سب کو اپنی رحمت کے سمندر میں غوطہ دے دیا ہے۔" (رسالہ نئے دن کا طلوع صفحہ ۹)

تب اکابر غیر مبایعین نے سوچا۔ کہ اگر اتنا نہیں۔ تو کم از کم ہم یہ تو کر لیں۔ کہ کلمہ گوؤں کے ہاں "ہر دلعزیزی" حاصل کرنے کے لئے یہ اصل بنا لیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ کے انکار سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو جاتا۔ کافی سوچ بچار کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر ۱۹۱۴ء میں ان لوگوں نے اپنے اس نظریہ کا کھلے طور پر اعلان کر دیا۔ اور جماعت احمدیہ سے الگ ہو کر لاہور میں غیر از جماعت لوگوں کی طرف سے "ہر دلعزیزی" کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت حکیم فضل الدین صاحب رضؓ کے متعلق شیخ مصری صاحب کا طنزیہ بیان

"فرقان" میں قبل ازیں حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا حوالہ نقل کیا جا چکا ہے کہ:-

"حضرت مرزا صاحب نبی اللہ ہیں۔ اور نبی کا منکر کافر ہے۔ بالاتفاق"

اس واضح اقتباس کی "تاویل" کا کام جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری حال غیر مبایع کے سپرد ہوا۔ آپ نے لکھا۔ کہ:-

"ان الفاظ سے یہ استدلال کیا گیا ہے۔ کہ حضرت اقدس کی زندگی میں جماعت حضورؑ کو ایسے نبیوں کے زمرہ میں شمار کرتی رہی ہے۔ جن کے نہ ماننے سے انسان حالتِ ایمان سے حالت کفر کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔"

اس استدلال کو آج شیخ صاحب موصوف نے "تقوےٰ سے کوسوں دُور" قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی شہادت میں اسے جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ لکھ چکے ہیں۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحب کے الفاظ واضح ہیں۔ اور ان سے استدلال واضح تر۔ ہاں شیخ مصری صاحب نے حضرت حکیم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ:-

"نہ ہی وُہ بہت بڑے عالم اور نہ ہی معصوم عن الخطاء تھے۔" (پیغام صلح ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا شیخ مصری صاحب "بہت بڑے عالم" یا "معصوم عن الخطاء" ہیں؟ اگر نہیں

اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ان کا کیا حق ہے۔ کہ آج سینتیس ۳۷ برس کے بعد انتہائی بے باکی سے لکھیں کہ:۔

"اگر حکیم فضل الدین صاحب نے اپنے مندرجہ بالا فقرہ میں حضرت اقدس کو ایسا نبی قرار دیا ہے جس کے محض دعوے کے انکار یا نہ ماننے سے انسان کافر بن جاتا ہے۔ تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے"

بلاشبہ حضرت حکیم فضل الدین صاحب بہت بڑے عالم اور پورے متقی انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"حبی فی اللہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی۔ حکیم صاحب اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب کے دوستوں میں سے۔ اور ان کے رنگِ اخلاص سے رنگین اور بہت **بااخلاص** آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے ۔ ۔ ۔ ان کی **فراست نہایت صحیح** ہے۔ وہ بات کی تہ تک پہنچتے ہیں۔ اور ان کا خیال ظنونِ فاسدہ سے **مصفی اور مزکی** ہے" (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۸۱۵)

غیر مبایع بھائیو! کیا ایسے خدا رسیدہ بزرگ کے واضح بیان کے مقابل شیخ مصری صاحب کی تاویل رکیک کو ترجیح دوگے؟ تلک اذاً قسمۃ ضیزی۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حکیم فضل الدین صاحب کے بیان کی تردید فرمائی؟

شیخ مصری صاحب نے "الحکم" ۲۴۔ اگست ۱۹۰۶ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مکتوب کا ادھورا اقتباس درج کرکے لکھا ہے۔ کہ:۔

"حضرت اقدس نے اپنے جواب میں صرف پہلی وجہ کو ہی صحیح قرار دیا ہے۔ باقی وجوہ کو رد کردیا ہے"

اخبار "الحکم" ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء میں جو خط شائع ہوا ہے۔ وہ "ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب" کے نام ہے جس کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔ کہ "جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔ میں نے اس کو سنا ہے۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ کیونکر **مخالف لوگ** ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں" ناظرین خدارا انصاف فرمائیں۔ کہ اس خط کا حضرت حکیم فضل الدین صاحب کے مضمون مندرجہ الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء کی تردید سے کیا تعلق ہے؟ پھر شیخ مصری صاحب نے اس خط کے اقتباس کو شائع کرتے وقت جو حصہ حذف کردیا ہے۔ اسی میں حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"اسی بات کا ہمارے مکفروں مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے۔ کہ بموجب اصول اسلام کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے الخ" (الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مکتوب بنام ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب میں حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کو

مسلمات خصم کے طور پر ملزم گردانا ہے۔ اس میں یہ بحث نہیں ہے۔ کہ حضور کا دعوٰے کیا ہے۔ اور اس دعوٰے کے انکار سے غیر احمدی کافر قرار پاتے ہیں۔ یا نہیں۔ پس اس جگہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ دعوے سے انکار والی وجہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ عدم ذکر سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔ مزید برآں یہ بھی یاد رہے۔ کہ جب ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں شائع کر چکے تھے۔ کہ:-

(۱) "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(۲) "یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے۔ اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

تو بار بار ہر خط میں اس ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ پس مکتوب ۲۴ر اگست ۱۹۰۶ء کو حضرت حکیم فضل الدین صاحب رضی کے بیان کی تردید میں سمجھنا حد سے بڑھی ہوئی زیر کی ہے۔ اگر اس کا اظہار عمداً نہیں ہوا۔ تو یقیناً جناب شیخ مصری صاحب کی بہت بڑی غلط فہمی ہے:۔

شیخ مصری صاحب کے ایک اور وہم کا آسان علاج

جناب شیخ مصری صاحب نے یہ وہم بھی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے مضمون مندرجہ "الحکم" ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء میں غیر مبایعین کے موجودہ مسلک کو اختیار کیا گیا ہے یہ پہلو "تاویل" کا بہت مضحکہ خیز ہے مضمون شائع شدہ ہے۔ ہر شخص اسے خود پڑھ سکتا ہے۔ اختصار کے لئے میں غیر مبایعین کے سامنے آسان طریق فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ان کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب اپنے دستخط کے ساتھ اس مضمون پر یہ تحریر فرما دیں۔ کہ میرا اب بھی یہی مذہب ہے۔ ہم اس مضمون کو مولوی صاحب کی اس تحریر سمیت "فرقان" میں شائع کر دیں گے۔ اگر جناب مولوی صاحب اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ شیخ مصری صاحب کا یہ کہنا کہ اس مضمون میں غیر مبایعین کی تائید ہے۔ خود فریبی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا:۔

شیخ مصری صاحب کی شہادت اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ

ہم نے اس مقالہ کے ابتداء میں جماعت احمدیہ کے مسلک دربارۂ کفر منکرین کے سلسلہ میں چار حوالے پیش کئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی کا حوالہ بھی غیر مبایعین کے لئے قابل توجہ ہیں۔ حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحب رضی کا اقتباس بھی بالکل واضح ہے

مگر چوتھا حوالہ شیخ مصری صاحب کی اپنی تحریری شہادت ہے جس میں انہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ ۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نفس نبوت کے لحاظ سے ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے انبیاء سابقین تھے۔ یعنی حضور علیہ السلام زمرۂ انبیاء میں شامل تھے۔ ہم نے یہ شہادت متعدد مرتبہ شائع کی ہے۔ مگر شیخ مصری (لاہوری) صاحب نے ایک دفعہ بھی اس کی "تاویل" نہیں فرمائی جو غیر مبایع دوست شیخ صاحب کی تاویلات کو وزن دیتے ہیں۔ وہ انہیں مجبور کریں۔ کہ اپنی نوشتہ شہادت کی بھی تاویل کریں۔ بہر حال ان حوالہ جات سے واضح ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا مسلک نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کفر منکرین کے بارے میں حضور علیہ السلام کی زندگی میں بعینہٖ وہی تھا۔ جو آج جماعت احمدیہ قادیان کا ہے۔ غیر مبایعین اس مسلک سے منحرف ہو چکے ہیں۔ مزید افسوس یہ ہے۔ کہ انہیں غیر احمدیوں کے ہاں بھی کوئی خاص "ہر دلعزیزی" حاصل نہ ہوئی۔ اور وہ آج بھی حسرت سے لکھ رہے ہیں:-

"ان مسلمانوں کو یہ توفیق کبھی نہیں ملی۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے متعلق کلمۂ حق کہیں۔ اور ان پر کفر کے فتوے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔" (پیغام صلح ۳ر نومبر ۱۹۴۳ء)

کیا ہی اچھا ہو۔ اگر غیر مبایع بھائی اب بھی اصل مسلک احمدیت کی طرف رجوع کریں:-

---

چند ضروری اعلان

(۱) انشاء اللہ آئندہ نمبر میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے خطبات و تحریرات کے ایسے اقتباسات یکجا شائع کئے جائیں گے۔ جو ہمارے اور غیر مبایعین کے نزاع میں فیصلہ کن ثابت ہونگے۔ یہ خاص نمبر احباب کو جلسہ سالانہ پر دفتر "فرقان" احمدیہ بازار سے مل سکے گا:-

(۲) کاغذ کی نایابی کے باعث رسالہ کا حجم کم کر دیا گیا تھا۔ مجلس رفقائے احمد کوشش کر رہی ہے۔ کہ آئندہ سال موجودہ حجم میں اضافہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ سامان مہیا فرمائے آمین:-

(۳) "فرقان" میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادات دربارہ مسئلہ نبوت شائع ہو رہی ہیں۔ ان پر اگر سنجیدگی سے تنقید کی جاتی۔ تو ضرور شائستہ اعتنا تھی۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض غیر مبایع دوست میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ کے پر از دشنام مضمون کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اس لئے انشاء اللہ آئندہ نمبر میں اس پر بھی تبصرہ ہو جائیگا

(۴) "فرقان" کی اشاعت کی غرض غیر مبایع اصحاب کو پیغام حق پہونچانا ہے۔ اس لئے ہمیں غیر مبایع سنجیدہ اصحاب کے مزید پتے درکار ہیں۔ تا ان کے نام فرقان مفت بھیجا جائے۔ جو احمدی احباب اس کار خیر میں حصہ لیں گے۔ ان کا شکریہ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء:-

شذرات

اتنا غلط استدلال؟

جناب مولوی محمد علی صاحب نے خطبۂ جمعہ میں دعوےٰ کیا ہے۔ کہ

"ہمارے عقائد ایسے زبردست ہیں۔ کہ قادیان کی جماعت میں بھی ان کی وجہ سے خوف ہے"۔ (پیغام ۷ نومبر)

اتنے بڑے دعوی کے ثبوت میں مولوی صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۹ نومبر ۱۹۴۳ء سے یہ فقرہ پیش کیا ہے۔ کہ:۔ "ہماری جماعت کا ایک حصہ ہے۔ جو پیغامی اعتراضات سے ڈر جاتا ہے"

اگر یہ فقرہ اس طرح بھی ہوتا۔ تب بھی صرف یہ ثابت ہوتا۔ کہ "پیغامی اعتراضات" نامناسب ہوتے ہیں۔ جماعت کا ایک حصہ اُن سے ڈر جاتا ہے۔ اہل پیغام کے "عقائد" کے زبردست ہونے کا ثبوت اس سے ہرگز نہ نکلتا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ "الفضل" میں اصل عبارت یہ ہے۔ کہ:۔

"اس بات کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ مخالفت کم ہوتے دیکھا ئے۔ جماعت کا ایک حصہ جو پیغامی اعتراضات سے ڈر جاتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے۔ کہ بعض اوقات خواہ مخواہ جوش دلایا جاتا ہے۔ اور ناواجب طور پر مخالفت کی آگ کو بھڑکا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ خیال درست نہیں"!

ہم جناب مولوی صاحب سے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ خدارا اتنا غلط استدلال تو نہ کریں!

ان دلائل کو پیش کرنے میں دیر کیوں کی جارہی ہے؟

جناب مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ "ہمیں خدا کے فضل سے یقین ہے۔ کہ ہم اپنے دلائل سے ان کے مریدوں کو بھی قائل کر سکتے ہیں"۔ (پیغام ۱۷ نومبر) سوال یہ ہے۔ کہ اگر یہ بیان درست ہے۔ تو گزشتہ تیس برس میں ان "دلائل" کو پیش کرکے جماعت احمدیہ کو اپنے ساتھ کیوں نہیں ملا لیا۔ ان "دلائل" کو ابھی تک چھپا کر آپ کتمان حق کے مجرم بن رہے ہیں۔ اور اگر انہیں تیس سالہ عرصہ اختلاف میں بکرات ومرات پیش کرکے ناکام ہو چکے ہیں تو اس "یقین" کے ممبر پر چڑھ کر بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟

اخفائے حق کی تازہ مثال

مصطفیٰ خان صاحب لکھتے ہیں۔ کہ: "ہماری جماعت کا اصول یہ ہے۔ کہ تمام کلمہ گو دائرہ اسلام میں داخل ہیں تو اس اصول کی ظاہری علامت ہم نے یہ اختیار کی ہے۔ کہ ہم بطور برأت یا احتجاج مکفرین اہل اسلام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے"۔ (پیغام ۲۰ نومبر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو حکم دیا تھا۔ کہ:۔ "پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو"۔ (اربعین ۳ ص ۶۶) دونوں عبارتوں کو سامنے رکھ کر پتہ لگ سکتا ہے کہ غیر مبائعین کے ہاں خدائی ارشاد اور حضرت مسیح موعود

خلیفۂ چہارم کی وصیت

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

علی المرتضیٰ کی یہ وصیت روحِ ایماں ہے
عمل جو اس پہ کرتا ہے وہی سچا مسلماں ہے

نہیں کوئی شریک۔ اللہ ہی معبود ہے سب کا
وہی خالق وہی رازق وہی مسجود ہے سب کا

محمد اس کے بندے اور خاتم ہیں رسولوں کے
وہی سردار ہیں سب اگلے پچھلے نیک بندوں کے

خدا کی طاعت اور ان کی اطاعت دل سے کرتا رہ
شریعت سے قدم کے ڈگمگانے سے بھی ڈرتا رہ

ترا جینا ترا مرنا ہو سب اسلام کی خاطر
نہ اپنے نام اپنے کام اور آرام کی خاطر

یہ حبل اللہ ہے قرآں مضبوطی سے پکڑو تم
رہو آپس میں مل جل کر رعونت سے نہ اکڑو تم

ملاپ آپس میں رکھنا فرض ہے ہر اک مصلّی کا
کہ مومن اس سے مہبط بنتا ہے حق کی تجلی کا

بھلائی اپنے خویش و اقربا ہمسایوں سے ہو تم
غرض لوگوں سے ہمدردی ہی کا رشتہ رکھو تم

مساکین و یتامیٰ و ایامیٰ سے ہو نیکوئی
حفاظت تربیت ان کی بصد اخلاص و دلجوئی

عمل بالخیر میں سبقت نہ کوئی تم سے لے جائے
کتاب و سنت حق پر ہر اک ثابت قدم پائے

نماز پنجگانہ ہے ستونِ دیں۔ رہے قائم
جو روزوں کا مہینہ آئے تو ہوں شوق سے صائم

زکوٰۃ اموال کی دینا ہے صد برکات کا موجب
خدا کی راہ میں انفاق ہے حسنات کا موجب

قیامت تک جہاد فی سبیل اللہ جاری ہے
بحسب اقتضاء وقت یہ اک فرض بھاری ہے

نہ غفلت امر بالمعروف سے ہونے کبھی پائے
مبادا غلبۂ اشرار پھر ملت میں ہو جائے

رکو ہر امرِ منکر سے دعا کرتے رہو مولیٰ
چلا اپنی رضا کی راہ پر قائم رہے تقویٰ

تعاون نیکیوں پر اور ہو پرہیز بدیوں سے
یہی ہے مسلکِ ابرار اس دنیا میں صدیوں سے

دلِ مسلم میں ہو بے رغبتی اموالِ دنیا سے
جو فکرِ آخرت ہو۔ پکڑ عبرت حالِ دنیا سے

خدا سے لو لگائے رکھ کہ اس کی ذات ہے باقی
جو اس کے ماسوا ہے وہ تو ہو گا ایک دن فانی

الٰہی خاتمہ بالخیر والایمان اکمل کا
جرس فریاد مے دارد کہ بربندید محمل ہا

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین سے دو سوال

(۱) جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین خطبۂ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایک معمولی انسان نہ تھے۔ بلکہ اولیاء اللہ میں سے تھے۔"

(اخبار پیغام صلح ۲۸۔ اپریل ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

اس سے قبل امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ یونس ع ۷ کی آیات الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۞ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ۞ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"یہ ولی اللہ کی تعریف ہے۔ ایمان لائے۔ اور پھر تقوےٰ میں ترقی کرتا رہے۔ لھم البشریٰ ضرور ہے۔ کہ وہ دنیا میں بھی مبشرات (الہامات) سے مشرف ہوں۔ اور اس دنیا میں وہ آخرت کی زندگی کا جلوہ دیکھیں۔" (ضمیمہ اخبار بدر صفحہ ۱۲۲۔ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

میں جناب مولوی محمد علی صاحب سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اس دعوے کو کہ "ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ...... اولیاء اللہ میں سے تھے" حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کی روشنی میں ولی اللہ کی تعریف کے مطابق ثابت کر کے دکھائیں گے۔ یعنی ثابت کریں گے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی "الہامات سے مشرف تھے"۔ اور کم از کم ان کے دس الہامات بقید تاریخ وغیرہ شائع کریں گے۔

(۲) جناب مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کے معنے یہ کئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱ بار اول) حالانکہ

(الف) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء کی تقریر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت فرما چکے ہیں۔ کہ "آپ خاتم الاولیاء ہیں"۔ (بدر ۷ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۲)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ "میں خاتم الاولیا ہوں"۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

جناب مولوی محمد علی صاحب کی تشریح کے مطابق مندرجہ بالا اقتباسات کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ:۔

(الف) "آنحضرت صلعم آخری ولی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی ولی نہیں"۔ (ب) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری ولی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی ولی نہیں"۔ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ آنحضرت صلعم کو "خاتم الاولیاء" ماننے کے باوجود غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ولی مان لیتے ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "خاتم الاولیا" مانتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد

قسط دہم

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق

حضورؑ کے صحابہؓ کی حلفیہ شہادتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقامِ نبوت کے بارے میں غیر مبایعین کا موجودہ نزاع سراسر غلط ہے اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو نبی قرار دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نبی اللہ کے نام سے یاد فرمایا۔ اور ان حلفیہ بیانات سے واضح ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں "سبیل المؤمنین" یہی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی اللہ ہیں۔ یہ ان بیانات کی دسویں قسط ہے جگہ کی تنگی کے باعث یہ شہادتیں تدریجاً شائع کی جا رہی ہیں۔ ورنہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسی شہادات نظارت تالیف وتصنیف کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ (ایڈیٹر)

(۸۴)

جناب اخوند محمد افضل خان صاحب ڈیرہ غازیخان کا حلفیہ بیان

میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں۔ میں نے سنہ ۱۹۰۱ء بماہ ستمبر بیعت کی تھی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمتِ قرآن اور احیائے اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا انعام حاصل کیا تھا۔ اس سلسلہ میں خصوصاً خط وکتابت میں حضرت اقدس کے اسم مبارک کے بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ تحریر کیا کرتا تھا۔

اخبار الحکم وکتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگانِ سلسلہ کے مضامین کا مطالعہ اس عقیدہ کی بنا تھا۔ خاکسار محمد افضل عفا اللہ عنہ ۲۰/۶/۴۵

(۸۵)

جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے (سابق مہر سنگھ) کی شہادت

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا احمدی ہوں ۳۱۳ صحابہؓ میں سے ہوں۔ میں نے سنہ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں بیعت کی جبکہ "فتح اسلام" تالیف ہونی شروع ہوئی تھی

میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں آپ کو اصلی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ آپ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم وفیوض روحانیت کے وارث ہوکر اپنے آئینہ میں محمدی خلق کا ایسا انعکاس کرتے تھے۔ کہ گویا آپ رُوحانی طور سے محمدؐ ہی ہیں۔ آپ نے محمدؐ میں فنافی الرسُول ہوکر محمدی نبوت کی چادر اوڑھ لی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُستاد اور آپ شاگرد ہیں۔ جن میں دُوئی نہیں تھی۔ آپ تمام انبیاء کے بروز ہوکر خدا کے حکم سے **ایسے نبی اور رسُول تھے جیسے انبیاء سابقین**۔ مگر آپ نے نبوت کا لقب اطاعتِ نبویؐ میں محو ہوکر بطور موہبت کے حاصل کیا۔ یعنی پُورے نبی تھے۔ مگر بغیر شریعتِ جدیدہ کے یعنی امتی نبی تھے۔

میرے اس عقیدہ کی بناء ایک غلطی کا ازالہ اور الہامات حقیقۃ الوحی پر اور خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ پر تھی۔ جو انہوں نے اس موضوع پر کیا۔ اور براہین احمدیہ حصہ پنجم پر میرا یہ عقیدہ مبنی تھا۔ میرے روبرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسودہ ایک غلطی کا ازالہ" مسجد مبارک میں سُنایا۔ اور ہم سب نے تصدیق کی۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حکیم فضل الدین صاحب۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ بھی موجود تھے۔

عبدالرحمٰن عفی عنہ سیکنڈ ماسٹر احمدیہ سکول قادیان ۶-۵-۳۵

(۸۶)

جناب شیخ عبدالحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور کی گواہی

میں بفضلہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہُوں۔ میں نے بیعت جولائی ۱۹۰۳ء میں کی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا **رسُول** اور **نبی** یقین کرتا تھا۔ اور بفضلہ تعالےٰ ابتک اس پر قائم ہوں۔ میرے اس عقیدہ کی بناء حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی مندرجہ کتب حضرت اقدس تھے۔ عبدالحمید احمدی۔ ریلوے آڈیٹر لاہور ۱۰-۵-۳۵

(۸۷)

جناب سید ولایت شاہ صاحب شاہ مسکین کی شہادت

خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ۱۹۰۲ء میں بیعت کی تھی۔ خاکسار نے بیعت ہی ان معنوں میں کی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے۔ اور خداوند کریم کے **نبی** ہیں آپ نے جو درجہ نبوت حاصل کیا تھا۔ وہ محض آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تھا۔ اور میں آپ کو حقیقی غیر تشریعی نبی مانتا ہوں۔ خاکسار نے آپ کو نبی اس بناء پر تسلیم کیا تھا۔ کہ بندہ نے حضُور کی زبان مبارک سے کئی دفعہ سُنا۔ کہ میں خدا کا نبی اور رسُول ہوں۔

سید ولایت شاہ احمدی سکرٹری مال۔ شاہ مسکین۔ ڈاکخانہ فیض پور کلاں ضلع شیخوپورہ ۲۰-۴-۳۵

مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کی حقیقت

چند یوم ہوئے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک مکتوب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ اور اُسے اپنی کھلی چٹھی کے نام سے موسوم کیا۔ اس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ:-

"پہلے ہم دونوں کے درمیان مسئلہ کفر و اسلام غیر احمدیاں پر مناظرہ تحریری ہو جائے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ تو نبوت و خلافت کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا" (پیغام صلح ۸ ستمبر ۱۹۴۳ء)

مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ گویا آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ تو مناظرہ کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تیار نہیں۔ حالانکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بالتصریح فرما چکے ہیں۔ کہ میں ہر سہ مضامین پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ رسالہ فرقان ۵ اپریل ۱۹۴۳ء میں حضور کا یہ ارشاد مبارک واضح طور پر شائع ہو کر جناب مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچ چکا ہے حضور کا یہ ارشاد مبارک ایسا واضح اور صاف ہے۔ کہ دیانت داری کے اصول کے مطابق مولوی صاحب کے لئے گریز کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اسی لئے جناب ایک عرصہ تک خاموش رہے۔ اور اب پھر یہ سوجھی۔ کہ چلو لوگوں کو خوش کرنے کے لئے پھر مناظرہ کے لئے کھلی چٹھی لکھ دیتے ہیں۔ اور مسئلہ کفر و اسلام پر مناظرہ پر اکتفا سمجھا۔ کہ اس کے حل ہونے سے نبوت و خلافت کا عقدہ خود بخود حل ہو جائے گا:-

جناب مولوی صاحب کا یہ مطالبہ کس قدر بودا ہے؟ ایک کم عقل انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب تک کسی مدعی کے دعوے کا اثبات یا نفی نہ ہو۔ اس کے نہ ماننے والوں کے متعلق کفر یا عدم کفر کے فتوے کے موضوع پر کوئی بحث کرنا نہ صرف عبث و رائگاں اور ضیاع الوقتی ہے۔ بلکہ سراسر بے وقوفی ہے۔ پس جب مدعی کے دعوے کا اثبات یا اس کی نفی ہو جائے گی۔ اس وقت اس کے منکر کے متعلق کوئی فتوےٰ دیا جا سکتا ہے۔ یا اس پر بحث کرنے کے لئے قلم اٹھایا جا سکتا ہے:-

جناب مولوی صاحب کی اس اصولی غلطی کو واضح کرنے کے بعد میں مولوی صاحب کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے متعلق زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس موضوع پر فرقان میں سیر حاصل بحثیں ہو رہی ہیں۔ میں ذیل میں اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے چند الہامات درج کرتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے:-

الہامات:۔ (۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا:۔

اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ ہی بتائیں۔ کہ "نذیر" کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں انبیاء کے متعلق فرمایا ہے۔ یا مجددین و محدثین کے لئے؟ پھر اس سے بھی زیادہ واضح اور بیّن دلیل آپ کی نبوۃ کی یہ ہے۔ کہ اسی الہام کی دوسری قرأۃ میں نذیر کی بجائے نبی کا لفظ آیا ہے۔ (مکتوب ۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(۲) اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرماتا ہے: ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (انجام آتھم صفحہ ۱۵۱)

(۳) پھر فرمایا:۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (اشتہار معیار الاخیار ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۳)

(۴) پھر فرماتا ہے۔ یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر (بدر ۱۰۔ جلد ۷)

(۵) پھر فرمایا۔ فانی مع الرسول اقوم (اربعین ۲)

ان الہامات سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار حضرت اقدس کو نبی اور رسُول کا خطاب دیا ہے۔ پس حضور علیہ السلام کے دعویٰ نبوت و رسالت کا انکار آیاتِ الٰہی کی تکذیب ہے۔ اور دیدہ دانستہ اللہ تعالےٰ سے لڑائی مول لینا ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ کے اثبات کے بعد میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اب آپ کا مطلوبہ مسئلہ کفر و اسلام بھی حل ہو گیا۔ کیونکہ نبی کا انکار بالاتفاق کفر ہے:۔ خاکسار محمد صدیق واقف زندگی

مجبُوری

(از جناب ثاقب زیروی)

سکون و صبر و اطمینان کا بکھرا ہے شیرازہ
ہے اندازے سے باہر آج میرے غم کا اندازہ

ملا ہے حکم کاروبار دُنیاوی پہ جاں دیدوں
نہ اب کے قادیاں جاؤنگا بس اتنی زباں دیدوں

جگر کو بھینچ دوں دل کی ہر اک خواہش مسل ڈالوں
میں اپنے ہاتھوں رُوحانی امنگوں کو کچل ڈالوں

میں کھو دوں اس لطیف احساس کو بھی تفکر سے
مٹا دوں قوتِ تفہیم کو بے جا تدبّر سے

میں دیدوں ہائے دین پر دُنیا کو فوقیت
جنوں اور ترک کر ڈالوں وفائے وعدۂ الفت

میں خود کو جھونک ڈالوں نارِ جہنم میں مگر کیونکر
میں گم ہو جاؤں ایسے تیرہ عالم میں مگر کیونکر

میں بہتے آنسوؤں میں مسکراؤں ہو نہیں سکتا
مروں اور زندگی کے گیت گاؤں ہو نہیں سکتا

مجھے میرے حبیب و مقتدا کے پاس جانے دو
عدیم الفرصتی مجھ کو نہیں ہے راس جانے دو

چند ضروری سوالات کے جواب

(ایک معزز غیر مبایع دوست کے پانچ سوالات کے جواب فرقان اکتوبر ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے مزید سوالات بھیجے ہیں جن کے مختصر جواب درج کئے جاتے ہیں ایڈیٹر)

سوال اوّل: ہمارے اس سوال کے جواب میں کہ آیا غیر مبایع احمدی ہیں یا نہیں؟ آپ لکھتے ہیں کہ "جب تک غیر مبایع بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یقینی اور قطعی وحی پر ایمان لانے کا اقرار کرتے رہیں گے۔ ہم انہیں احمدی کہیں گے"۔ سوال ہے۔ کہ احمدی ہیں یا نہیں؟ آپ فرماتے ہیں۔ احمدی کہیں گے۔ کہنا اور بات ہے اور احمدی ہونا اور بات:۔

الجواب: جب یہ بتا دیا گیا۔ کہ احمدی ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ شخص خدا تعالےٰ کے اس قطعی اور یقینی کلام پر بھی ایمان لائے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ اور یہ بھی ذکر کر دیا گیا۔ کہ غیر مبایع بھائی اس وحی پر ایمان لا رہے ہیں۔ تو جملہ "ہم انہیں احمدی کہیں گے" کے معنے صاف ہیں۔ کہ ہم حقیقت کے پائے جانے کے باعث یعنی انہیں احمدی سمجھنے کے باعث انہیں احمدی کہتے ہیں۔ اور یوں فرد فرد کا حال اللہ کو ہی معلوم ہے۔ ہاں یہ یاد رہے۔ کہ غیر مبایع دوستوں کا خلافتِ ثانیہ کا انکار اللہ تعالےٰ کے ہاں ضرور قابلِ مواخذہ ہے۔ تحسبونہ ھیناً وھو عند اللہ عظیم۔ اس جگہ یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپ جناب مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے اکابر غیر مبایعین سے فتوے دریافت فرمائیں۔ کہ آیا وہ جماعت احمدیہ قادیان کو احمدی مسلمان یقین کرتے ہیں۔ یا انہیں "کفر و شرک کے قلعے تعمیر کرنے والے" قرار دیتے ہیں؟:۔

سوال دوم: "بذریعہ اپنے پرچے کے یہ بھی مطلع فرمائیں۔ کہ احمدی ہونے کے لئے کن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟ محمدی مسلمان ہونے کے لئے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے۔ آپ بتلائیں۔ کہ احمدی مسلمان کے لئے کس چیز کے اقرار کی ضرورت ہے؟

الجواب: "احمدی" کا لفظ حقیقی مسلمان کا مترادف ہے۔ سچا مسلمان ہی سچا احمدی ہے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کے تمام ماموروں اور رسولوں پر ایمان لائے۔ اور ان پر نازل شدہ کلام ربانی کو قبول کرے۔ محض مونہہ سے کلمہ طیبہ پڑھ لینا ہرگز کافی نہیں۔ کلمہ طیبہ کا پڑھنا تو ایمانیات کے ماننے کا اعلان ہے۔ اصولِ اسلام تو یہ ہیں۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ پر۔ اس کے فرشتوں پر۔ اس کی سب کتابوں پر۔ اس کے سب رسولوں پر اور قیامت پر ایمان لائے۔ اگر کوئی انسان انبیاء میں سے کسی نبی کو جھٹلاتا ہے۔ اور صرف مونہہ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پڑھتا ہے۔ تو اُسے ہر گز مسلمان نہ مانا جائے گا۔ ہمارے عقیدہ کے رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحب شریعت نبی نہیں۔ اس لئے احمدی مسلمان بننے کا اعلان تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے سے ہی ہوگا۔ مگر یہ شرط ضروری ہوگی۔ کہ ایسا شخص سب نبیوں اور رسولوں پر اور ان پر خدا کی نازل شدہ وحی پر ایمان لانے والا ہو۔ اور یہ شرط خود اصُولِ اسلام میں داخل ہے۔ کوئی نئی شرط نہیں:۔

سوال سوم: "حضرت مسیح موعودؑ کی قطعی اور یقینی وحی کے کیا معنی ہے؟ کیا مسیح موعودؑ کی کوئی وحی غیر قطعی اور غیر یقینی بھی ہے؟ تعجب ہے۔ کہ آپ بعض وحی کے متعلق شبہ کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ نے غلط کہا ہوگا"

الجواب: ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی وحی میں شبہ نہیں کرتے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ ہم تو حضور پر نازل شدہ جملہ وحی کو قطعی و یقینی سمجھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے **یقینی** ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں **شک کروں تو کافر** ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا **یقینی اور قطعی** ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی **ایمان** لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر" (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵-۲۶)

ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی پر ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اور یہی معنے اس وحی کے قطعی اور یقینی ہونے کے ہیں۔ یعنی وہ ایک مامور ربانی اور فرستادہ خداوندی پر نازل شدہ کلام ہے۔ جس کا ماننا فرض ہے۔ اور جس کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحاقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا۔ کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔" (تجلیات الٰہیہ ص ۲۴)

پس انبیاء کی وحی کامل طور پر قطعی و یقینی وحی ہوتی ہے۔ اور اس پر ایمان فرض ہوتا ہے۔ یہی وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی۔ افسوس کہ غیر مبایع دوست اس وحی کو ماننے کے باوجود تاویلات کے چکر میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا — نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ وفا یہی ہے

(بقیہ آئندہ انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا شکریہ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے سالانہ جلسہ پر خاکسار نے حاضر ہو کر بعض مخیر اصحاب سے "فرقان" کے لئے اعانت حاصل کی تھی جس کی فہرست گزشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اب مکرم بابو قاسم الدین صاحب نے جماعت کی طرف سے مزید بیس روپے اعانت کے ارسال کئے ہیں۔ جزاہم اللہ جس کیلئے مجلس رفقاء احمد کی طرف سے جماعت احمدیہ سیالکوٹ اور خاص طور پر بابو قاسم الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں

خاکسار مرزا منور احمد سیکرٹری مجلس رفقاء احمد قادیان

ضروری نوٹ

رسالہ "فرقان" کی موجودہ اشاعت میں جو کاغذ استعمال کیا گیا ہے اس میں سے ایک رم کاغذ ہمیں میسرز بنسی دھر کپور اینڈ سنز امرتسر نے کنٹرول ریٹ پر مہیا کیا ہے۔

ہم فرم مذکور کے ممنون ہیں کہ ہمیں ان کی طرف سے یہ تعاون حاصل ہوا۔

خاکسار ناصر احمد منیجر رسالہ فرقان

جماعت احمدیہ

میں

آغازِ خلافت

نتیجۂ فکر جناب نسیم سیفی، بی۔اے دہلی

مہدیٔ دوراں مسیحِ وقت کا وقتِ وصال
یہ الم کا سانحہ تھا۔ آپ ہی اپنی مثال

وُہ جری اللہ وُہ اسلام کا اک پہلواں
جس کے دم سے تھے کلیساؤں میں لرزہ کے نشاں

جس نے ایوانِ حقیقت کو منور کر دیا
جس نے نقشِ زندگی میں رنگِ وحدت بھر دیا

تیرہ و تاریک دل کو روشنی سی بخش دی
جس کے آنے سے جہاں میں زندگی سی آ گئی

جس نے میداں میں پچھاڑا دشمنِ اسلام کو
چار سُو پہونچا دیا جس نے خدا کے نام کو

سرورِ کونین کا جو عمر بھر شیدا رہا
مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا

بزمِ روحانی کا وُہ زینت دہ و رُوحِ رواں
ہو گیا تھا اب زمانے کی نگاہوں سے نہاں

اک اداسی کا سماں تھا عالمِ اسباب پر
برچھیاں سی چل رہی تھیں خاطرِ احباب پر

چشمِ خونبابہ فشاں سے خوں کے دھارے تھے رواں
تیرہ و تاریک چشمِ مہر و ماہ و کہکشاں

انتہائے رنج و غم سے ہر صدا خاموش تھی
زندگی سے انبساطِ زندگی روپوش تھی

اہلِ ایماں کے لئے یہ سخت لمحاتِ جنوں
غیب کے پردے سے آیا تھا بختِ واژگوں

تھی مسلط بیخودی سی اہلِ عقل و ہوش پر
بجلیاں سی گر رہی تھیں بزمِ چشم و گوش پر

دشمنِ دیں یہ سمجھتے تھے کہ اب دیں مر گیا
پھر سے ہو جائے گا چرچا باطلِ حق پوش کا

الغرض ہر احمدی تھا وقفِ صد رنج و محن
تھی فسردہ حال و مضطر انجمن کی انجمن،

رحمتِ حق جوش میں آ کر ندا دینے لگی
مژدہ تسکین و تسلیم و رضا دینے لگی،

ہر نظر اٹھی اور اُٹھ کر نورِ دیںؓ پر جم گئی
احمدیت کے حسیں ماہِ مبیں پر جم گئی۔

ہو گیا قائم زمانے میں خلافت کا نظام
مل گیا ہر ایک دل کو شادمانی کا پیام

حکیم عبد اللطیف شاہد منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ دفتر رسالہ فرقان قادیان سے شائع ہوا

II

"فرقان" کے اس نمبر کے کل اخراجات عملہ و احمدی مزارعین محمد آباد اسٹیٹ سندھ نے ادا فرمائے ہیں

جزاہم اللہ احسن الجزاء

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

قیمت سالانہ

دو روپے

مجلس رفقاء احمد قادیان کا ماہنامہ

فرقان

فتح ۱۳۲۲ ہش
دسمبر ۱۹۴۳ء

سالانہ نمبر

جلد ۲

نمبر ۱۲

ایڈیٹر: ابو العطاء جالندھری

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

"آج کل گرانی کا زمانہ ہے جس میں اتنی قلیل قیمت پر کوئی رسالہ نہیں چل سکتا۔ مگر چونکہ فرقان کا سب کام آنریری ہوتا ہے۔ ایڈیٹر اور مینیجر وغیرہ آنریری طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس لئے جس قدر آمد ہوتی ہے وہ رسالہ پر ہی خرچ کر دی جاتی ہے۔ اگر صاحب توفیق دوست اس بارہ میں رسالہ کی مدد کریں تو یقیناً یہ امر ثواب کا موجب ہے۔"

(الفضل ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء)

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فرقان کا سالانہ نمبر

جلد ۲ | بابت ماہ فتح ۱۳۲۲ھش مطابق دسمبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۲

اِتمامِ حجّت

کچھ عرصہ ہوا جناب مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا تھا۔ کہ:-

"جب وُہ لوگ زندہ موجود ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلیم پائی۔ تو اس (جماعتِ احمدیہ قادیان اور فریقِ لاہور میں تصفیہ۔ ناقل) کے لئے ہمیں کس مامُور کی ضرورت ہے؟" (رسالہ شناختِ مامورین صـ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ صحابہ کی شہادتیں فرقان میں شائع ہو رہی ہیں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنے بے نظیر اخلاص۔ خدمتِ دین، اور اپنی زبردست تحریر و تقریر کے باعث سلسلۂ احمدیہ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے:۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے چند ماہ پیشتر مسجد مبارک میں اپنا ایک رؤیا سُنایا جس کا ملخص یہ تھا۔ کہ رؤیا میں آپ کی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہُوئی ہے۔ اور حضور نے حضرت مولوی صاحب سے بسلسلۂ گفتگو فرمایا۔ کہ ہم غیر مبایعین کے سامنے آپ کے اقوال پیش کر کے ان پر اتمامِ حجت کر رہے ہیں۔ اور احقاقِ حق کے لئے ان سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے خاکسار نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا۔ کہ فرقان کی کسی ایک اشاعت میں ایسے اقوال کو جمع کر دیا جائیگا تا ایک برگزیدہ رُوحانی انسان کا رُؤیا بھی پُورا ہو جائے۔ اور متلاشیانِ حقیقت غیر مبایع دوستوں کے لئے رہنمائی کا موجب ہو۔ اور معاند لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ سو اس سالانہ نمبر میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے اقوال دربارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافی حد تک جمع کر دیا گیا ہے۔ غیر مبایع دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وُہ اسے بنظرِ غور مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فرقان کا سالانہ نمبر
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
جلد ۲ | بابت ماہ فتح ۱۳۲۲ ہش مطابق دسمبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۲

اِتمامِ حجت

کچھ عرصہ ہوا جناب مولوی محمد علی صاحب نے تحریر کیا تھا۔ کہ :-

"جب وہ لوگ زندہ موجود ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے تعلیم پائی۔ تو اس (جماعتِ احمدیہ قادیان اور فریقِ لاہور میں تصفیہ۔ ناقل) کے لئے ہمیں کس مامور کی ضرورت ہے" (رسالہ شناخت مامورین ص۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زندہ صحابہ کی شہادتیں فرقان میں شائع ہو رہی ہیں۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنے بے نظیر اخلاص۔ خدمتِ دین۔ اور اپنی زبردست تحریر و تقریر کے باعث سلسلۂ احمدیہ میں ہمیشہ زندہ رہیں گے :-

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند ماہ پیشتر مسجد مبارک میں اپنا ایک رؤیا سنایا جس کا ملخص یہ تھا۔ کہ رؤیا میں آپ کی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ہے۔ اور حضور نے حضرت مولوی صاحب سے بسلسلۂ گفتگو فرمایا۔ کہ ہم غیر مبائعین کے سامنے آپ کے اقوال پیش کر کے ان پر اتمامِ حجت کر رہے ہیں۔ اور احقاقِ حق کے لئے ان سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے خاکسار نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا۔ کہ فرقان کی کسی ایک اشاعت میں ایسے اقوال کو جمع کر دیا جائیگا تا ایک برگزیدہ روحانی انسان کا رؤیا بھی پورا ہو جائے۔ اور متلاشیانِ حقیقت غیر مبائع دوستوں کے لئے رہنمائی کا موجب ہو۔ اور معاند لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ سو اس سالانہ نمبر میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے اقوال در بارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافی حد تک جمع کر دیا گیا ہے۔ غیر مبائع دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اسے بنظر غور مطالعہ فرمائیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک فیصلہ کن مضمون

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ کا مقام

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہونے کا ذکر بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ۱۸۹۱ء میں آپ کی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی۔ اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپ کے وہ علوم و حقائق مجھ پر منکشف ہوئے۔ کہ میرے سینہ کو لوثِ اغیار سے صاف دھو ڈالا۔"

(دیباچہ "لیکچر" مرقومہ ۲۸ فروری ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ازالۂ اوہام" میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے متعلق تحریر فرمایا:

"حبی فی اللہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں۔ اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے اوقاتِ عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائیدِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت ان کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں۔ مگر میرے خیال میں ہے۔ کہ شاذ بعض سے نہیں۔ لیکن اخویم مولوی نور الدین صاحب کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر ان کے دل پر ڈالا ہے۔ اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ اور در اصل میں بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کے مخالف نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں۔ کہ گویا کامل ہادی ہمارا وہی ہے۔ میں ایسے حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں۔ جس کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرے مولیٰ اور ہادی نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اس کو قبول کر لیا ہے اور سنت اللہ کے نام سے اس کو یاد کیا ہے۔ میں اپنے خداوند کو اس طور پر قادر مطلق سمجھتا ہوں۔ اور اسی بات پر ایمان لا چکا ہوں۔ کہ وہ

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک فیصلہ کن مضمون

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ کا مقام

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ اپنے سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہونے کا ذکر بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں:-

"مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ۱۸۹۱ء میں آپ کی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی۔ اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپ کے وہ علوم و حقائق مجھ پر منکشف ہوئے۔ کہ میرے سینہ کو لوثِ اغیار سے صاف دھو ڈالا"

(دیباچہ "لیکچر" مرقومہ ۲۸ فروری ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ازالۂ اوہام" میں حضرت مولوی صاحب موصوف کے متعلق تحریر فرمایا:

"حبی فی اللہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے اوقاتِ عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائیدِ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اُن کے بیان میں ایک اثر ڈالنے والا جوش ہے۔ اخلاص کی برکت اور نورانیت ان کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ میری تعلیم کی اکثر باتوں سے وہ متفق الرائے ہیں۔ مگر میرے خیال میں ہے۔ کہ شائد بعض سے نہیں۔ لیکن اخویم مولوی نور الدین صاحب کے انوارِ صحبت نے بہت سا نورانی اثر ان کے دل پر ڈالا ہے۔ اور نیچریت کی اکثر خشک باتوں سے وہ بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ اور در اصل میں بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ الٰہی کتاب کے واقعی اور سچے منشاء کے مخالف نیچر کے ایسے تابع ہو جائیں۔ کہ گویا کامل ہادی ہمارا وہی ہے۔ میں ایسے حصہ نیچریت کو قبول کرتا ہوں۔ جس کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرے مولیٰ اور ہادی نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اس کو قبول کر لیا ہے اور سنت اللہ کے نام سے اس کو یاد کیا ہے۔ میں اپنے خداوند کو اس طور پر قادر مطلق سمجھتا ہوں۔ اور اسی بات پر ایمان لا چکا ہوں۔ کہ وہ

جو چاہتا ہے۔ کر دکھاتا ہے۔ اور اسی ایمان کی برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے۔ اور محبت ترقی میں۔ مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے۔ اور فلسفیوں کے بودے ایمان سے میں متنفر ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے۔ اور اپنے بعض معلومات میں نظر ثانی فرمائیں گے" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۱۶)

حضرت مولوی صاحب موصوف کی وفات پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جن اشعار میں اپنے درد اور تعلق کا اظہار فرمایا۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

کے تواں کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم — آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم

حامیٔ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد — عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم

صدق در زید و بصدق کامل و اخلاص خویش — مورد رحمت شدہ اندر درگہ رب علیم

گرچہ جنس نیکواں ایں چرخ بسیار آورد — کم بزاید مادرے با ایں صفا در یتیم

مدتے در آتش بیچر فرد افتادہ بود — دیں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

زیں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز — مظہر اسرار حق شد عارف راز قدیم

گوہرش چوں آب تابے داشت از فہم رسا — ہر چہ ما گفتیم داخل شد در آں طبع فہیم

دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یکرنگ دوست — لیک خوشنودیم بر فعل خداوند کریم

آہ۔ روز چارشنبہ بود بر ما سخت تر — ز آتش سوزاں چو از ما شد جدا یار صمیم

داغ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمر خویش — ماہ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فرع الیم

ایں صدی کو بدر را ماند باوصاف کمال — بود زو بست و سوئم در وفت ایں خبر عظیم

مشربش چوں بود اخلاص و دفا و اتقاء — شد وصالش ہمدریں تاریخ از فضل حکیم

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار — داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

نیز ما را از بلاہائے زماں محفوظ دار — تکیہ گاہ ما توئی اے قادر رب رحیم"

(درثمین فارسی صفحہ ۱۶۱)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کس پایہ کے انسان تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں خدمت دین کے لئے بے حد زور قلم اور قوت گویائی عطا فرمائی تھی۔ ان کے مندرجہ ذیل حوالجات ہمارے اور غیر مبایعین کے اختلافی مسائل کے بارے میں ایک فیصلہ کن بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رض کا ابتدائی عقیدہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رض کی تحریرات اور خطبہ جات کو پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اوائل میں

جو چاہتا ہے۔ کر دکھاتا ہے۔ اور اسی ایمان کی برکت سے میری معرفت زیادت میں ہے۔ اور محبت ترقی میں۔ مجھے بچوں کا ایمان پسند آتا ہے۔ اور فلسفیوں کے بودے ایمان سے میں متنفر ہوں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مولوی صاحب اپنی محبت کے پاک جذبات کی وجہ سے اور بھی ہم رنگی میں ترقی کریں گے۔ اور اپنے بعض معلومات میں نظر ثانی فرمائیں گے"۔ (ازالۂ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۱۶)

حضرت مولوی صاحب موصوف کی وفات پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جن اشعار میں اپنے درد اور تعلق کا اظہار فرمایا۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

کے تواں کردن شمار خوبیٔ عبدالکریم — آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

حامیٔ دیں آنکہ یزداں نامِ او لیڈر نہاد — عارفِ اسرارِ حق گنجینۂ دینِ قویم

صدق در زید و بصدقِ کامل و اخلاصِ خویش — موردِ رحمت شد اندر درگہِ ربِ علیم

گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد — کم بزاید مادرے با ایں صفا دُرِّ یتیم

مدتے در آتشِ نیچر فرو افتادہ بود — ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

ایں عجب تر آنکہ او در صحبتم در چند روز — مظہرِ اسرارِ حق شد عارفِ رازِ قدیم

گوہرِ شں چوں آب تابے داشت از فہم رسا — ہرچہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

دل بدرد آمد ز ہجر ایں چنیں یکرنگ دوست — لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم

آہ۔ روزِ چارشنبہ بود بر ما سخت تر — ز آتشِ سوزاں چو از ما شد جدا یارِ صمیم

داغِ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمرِ خویش — ماہِ شعباں بود چوں پیش آمد ایں فرعِ الیم

ایں صدی کو بدر را ماند با وصفِ کمال — بود زو بست و سوئم در وقت ایں خیرِ عظیم

مشربش چوں بود اخلاص و وفا و انقیاد — شد وصالش ہمدریں تاریخ از فضلِ حکیم

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار — داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

نیز مارا از بلاہائے زماں محفوظ دار — تکیہ گاہِ ما توئی اے قادرِ ربِّ رحیم"

(درثمین فارسی ص ۱۶۱)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کس پایہ کے انسان تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں خدمتِ دین کے لئے بے حد زورِ قلم اور قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی۔ ان کے مندرجۂ ذیل حوالجات ہمارے اور غیر مبایعین کے اختلافی مسائل کے بارے میں ایک فیصلہ کن بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ کا ابتدائی عقیدہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ کی تحریرات اور خطبہ جات کو پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اوائل میں

بیعت کے بعد بھی قریباً ۱۹۱۰ء تک وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول نہ کہتے تھے۔ بلکہ اس کی نفی کرتے ہوئے صرف مجددیت تک آپ کے مقام کو محدود قرار دیتے تھے۔ ہمارے اس دعویٰ پر حضرت مولوی صاحب رض کی مندرجہ ذیل عبارات شاہد ناطق ہیں۔ اپنے رسالہ "القول الفصیح فی اثبات حقیقۃ المثیل المسیح" میں جو ازالہ اوہام کی اشاعت سے جلد بعد شائع ہوا۔ حضرت مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہی وراثت بلاکم وکاست ان کے حقیقی وارثوں کو بھی ملتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک فریق کو انبیاء کہتے ہیں۔ دوسرے فریق کو اولیاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پہلا فریق متبوع ہوتا ہے۔ اور دوسرا تابع۔ اب پھر ہم اصل سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ اس ہمارے عصر کے مجدد مسیح نے کیا دعوے کیا ہے۔ کیا خاتم الانبیاء (علیہ التحیۃ والثنا) کے بعد نبی ہونے کا دعوے کیا ہے۔ کوئی اور نئی کتاب قرآن کریم کے سوا لانے کا وعدہ یا دعوے کیا ہے؟ اس کے جواب میں تو خود اُنہی کا شعر کافی ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب		ہاں ملہم ستم و ز خداوند منذرم

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم		گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ تو بحمد اللہ فیصلہ ہوا۔ اور بڑا بھاری مرحلہ طے ہوا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ یہ ولی اللہ پکا سچا حقیقی محمدی مسلمان ہے۔ اور اس لئے اپنے بزرگ وجود کے ساتھ اہلِ اسلام کا فخر ہے پھر کیا الہامات و مکاشفات الٰہیہ کا دعوے کوئی انوکھا دعویٰ ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فیض و فضل کا باب کبھی بھی بند ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا!" (القول الفصیح صفحہ ۱۵)

دوسرے لیکچر میں ارشاد فرمایا:۔ کہ

"اب اس زمانہ میں بھی اس عظیم الشان مجدد یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی طور پر اپنے ہادی کامل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی کامل اتباع کے وسیلہ سے ٹھیک اسی رنگ پر جس طرح چند انبیاء کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ وحید الٰہی کا ثبوت دیا۔ اور دُوقہری نشانوں سے خدا تعالیٰ کی سطوت و جبروت دلوں پر قائم کی۔" (لیکچر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب ۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۸۶)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت حضرت مولوی صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مقام کو نبوت و رسالت کا مقام قرار نہ دیتے تھے۔ بلکہ منجملہ دیگر مجددین کے ایک مجدد۔ دوسرے اولیاء کی طرح کے ایک ولی سمجھتے تھے۔

بیعت کے بعد بھی قریباً سنہ ۱۹۱۰ء تک وُہ حضرت مسیح موعُود علیہ السلام کو نبی اور رسُول نہ کہتے تھے۔ بلکہ اس کی نفی کرتے ہُوئے صرف مجدّدیت تک آپ کے مقام کو محدُود قرار دیتے تھے۔ ہمارے اس دعویٰ پر حضرت مولوی صاحبؓ کی مندرجہ ذیل عبارات شاہد ناطق ہیں۔ اپنے رسالہ "القول الفصیح فی اثبات حقیقة المثیل المسیح" میں جو ازالہ اوہام کی اشاعت کے جلد بعد شائع ہُوا۔ حضرت مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"یہی وراثت بلا کم وکاست ان کے حقیقی وارثوں کو بھی ملتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ ایک فریق کو انبیاء کہتے ہیں۔ دوسرے فریق کو اولیاء کے نام سے موسُوم کرتے ہیں۔ پہلا فریق متبوع ہوتا ہے۔ اور دُوسرا تابع۔ اب پھر ہم اصل سوال کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔ کہ اس ہمارے عصر کے مجدّد مسیح نے کیا دعوے کیا ہے۔ کیا خاتم الانبیاء (علیہ التحیة والثنا) کے بعد نبی ہونے کا دعوے کیا ہے۔ کوئی اور نئی کتاب قرآن کریم کے سوا لانے کا وعدہ یا دعوے کیا ہے؟ اس کے جواب میں تو خود اُنہی کا شعر کافی ہے ؎

من نیستم رسُول و نیاوردہ ام کتاب	ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم
بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم	گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ تو بحمد اللہ فیصلہ ہُوا۔ اور بڑا بھاری مرحلہ طے ہُوا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ یہ ولی اللہ پکّا سچّا حقیقی محمدی مُسلمان ہے۔ اور اس لئے اپنے بزرگ وجُود کے ساتھ اہلِ اسلام کا فخر ہے پھر کیا الہامات اور مکاشفات الٰہیہ کا دعوے کوئی انوکھا دعویٰ ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے اس فیض وفضل کا باب کبھی بھی بند ہُوا ہے۔ اور نہ ہوگا!" (القول الفصیح صفحہ ۱۵)

دُوسرے لیکچر میں ارشاد فرمایا :۔ کہ

"اب اس زمانہ میں بھی اس عظیم الشان مجدّد یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلّی طور پر اپنے ہادیٔ کامل حضرت محمد رسُول اللہ صلعم کی کامل اتباع کے وسیلہ سے ٹھیک اسی رنگ پر جس طرح چند انبیاء کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ وحیدِ الٰہی کا ثبوت دیا۔ اور دُو قہری نشانوں سے خدا تعالےٰ کی سطوت و جبروت دلوں پر قائم کی" (لیکچر حضرت مولوی عبد الکریم صفحہ ۱۴۔ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۸۶)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت حضرت مولوی صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مقام کو نبوت و رسالت کا مقام قرار نہ دیتے تھے۔ بلکہ منجملہ دیگر مجددین کے ایک مجدد۔ دُوسرے اولیاء کی طرح کے ایک ولی سمجھتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا عقیدہ

سنہ ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کے زمانہ میں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مرتبہ و مقام سمجھتے تھے۔ وہ ان کے ذیل کے واضح اقتباسات سے ظاہر ہے حضرت مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

(۱) "خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق منہاج نبوت پر ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ یا صاف لفظوں میں یوں کہہ دیا جائے۔ کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم الآیہ۔ یعنی وہ رسول پاک جو امیوں میں مبعوث ہوا۔ اور ان کا تزکیہ کیا۔ اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی۔ وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا۔ جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں۔ اور اس غرض کے لئے اس کی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ حضرت غلام احمدؐ قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ یا یوں سمجھ لو۔ کہ خداوند علیم و حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خو بو، وہی برکات، وہی انعامات اور وہی معجزات دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ . . . . . . اس سلسلہ کا دعوےٰ ہے۔ کہ بدون اس کے نہ اس جہان کی فلاح ہے۔ اور نہ اس عالم میں نجات ہے۔" (اخبار الحکم ۱۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء)

(۲) "تیرہ سنہ ۱۳۰۰ سو برس کے اندر کسی کو یہ موقعہ نہ ملا۔ کہ کوئی شخص ممبر پر کھڑا ہو اپڑھ رہا ہو لقد جاءکم رسول من انفسکم اور خدا کا مرسل و مامور اس کے سامنے موجود ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ مبارک دور ہمیں ملا۔ خدا کا مرسل ہم میں ہے۔ اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ جنہوں نے اس کو قبول کیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے مانا ہے۔ وہ اس کی اطاعت کر کے دیکھیں کہ یہ ان پر کس قدر مہربان اور رحیم ہے۔" (الحکم ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے جیسے رسول اللہ اور نبی اور نذیر اور بشیر کہہ کے پکارا ہے۔ ویسے ہی جری کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۷۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۴) "اس (وحی) میں اتنا بڑا دعوے ہے۔ کہ خدا شناس خدا ترس کی گردن جھک جاتی ہے اس میں اپنے تئیں خدا کا رسُول اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا کہا ہے" (الحکم ۱۴ر فروری ۱۹۰۳ء)

(۵) "حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ پر حق ہے کہ میں حسین رضؓ، اور عیسےٰؑ سے بڑھ کر ہوں۔ مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ کس قدر صاف بات تھی۔ کہ جو تمام انبیاء کا موعود، اور خاتم النبیین کے مونہہ سے جو نبی اللہ اور نبی اور مرسل اور حکم پکارا گیا ہو۔ اس سے حسین رضؓ کو یا دوسروں کو کیا نسبت؟" (دیباچہ خلافت راشدہ صفحہ ۲۳ مرقومہ ۲۰۔ جون ۱۹۰۳ء)

(۶) "ہمارا دعوے ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھلے طور پر اسلام کو غالب کر دکھایا ہے اور اس کے دلائل اور براہین ہمارے پاس ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو جائے۔ تو پھر مسیح موعود کے دعوے کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ یہ مسلّم امر ہے۔ کہ وہ اظہار الدین جو اس آیت (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ) میں بیان کیا گیا ہے مسیح موعود ہی کے ساتھ مخق ہے۔ اور مسلّم ہے" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

(۷) "اگرچہ میں آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی اس تحریر سے پہلے بھی علےٰ وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں۔ لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی۔ اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا۔ کہ کس قدر بصیرت اور شعور اس کو اپنی سچائی پر ہے" (الحکم ۱۰۔ مئی ۱۹۰۳ء)

(۸) "اس سلسلہ کا دعویٰ ہے۔ کہ اس کا قدم منہاج نبوت پر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں وہی امور پیش آئیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے" (الحکم ۱۷۔ مئی ۱۹۰۳ء)

(۹) "ان دونوں آیتوں کی ترتیب پر خوب غور کرو۔ اور دیکھو۔ کہ کس طرح پر اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ رسُول کی عظمت اور سچائی کو ثابت کر رہا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو حقائق و معارف کا ایک نشان دیا جاوے گا۔ جس کا مقابلہ اس کے منکر اور مکذب ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے" (الحکم ۱۰۔ جون ۱۹۰۳ء)

(۴) "اس (وحی) میں اتنا بڑا دعوےٰ ہے۔ کہ خدا شناس خدا ترس کی گردن جھک جاتی ہے اس میں اپنے تئیں خدا کا رسول اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا کہا ہے" (الحکم ۱۴ر فروری ۱۹۰۳ء)

(۵) "حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ برحق سے کہ میں حسین رضؓ اور عیسےٰؑ سے بڑھ کر ہوں۔ مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ حالانکہ کس قدر صاف بات تھی۔ کہ جو تمام انبیاء کا موعود، اور خاتم النبیین کے مونہہ سے جری اللہ اور نبی اور مرسل اور حکم پکارا گیا ہو۔ اس سے حسین رضؓ کو یا دوسروں کو کیا نسبت؟" (دیباچہ خلافت راشدہ صفحہ ۲۳ مرقومہ ۲۰ جون ۱۹۰۳ء)

(۶) "ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھلے طور پر اسلام کو غالب کر دکھایا ہے اور اس کے دلائل اور براہین ہمارے پاس ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو جائے۔ تو پھر مسیح موعود کے دعوےٰ کے لئے کسی اور ثبوت کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ یہ مسلّم امر ہے۔ کہ وُہ اظہار الدین جو اس آیت (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ) میں بیان کیا گیا ہے مسیح موعود ہی کے ساتھ مختص ہے۔ اور مسلّم ہے" (الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۳ء)

(۷) "اگرچہ میں آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی اس تحریر سے پہلے بھی علےٰ وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں۔ لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی۔ اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا۔ کہ کس قدر بصیرت اور شعور اس کو اپنی سچائی پر ہے" (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء)

(۸) "اس سلسلہ کا دعویٰ ہے۔ کہ اس کا قدم منہاج نبوت پر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں وُہی اُمور پیش آئیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے" (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء)

(۹) "ان دونوں آیتوں کی ترتیب پر خوب غور کرو۔ اور دیکھو۔ کہ کس طرح پر اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدہ رسول کی عظمت اور سچائی کو ثابت کر رہا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو حقائق و معارف کا ایک نشان دیا جاوے گا۔ جس کا مقابلہ اس کے منکر اور مکذب ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے" (الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۳ء)

(۱۰) "میں آج پکار کر کہتا ہوں۔ انما المؤمنون اخوة۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ تم یاد رکھو۔ کہ یہ آیت گویا اس وقت پھر اُتر رہی ہے۔ خدا کا برگزیدہ رسول تم میں موجود ہے۔ اس کے بعد تم میں باہم کوئی عداوت اور کینہ نہ ہو" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء)

(۱۱) "میں نے بڑی تحدی سے دعوےٰ کیا تھا۔ کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر وہ کرتے ہیں۔ میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں۔ کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام۔ یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں .... نادان بدزبان معترضو! اب بھی وقت ہے۔ خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو۔ اور منہاج نبوت پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء)

(۱۲) "ان الفاظ کو جو خدا تعالےٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں۔ جیسے نبی۔ رسول۔ جری۔ اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیئے گئے ہیں۔ عین راستی سمجھتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا دعویٰ اور اس دعویٰ کا ثبوت اور شاہد آپ کا عمل ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور آپ کے دبستان کے شاگرد ہیں" (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۴ء)

(۱۳) "اس (ایمان بالغیب) کے واسطے اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو رکھا ہے۔ ضرورت نبوت پر میری معرفت کے دقائق سے مزا لینے والی فطرت نے عجیب عجیب دلائل سوچے ہوئے ہیں۔ مگر میں اس وقت صرف اسی ایک کو بیان کرنا چاہتا تھا جس کا زندہ ثبوت میرے سید و مولا محبوب و آقا حضرت خلیفۃ اللہ میرزا غلام احمد ایدہ اللہ بنصرہ ہیں" (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۳ء)

(۱۴) "اسی طرح کی یہ فتح ہے۔ جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح۔ ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق ٹھہر گئی درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے" (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۵) "پھر دیکھیں۔ اور ہمیں بتائیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام

(۱۰) "میں آج پکار کر کہتا ہوں۔ انما المؤمنون اخوۃ۔ مومن بھائی بھائی ہیں۔ تم یاد رکھو۔ کہ یہ آیت گویا اس وقت پھر اُتر رہی ہے۔ خدا کا برگزیدہ رسول تم میں موجود ہے۔ اس کے بعد تم میں باہم کوئی عداوت اور کینہ نہ ہو" (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۳ء)

(۱۱) "میں نے بڑی تحدی سے دعوے کیا تھا۔ کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر وہ کرتے ہیں۔ میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں۔ کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام۔ یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں .... نادان بدزبان معترضو! اب بھی وقت ہے۔ خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو۔ اور منہاج نبوّت پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو" (الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۴ء)

(۱۲) "ان الفاظ کو جو خدا تعالےٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں۔ جیسے نبی۔ رسول۔ جری۔ اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیئے گئے ہیں۔ عین راستی سمجھتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا دعویٰ اور اس دعویٰ کا ثبوت اور شاہد آپ کا عمل ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور آپ کے دبستان کے شاگرد ہیں" (الحکم ۱۰۔ مئی ۱۹۰۴ء)

(۱۳) "اس (ایمان بالغیب) کے واسطے اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو رکھا ہے۔ ضرورت نبوت پر میری معرفت کے دقائق سے مزا لینے والی فطرت نے عجیب عجیب دلائل سوچے ہوئے ہیں۔ مگر میں اس وقت صرف اسی ایک کو بیان کرنا چاہتا تھا جس کا زندہ ثبوت میرے سید و مولا محبوب و آقا حضرت خلیفۃ اللہ میرزا غلام احمد ایدہ اللہ بنصرہ ہیں" (الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۳ء)

(۱۴) "اسی طرح کی یہ فتح ہے۔ جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملی۔ اور اسی طرح یہ فتح۔ ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق ٹھہر گئی درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے" (الحکم ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۵) "پھر دیکھیں۔ اور ہمیں بتائیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام

کے واقعات نصرت و ظفر میں، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے" (الحکم ۱۷- جنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۶) "اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا۔ ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے۔ جو اس نے حضرت **حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام** کے مصارف پر کیا" (الحکم ۳۱- مارچ ۱۹۰۵ء)

(۱۷) "کفر **بالرسول** کی عبرت انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری۔ خدا کے **مرسل** کے انکار سے **سلب ایمان** ہی نہیں ہوتا۔ علم۔ عقل۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے" (الحکم ۱۰- جولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۸) "اس کی توفیق اور فضل سے حضرت **مرسل** اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور اُن کے مقابلہ کے لئے تحدی کی۔ اب ملا بٹالوی بے طرح پکڑے گئے"
(الحکم ۱۰- جولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۹) "اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کس قدر بین دلیل ہے۔ کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے۔ اس کے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے۔ اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی پرائیویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا۔ تو وُہ اعتراض بعینہٖ کسی **نبی** کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے۔ اور اگر پبلک لائف پر مونہہ کھولا ہے۔ تو وُہی یاوہ گوئی ان سے بڑے کسی اولوالعزم **نبی** کی شان میں کر چکے ہیں" (الحکم ۱۰- جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۰) "اس یاوہ گوئی، اور بانگ بے ہنگام کے ضمن میں حضرت امام مفترض الطاعۃ **رسول معصوم** علیہ السلام کی ذات پاک پر حملے کئے ہیں" (الحکم ۱۷- جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۱) "معیار یہی ہے۔ کہ جس شخص کی تائید میں خدا کا کلام، اور خدا کا کام شہادت دیں۔ وُہ **رسول** ہے۔ امام ہے۔ وصی ہے۔ وُہی عیسیٰ موعود ہے۔ وُہی مہدی مسعود ہے بے علم نا عاقبت اندیش انسان کی عیب جوئی کیا وقعت رکھتی ہے۔ کہ جس کے ہاتھ میں نہ کسی کا رد ہے۔ نہ قبول۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ"

(الحکم ۱۷- جولائی ۱۹۰۵ء)

کے واقعات نصرت وظفر میں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے" (الحکم ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء)

(۱۶)" اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا۔ ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے۔ جو اس نے حضرت **حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام** کے مصارف پر کیا" (الحکم ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۵ء)

(۱۷)" کفر **بالرسول** کی عبرت انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری۔ خدا کے **مرسل** کے انکار سے **سلب ایمان** ہی نہیں ہوتا۔ علم۔ عقل۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے" (الحکم ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۸)" اس کی توفیق اور فضل سے حضرت **مرسل** اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور ان کے مقابلہ کے لئے تحدی کی۔ اب ملاں بٹالوی بے طرح پکڑے گئے"

(الحکم ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۱۹)" اللہ تعالےٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کس قدر بین دلیل ہے۔ کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے۔ اس کے نیچے سے معارف وحقائق کا خزانہ نکلا ہے۔ اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی پرائیویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا۔ تو وہ اعتراض بعینہٖ کسی **نبی** کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے۔ اور اگر پبلک لائف پر مونہہ کھولا ہے۔ تو وہی یاوہ گوئی ان سے بڑے کسی اولوالعزم **نبی** کی شان میں کر چکے ہیں" (الحکم ۱۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۰)" اس یاوہ گوئی، اور بانگ بے ہنگام کے ضمن میں حضرت امام مفترض الطاعۃ **رسول معصوم** علیہ السلام کی ذات پاک پر حملے کئے ہیں" (الحکم ۱۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۱)" معیار یہی ہے۔ کہ جس شخص کی تائید میں خدا کا کلام، اور خدا کا کام شہادت دیں۔ وہ **رسول** ہے۔ امام ہے۔ وصی ہے۔ وہی عیسےٰ موعود ہے۔ وہی مہدی مسعود ہے بے علم ناعاقبت اندیش انسان کی عیب جوئی کیا وقعت رکھتی ہے۔ کہ جس کے ہاتھ میں نہ کسی کا رد ہے۔ نہ قبول۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ"

(الحکم ۱۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء)

(۲۲) "غیور خدا نے اسی طرح جیسے ایک وقت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا۔ کہ الحیّ القیوم خدا کا نمونہ دکھا وے۔ اسی طرح اس وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کر کے بھیجا جس نے آکر اسی طرز پر خدا کی ہستی کا ثبوت دکھایا۔" (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۳) "انبیاء و رسل اور تمام راستبازوں کا تصدیق کردہ اور مُہر لگا ہوا ثبوت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ آج زمین کے اوپر آسمان کے نیچے سب سے اوّل کوئی ایسا شخص پیش کرو جس نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ خدا میری دُعاؤں کو سُنتا ہے؟ بجز حضرت مسیح موعودؑ کے کوئی دوسرا شخص تمہیں نظر نہ آئے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ یہ آسمان جو بدلا ہوا ہے۔ یہ ہوا اور اس میں جو تبدیلی تمہیں محسوس ہوتی ہے۔ کہ مختلف قسم کی وبائیں اور بلائیں آتی ہیں۔ امساکِ بارش کی وجہ سے مشکلات آتی ہیں۔ یہ اسی کی بددُعاؤں کا اثر ہے۔ میرا ایمان ہے۔ کہ اس کی دُعائیں ہواؤں کو صاف کرتی ہیں۔ اسی کی دُعائیں ان کو زہرناک کر سکتی ہیں۔ پس تم اس کی صحبت میں رہ کر دُعا کے مسئلہ کی حقیقت سمجھو۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۴) "اس کی زندگی کا بھاری ثبوت اس وقت خدا کا مبارک مسیح مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو اپنے خدا سے تعلق اور زندہ تعلق سے دکھا رہا ہے۔ کہ قرآن زندہ کتاب ہے۔ اس برگزیدہ مرد کا دعویٰ ہے۔ کہ اسلام کا خدا زندہ خدا اور متکلم خدا ہے۔ جو اس سے کلام کرتا۔ اور اسے غیب پر مشتمل قادرانہ پیشگوئیاں سکھاتا ہے۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء)

(۲۵) "آج اسلام کی زندگی۔ تمام نبیوں کی زندگی۔ قرآن کی زندگی۔ اور خدا کی عزت وابستہ ہے مرزا غلام احمد کی زندگی کے ساتھ۔" (الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۶) "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس وحی کو میں اسی یقین اور ایمان اور دلائل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کلام مانتا ہوں جیسے کہ قرآن کریم کی وحی پر یقین اور ایمان رکھتا ہوں۔ کہ وہ منجانب اللہ ہے اور جیسا کہ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر قرآن کی وحی کو منجانب اللہ نہ مانوں۔ تو بے ایمان اور کافر ہو جاؤں گا۔ ویسا ہی کامل یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر اپنی اس وحی اور اس کی مثل کو منجانب اللہ نہ مانوں تو بے ایمان اور کافر ٹھہروں گا۔" (الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۷) "اسی طرح پر آج بھی جبکہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے قوم کو ان اعبدوا اللّٰہ کی

طرف بلایا۔ اور اسی سنت الٰہی کے موافق قوم نے اسی سرد مہری اور ناعاقبت اندیشی سے اُس کی مخالفت میں شور برپا کیا۔ اور اس کی تکلیف اور ایذا دہی کے لئے ہر قسم کے منصوبے سوچے۔ اور عذاب الٰہی نے طاعون اور خوفناک قحط کی صورت اختیار کی۔ تو یہ شنا بکار بھی بول اُٹھے۔ کہ یہ تیری ہی وجہ سے ہے۔" (الحکم ۲۸۔ فروری ۱۹۰۲ء)

(۲۸) "اسی یقین اور ایمان کی قوت کو مضبوط کرنے کے لئے خدا کا برگزیدہ مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب (خدا کے برکات اور فضل اس پر ہوں) آیا ہے۔ اور وہ بڑے فضل اور برکات لے کر آیا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی پاک کتاب میرے ہاتھ میں ہے۔ اور جو جھوٹوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اور خطرناک امساک باراں کے وقت ابرِ رحمت ہو کر آیا ہے۔" (الحکم ۱۷۔ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲۹) "لاہور کے "پیسہ اخبار" نے ایک عرصہ سے التزام کر رکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے صادق مرسل مسیح موعود اور احمدی سلسلہ کی نسبت سخت تلخ دلی اور غیظ سے زہر اگلتا ہے۔"
(الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۰) "پھر سنو اے خدا کے مامور مرسل کی بے عزتی کرنے والو! اور راستیوں سے عداوت کرنے کے ٹھیکہ دارو! کہ انہ اوی القریۃ اس خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت نازل کی۔ اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خاتم الکتب قرآن کریم کو اتارا۔ ہم آسمان و زمین کے خالق خدا کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ وحی ویسی ہی سچی ہے۔ جیسے قرآن کریم کی وحی۔" (الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۱) "طاعون کی خبر خدا کے مرسل نے کوئی آج سے یا چار برس سے نہیں دی۔ بلکہ ۲۵ برس سے پہلے کی یہ باتیں ہیں۔" (الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۲) "تم (مولوی محمد حسین بٹالوی) نے ایک دفعہ اپنے خواب بھی شائع کئے تھے۔ اور ان خوابوں کی بنا پر خدا کے مرسل اور اس کے سلسلہ طیبہ کی ہتک کی تھی۔"
(الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۳) "حضرت میرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے اور مرسل اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اپنے زندہ تعلقات کو زندہ خدا سے۔ اور ان تعلقات کا اظہار کرنے میں غیب کی مقتدرانہ پیشگوئیوں سے۔ جن پر صادق مرسل اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔" (الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

(۳۴) "آج بھی مہاجر کے لئے وہی مدارج اور انعام موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز حضرت احمد قادیانی علیہ اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود کر کے دنیا میں بھیجا تا وہ پھر ہجرت پر ملنے والے انعامات کا نمونہ دکھائے۔" (الحکم ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳۵) "اب خدا کے صادق اور برگزیدہ مسیح موعود نے خدا کے سلام اور نصرتیں اس پر ہوں ان تمام مذاہب کو چیلنج کر دیا ہے۔ اور قرآن شریف کے حجج اور براہین کے ساتھ ان کو ذلیل کر دیا ہے۔ بیشک اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے اول سے مقدر کیا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہو گا۔ جیسے فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔" (الحکم ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳۶) "حضرت مسیح موعود کی بعثت کی بڑی غرض یہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ رسول اپنے اس مقصد میں بہت بڑی کامیابی حاصل کر چکا ہے۔ چنانچہ مسیح کی وفات کے مسئلہ کو اس نے کامل طور پر حل کر دیا ہے۔" (الحکم ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳۷) "خدا تعالیٰ نے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے جیسا کہ سورۃ جمعہ میں کہا گیا تھا۔ واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک تو صحابہ کو بلا واسطہ مزکّی اور مطہر کرنے والے ہیں۔ اور ایک اور قوم آنے والی ہے۔ اس کے معلم بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ تمام محدثین نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔ کہ اٰخرین منھم مسیح موعود کی جماعت ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس جماعت کے بھی معلم ہیں۔" (الحکم ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳۸) "قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نبوت کے احیاء اور زندگی کے ثبوت کے لئے یہ وعدہ فرمایا تھا۔ کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء موسوی خلفاء کے مقابل پر بھیجا جائے گا۔ جو شانِ احمد کا بروز ہو گا۔ اور یوں اس میں شانِ نبوت جلوہ گر ہو گی۔ کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق کے تزکیہ کے لئے آئے گا۔ اس کی شان نبوت ختم نبوت کو مکفر نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کی مُہر نبوت سے آئے گا۔" (الحکم ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء)

(۳۹) "اب مرزا غلام احمد قادیانی (ایدہ اللہ منصرہ) کا اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت میں نبوت

کا رنگ لے کر آنا میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے اثبات کے لئے ہے۔" (الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۴۰) "افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے زمانہ کی مشہودہ محسوسہ ضرورتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ انہوں نے نہیں دیکھا۔ کہ اگر زمانہ کو کسی وقت کسی نبی اور مامور کی ضرورت ہوتی تھی آج اس سے بڑھ کر ہے۔ وہ دیکھتے۔ جس جس زمانہ میں حضرت موسیٰؑ۔ حضرت نوحؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے۔ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اسی طرح اب دیکھو۔ کہ دنیا کی کیا حالت ہے؟ .... اگر ربوبیت کے فیضان پر یقین ہوتا۔ تو اس وقت مسیح موعود کا انکار نہ کیا جاتا۔ یاد رکھو۔ کہ مسیح موعود کا انکار کفر بالرب ہے۔"

(الحکم ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

غیر مبایعین کو دعوت

ان چالیس حوالجات کو پیش کرتے ہوئے ہم ان غیر مبایعین سے، جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت ہے۔ اور جو جماعت احمدیہ کے اسی مسلک کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر جماعت حضور علیہ السلام کے زمانہ میں قائم تھی، درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قدر واضح حق کو پس پشت نہ پھینکیں۔ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حق بالکل نمایاں ہو چکا ہے۔ اور سبیل المومنین اپنی پوری شان سے چمک رہی ہے۔ مبارک وہ جو اپنی غلطی کا اعتراف کرکے پھر مرکز روحانیت سے وابستگی اختیار کریں۔ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین۔

سلسلہ تعلیم دینیات اسلام کی کتابیں

(۱) کلید ترجمہ قرآن مجید مجلد۔ قیمت تین روپیہ۔ (۲) گلدستہ تعلیم الدین مجلد۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۳) فقہ احمدیہ۔ پانچ بنائے اسلام کے متعلق مکمل واقفیت اس کتاب میں درج ہے۔ قیمت آٹھ آنہ تینوں بجائے پانچ روپے کے چار میں۔ (۴) انتخاب صحاح ستہ مترجم۔ حدیث الشریف کی مشہور و معتبر چھ کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابو داؤد کا بے نظیر انتخاب جس میں سات سو احادیث معہ ترجمہ و تفسیری فوائد درج ہیں۔ قیمت دو روپیہ (۵) دنیا کا قرآن کریم سے مقابلہ۔ قرآن کریم کے تمام کتب کا یہ دافل ہو گا جو [illegible] قیمت ایک روپیہ

المشتہر: حکیم محمد عبد اللطیف شہید۔ منشی فاضل ادیب فاضل احمدیہ بازار قادیان

کا رنگ لے کر آنا میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے اثبات کے لئے ہے۔" (الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

(۴۰) "افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے زمانہ کی مشہودہ محسوسہ ضرورتوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ انہوں نے نہیں دیکھا۔ کہ اگر زمانہ کو کسی وقت کسی نبی اور مامور کی ضرورت ہوتی تھی آج اس سے بڑھ کر ہے۔ وہ دیکھتے جس جس زمانہ میں حضرت موسیٰ۔ حضرت نوحؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مامور ہوئے۔ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اسی طرح اب دیکھو۔ کہ دنیا کی کیا حالت ہے؟ .... اگر ربوبیت کے فیضان پر یقین ہوتا۔ تو اس وقت مسیح موعود کا انکار نہ کیا جاتا۔ یاد رکھو۔ کہ مسیح موعود کا انکار کفر بالرب ہے۔" (الحکم ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

غیر مبایعین کو دعوت

ان چالیس حوالجات کو پیش کرتے ہوئے ہم ان غیر مبایعین سے، جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت ہے۔ اور جو جماعت احمدیہ کے اسی مسلک کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر جماعت حضور علیہ السلام کے زمانہ میں قائم تھی، درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس قدر واضح حق کو پس پشت نہ پھینکیں۔ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حق بالکل نمایاں ہو چکا ہے۔ اور سبیل المومنین اپنی پوری شان سے چمک رہی ہے۔ مبارک وہ جو اپنی غلطی کا اعتراف کرکے پھر مرکز روحانیت سے وابستگی اختیار کریں۔ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین۔

مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر
پر
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ

جناب مولوی محمد علی صاحب نے قادیان کے زمانۂ ملازمت میں ہزاروں روپیہ تنخواہ لے کر جو ترجمہ قرآن مجید صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے کیا تھا۔ اسے خلافت ثانیہ سے اختلاف کر کے لاہور میں اپنے نام سے شائع فرمایا۔ اور اس پر ایک معقول رقم کمیشن کی باقاعدہ وصول فرما رہے ہیں۔ جہاں تک کسی شخص کے گزارے کا سوال ہے۔ ہم اس موضوع میں دخل دینا پسند نہیں کرتے۔ لیکن جب جناب مولوی صاحب یا ان کے ساتھی اس تفسیر کو جسے محض غیر احمدیوں میں "مقبول" بنانے کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے سراسر خالی کیا گیا۔ اپنے عقائد کی صحت اور مولوی محمد علی صاحب کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ اس کی اصلیت ظاہر کریں۔

آج ہم اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور فیصلہ کن حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اخبار بدر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے:۔

"ابو سعید عرب صاحب آمدہ از رنگون نے عرض کی۔ کہ ایک صاحب برہما میں کہتے تھے۔ کہ اگر مرزا صاحب **صرف قرآن** کی تفسیر لکھیں۔ اور اپنے **دعاوی کے ذکر** اس میں ہرگز نہ کریں۔ تو میں بہت سا روپیہ صرف کر کے اسے طبع کروا سکتا ہوں:۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ **اگر کوئی ہم سے سیکھے۔ تو سارا قرآن ہمارے ذکر سے بھرا ہوا ہے**۔ ابتداء ہی میں ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اب ان سے کوئی پوچھے۔ کہ غیر المغضوب کون سا فرقہ تھا۔ تمام فرقے اسلام کے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ وہ یہودی تھے۔ اور ادھر حدیث شریف میں ہے۔ کہ میری امت یہودی ہو جائے گی۔ تو پھر بتلاؤ۔ کہ اگر مسیح نہ ہوگا۔ تو وہ یہودی کیسے بنیں گے!

اس ارشاد کی روشنی میں کسی سچے احمدی کو ایک منٹ کے لئے بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھی ہوئی تفسیر نہیں۔ کیونکہ اس میں سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سرے سے ہی نکال دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر

مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ

جناب مولوی محمد علی صاحب نے قادیان کے زمانۂ ملازمت میں ہزاروں روپیہ تنخواہ لے کر جو ترجمہ قرآن مجید صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے کیا تھا۔ اسے خلافت ثانیہ سے اختلاف کر کے لاہور میں اپنے نام سے شائع فرمایا۔ اور اس پر ایک معقول رقم کمیشن کی باقاعدہ وصول فرما رہے ہیں۔ جہاں تک کسی شخص کے گزارے کا سوال ہے۔ ہم اس موضوع میں دخل دینا پسند نہیں کرتے۔ لیکن جب جناب مولوی صاحب یا ان کے ساتھی اس تفسیر کو جسے محض غیر احمدیوں میں "مقبول" بنانے کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے سراسر خالی کیا گیا۔ اپنے عقائد کی صحت اور مولوی محمد علی صاحب کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ اس کی اصلیت ظاہر کریں۔

آج ہم اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور فیصلہ کن حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اخبار بدر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے:۔

"ابو سعید عرب صاحب آمدہ از رنگون نے عرض کی۔ کہ ایک صاحب برہما میں کہتے تھے۔ کہ اگر مرزا صاحب صرف قرآن کی تفسیر لکھیں۔ اور اپنے دعاوی کے ذکر اس میں ہرگز نہ کریں۔ تو میں بہت سا روپیہ صرف کر کے اسے طبع کروا سکتا ہوں۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی ہم سے سیکھے۔ تو سارا قرآن ہمارے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ ابتداء ہی میں ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اب ان سے کوئی پوچھے۔ کہ غیر المغضوب کونسا فرقہ تھا۔ تمام فرقے اسلام کے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ وہ یہودی تھے۔ اور ادھر حدیث شریف میں ہے۔ کہ میری امت یہودی ہو جائے گی۔ تو پھر بتلاؤ۔ کہ اگر مسیح نہ ہوگا۔ تو وہ یہودی کیسے بنیں گے!

اس ارشاد کی روشنی میں کسی سچے احمدی کو ایک منٹ کے لئے بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھی ہوئی تفسیر نہیں۔ کیونکہ اس میں سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سرے سے ہی نکال دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر

میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے اس حقیقت کو بیان نہیں کیا۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ بالا اقتباس میں بیان فرمائی ہے۔ میں ہر غیر مبایع دوست سے کہتا ہوں۔ کہ وہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو مدنظر رکھ کر مولوی محمد علی صاحب کے "بیان القرآن" کو پڑھیں گے۔ تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ سارا قرآن ہی حضرت مسیح موعود کے ذکر سے خالی ہے (معاذ اللہ) پس وہ دوست سخت غلطی کرتے ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا کو پورا کرنے والی ہے۔ سچ یہی ہے۔ کہ غیر احمدیوں سے "بہت سا روپیہ" لینے کا خیال مولوی محمد علی صاحب پر غالب آگیا۔ اور انہوں نے بیان القرآن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو خارج کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی تفسیر باثمر ثابت نہیں ہوئی۔ انما الاعمال بالنیات *

"فرقان" کے اخراجات کی سالانہ رپورٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرقان کا دوسرا سال بھی اس نمبر پر ختم ہو رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ نے مجلس رفقائے احمد کی حوصلہ افزائی کے علاوہ مالی اعانت سے فرقان کی اشاعت میں خاص حصہ لیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے غیر مبایعین کی ایک معقول تعداد کے نام تحریک جدید سے فرقان کے اجراء کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب۔ جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ جناب چودھری محمد شکر اللہ خان صاحب عزیز ڈسکہ۔ جناب شیخ محمد صدیق صاحب کلکتہ۔ جناب شیخ مظفر الدین صاحب پشاور۔ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے سیالکوٹ۔ جناب چودھری نواب محمد الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ لیفٹننٹ اقبال احمد صاحب شمیم۔ میجر بشیر احمد صاحب وغیرہم احباب نے معتدبہ رقوم عنایت فرمائیں۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے معاونین حضرات ہیں۔ جو کم و بیش ایک روپیہ ماہوار ادا فرماتے ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا۔ برادرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ رکن مجلس رفقاء احمد کی تحریک پر جناب منیجر صاحب محمد آباد سٹیٹ سندھ نے فرقان کے سالانہ بجٹ کے کل اخراجات ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور مبلغ دو صد (۲۰۰) روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس سال کے کل اخراجات کا اندازہ دو ہزار روپیہ ہے جس میں سے مبلغ چودہ صد (۱۴۰۰) روپیہ معاونین کی طرف سے وصول ہوا۔ اور باقی خریداروں کی طرف سے بطور چندہ آیا۔ رسالہ کا ایک بہت بڑا حصہ غیر مبایعین میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔ کاغذ کی گرانی اور دوسرے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ کے باعث مجلس رفقاء احمد قادیان نے تیسرے سال کے لئے یعنی یکم جنوری ۱۹۴۴ء سے سال کا سالانہ چندہ دو روپیہ مقرر کر دیا ہے۔ جو پیشگی ادا ہونا ضروری ہے *

خاکسار مرزا منصور احمد
سیکرٹری مالی مجلس رفقاء احمد قادیان

میں بھی مولوی محمد علی صاحب نے اس حقیقت کو بیان نہیں کیا۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ بالا اقتباس میں بیان فرمائی ہے۔ میں ہر غیر مبایع دوست سے کہتا ہوں۔ کہ وہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو مدنظر رکھ کر مولوی محمد علی صاحب کے "بیان القرآن" کو پڑھیں گے۔ تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ سارا قرآن ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر سے خالی ہے (نعوذ باللہ) پس وہ دوست سخت غلطی کرتے ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی شائع کردہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا کو پورا کرنے والی ہے۔ سچ یہی ہے۔ کہ غیر احمدیوں سے "بہت سا روپیہ" لینے کا خیال مولوی محمد علی صاحب پر غالب آگیا۔ اور انہوں نے بیان القرآن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو خارج کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی تفسیر بااثر ثابت نہیں ہوئی۔ انما الاعمال بالنیات ؏

"فرقان" کے اخراجات کی سالانہ رپورٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرقان کا دوسرا سال بھی اس نمبر پر ختم ہو رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ نے مجلس فرقان احمد کی حوصلہ افزائی کے علاوہ مالی اعانت سے فرقان کی اشاعت میں خاص حصہ لیا ہے۔ جزاهم اللہ احسن الجزاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے غیر مبایعین کی ایک معقول تعداد کے نام تحریک جدید سے فرقان کے اجراء کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب۔ جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ جناب چودھری محمد شکر اللہ خان صاحب عزیز ڈسکہ۔ جناب شیخ محمد صدیق صاحب کلکتہ۔ جناب شیخ مظفر الدین صاحب پشاور۔ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب بابل سیالکوٹ۔ جناب چودھری نواب محمد الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ لیفٹیننٹ اقبال احمد صاحب شمیم۔ میجر بشیر احمد صاحب وغیرہم احباب نے معتدبہ رقوم عنایت فرمائیں۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے معاونین حضرات ہیں۔ جو کم و بیش ایک روپیہ ماہوار ادا فرماتے ہیں۔ جزاهم اللہ خیرا۔ برادرم چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ رکن مجلس انصار احمد کی تحریک پر جناب منیجر صاحب محمد آباد سٹیٹ سندھ نے فرقان کے سالانہ نمبر کے کل اخراجات ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور مبلغ دو صد (۲۰۰) روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس سال کے کل اخراجات کا اندازہ دو ہزار روپیہ ہے جس میں سے مبلغ چودہ صد (۱۴۰۰) روپیہ معاونین کی طرف سے وصول ہوا۔ اور باقی خریداروں کی طرف سے بطور چندہ آیا۔ رسالہ کا ایک بہت بڑا حصہ غیر مبایعین میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔ کاغذ کی گرانی اور دوسرے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ کے باعث مجلس انصار احمد قادیان نے تیسرے سال کے لئے یکم جنوری ۱۹۴۴ء سے سال کا سالانہ چندہ دو روپیہ مقرر کر دیا ہے۔ جو پیشگی ادا ہونا ضروری ہے۔ خاکسار مرزا منصور احمد سیکرٹری مال مجلس انصار احمد قادیان

خلافت کی ضرورت

خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں کے بعد ان کی امت کو خلفاء کے بابرکت وجودوں سے سرفراز کرتا ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم اَمنًا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (سورہ نور ع ۷) کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ان میں سے زمین پر ضرور خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے لوگوں کے ساتھ اس نے سلوک کیا۔ اور پھر خلفاء کا کام بتایا۔ کہ وہ دین کو پختہ اور مضبوط بنائیں گے۔ اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے تبدیل کرنے کا موجب ہونگے۔ پھر فرمایا۔ کہ یہ اس لئے ہوگا۔ تا کوئی یہ نہ کہے۔ کہ خلیفے خدا نہیں بناتا۔ خلیفہ میرا جانشین ہوتا ہے۔ اس لئے میری پیروی کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم ان خلیفوں کو مانو جو ان کا انکار کرے گا۔ وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔ — اس آیت میں خدا تعالیٰ نے صراحتًا فرمایا ہے۔ کہ خلیفے خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور خدا کے جانشین ہوتے ہیں۔ ان کا انکار خدا کا انکار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔ ”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔“

اس عبارت میں حضور نے دو قدرتوں کا اظہار کیا ہے۔ یعنی نبوت اور خلافت کا۔ گویا جیسا کہ خدا کی سنت ہے کہ وہ نبی کے بعد خلیفے بناتا ہے۔ اب بھی بنائے گا۔ تا مخالف لوگوں کو جھوٹا ثابت کر کے اپنے نبی کی سچائی کو ظاہر کرے پھر حضور آگے چلکر فرماتے ہیں:۔ ”میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔“ اس عبارت میں تو حضور نے بالکل وضاحت سے بیان کر دیا۔ کہ میرے بعد خلیفے ہونگے۔ پس جو ان خلیفوں کا انکار کرے۔ وہ حضرت مسیح موعود کی عبارت اور حکم کے خلاف کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ — حضرت مسیح موعود علیہ السلام سبز اشتہار کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ پر لکھتے ہیں:۔

”دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے آپ کو بنا کر نجات پا جائیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔“ اس عبارت میں بھی حضور نے خلفاء کی ضرورت یہ بتائی ہے۔ کہ تا وہ دنیا کو راہ راست پر لائیں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ یہ دونوں شقیں میری اولاد کے ذریعہ سے ظہور میں آئیں گی۔ یعنی آپ کے بعد خلفاء ہونگے۔ اور وہ آپ کی اولاد میں سے بھی ہونگے۔ — اس مختصر بیان سے ثابت ہے۔ کہ خلافت خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا بہت بڑا انعام ہے۔ جماعت کے شیرازہ کو باندھنے کا ذریعہ ہے۔ روحانیت اور راستی کے پھیلانے کا موجب ہے۔

زمیں والے! اُٹھ اور آ آسماں پر

از جناب احسن صاحب صدیقی۔ گوجرہ ضلع لائلپور

نظر کر ذرا اپنے سُود و زیاں پر — زمیں والے! اُٹھ اور آ آسماں پر
تدبّر وُہ اے کاش فرماتے کچھ بھی — خلافت سے انکار کی داستاں پر
خلافت سے اسلام کی شان ظاہر — خلافت کو غلبہ ہے ہر این و آں پر
خلافت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے — حقیقت کھُلے گی یہ سارے جہاں پر
خلافت کا سایہ ہے یا دستِ قدرت — گریں بجلیاں کیوں مرے آشیاں پر
وہیں پھُوٹ نکلے محبت کے چشمے — جہاں نامِ محمود آیا زباں پر

بھلا وُہ بھی احسن کوئی احمدی ہے
دے ترجیح لاہور کو قادیاں پر

تمام جہان کو ایک چیلنج

ایک لاکھ روپیہ کے انعامات

اس کے متعلق ایک رسالہ اردو یا انگریزی میں صرف ایک کارڈ لکھنے سے مُفت مل سکتا ہے

خاکسار

عبداللہ الہ دین، الہ دین بلڈنگس سکندر آباد (دکن)

ریویو:۔ ملکی صنعت و حرفت کو فروغ دینا ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ **خلیل برادرز** قادیان نے ایک عمدہ قسم کی سیاہی (قیمت ۸؍) اور ایک کار آمد بُوٹ پالش (قیمت ۲؍) بڑی محنت سے تیار کی ہے سب احباب کو چاہیئے کہ خاص توجہ سے ڈائمنڈ مادٹن پن انک اور خلیگ بُوٹ پالش خرید کریں۔ ہمارے تجربہ میں ہر دو چیزیں مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ایڈیٹر

غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ

کے متعلق

غیر مبایعین کا مشتبہ رویہ

(۱)

مومن کا قول و عمل یکساں ہوتا ہے۔ جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ اسی کا اظہار زبان سے کرتا ہے۔ اور جس بات کے ماننے کا اقرار زبان سے کرتا ہے۔ اسی کا ثبوت اس کے عمل سے ملتا ہے۔ غیر مبایعین کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب نے تئیس ۲۳ برس کا لمبا زمانہ اس بات کے اعلان کرنے میں صرف کر دیا ہے۔ کہ میں سب شیعوں سُنیوں اور اہلحدیثوں وغیرہم کو مسلمان مانتا ہوں۔ اور میرا یہ عقیدہ ان کے رسمی اور برائے نام مُسلمان ہونے کا نہیں۔ بلکہ میں انہیں حقیقی اور سچ مچ کے مسلمان یقین کرتا ہوں :۔

جناب مولوی صاحب کے اس اعلان کا **اصل اثر** یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وُہ عملاً اپنی علیحدہ جماعت نہ بناتے۔ اور امت کے "سوادِ اعظم" سے الگ نہ ہوتے لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنائی۔ اور مسلمانوں کے سابقہ فرقوں میں ایک اور فرقہ کا اضافہ کرنے کے مرتکب ہوئے دوسرے مسلمانوں نے ان کے اس عمل پر نکتہ چینی بھی کی۔ اور بار بار مطالبہ کیا۔ کہ اگر وُہ ہمیں مسلمان مانتے ہیں۔ تو پھر ہم سے الگ ایک اور جتھہ کیوں بنا رہے ہیں؟ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اس اہم اعتراض کا کبھی معقول جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن بایں ہمہ وُہ اپنی فرقہ بندی پر مصر ہیں۔ اور طرفہ تر یہ کہ اس فرقہ بندی کو غیر فرقہ بندی کا نام دے رہے ہیں۔ یا للعجب :۔

(۲)

اگر بالفرض "امارت" کے قیام کے لئے "فرقہ" کا وجود ضروری تھا۔ تو کم از کم اپنے اعلان کی لاج کے لئے مولوی صاحب اتنا تو کرتے۔ کہ سب کلمہ گو شیعوں اور سُنیوں کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے۔ مگر وُہ ایسا بھی نہیں کرتے۔ کبھی کبھی کسی روپیہ کی مصلحتوں کی خاطر اگر مولوی محمد علی صاحب نے کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لی ہو۔ تو الگ امر ہے۔ ورنہ ان کا عام رویہ یہی ہے۔ کہ وُہ غیر احمدی سُنیوں اور گدی نشینوں کی اقتداء میں ہرگز نماز نہیں پڑھتے۔ شیعوں اور سُنیوں کے جنازوں سے بھی عملاً انہوں نے علیحدگی اختیار کر رکھی ہے۔ حالانکہ اگر وُہ اپنے دعویٰ کے مطابق فی الواقعہ ان کو سچے دل سے سب کو مسلمان جانتے تھے۔ تو

اُنہیں تو آگے بڑھ بڑھ کر ہر غیر احمدی کا جنازہ ادا کرنا چاہیئے تھا۔ کبھی کبھار کسی بڑے غیر احمدی کا جنازہ غائبانہ ادا کر کے اخبارات میں تشہیر کرنا تو پروپیگنڈا کا خالص مغربی طریق ہے۔

علاوہ ازیں فریق لاہور کا فرض تھا۔ کہ شیعہ سُنی مسلمانوں سے رشتہ داری کے تعلقات قائم کرتا۔ غیر مبایعین کی لڑکیاں اُن کے ہاں بیاہی جاتیں۔ اور شیعہ وسُنی کلمہ گوؤں کی بچیوں کے رشتے غیر مبایعین کے ہاں ہوتے۔ اس طرح ثابت ہو جاتا۔ کہ سچ مچ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی دوسرے کلمہ گوؤں کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے کبھی بھی غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ داری کے تعلقات قائم کرنے کی سرگرم تائید نہیں کی۔ بلکہ گزشتہ تیس برس کے عرصہ کے ابتدائی سالوں میں اگر انہوں نے دبی زبان سے رشتے دینے کا اقرار کیا۔ تو بہت جلد بعد وُہ اس مسلک پر قائم ہو گئے۔ کہ اپنی جماعت کی لڑکیوں کے رشتے اپنے اندر ہی کئے جائیں۔ یہ مسلک ان کے اعلانات کی روشنی میں یقیناً مشتبہ ہے:۔

(۳)

ذیل میں غیر مبایعین کے وُہ حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں جن میں انہوں نے تجربہ کے بعد اپنی جماعت کو تاکید کی ہے۔ کہ صرف احمدیوں کے ہاں اپنے رشتے کریں:۔

(۱) جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"جماعت کے افراد میں آپس میں تعلقات رشتہ داری بھی تنظیم کے معاملہ میں بے حد مفید اور ممد عنصر ہے۔ اور رُوحانی رشتوں کے علاوہ جسمانی رشتہ داریاں آپس کی محبت اور اتحاد کو ترقی دینے میں بے انتہا معاون ہُوا کرتی ہیں۔" (پیغام صلح ۳ جون ۳۷ء)

(۲) جناب مولوی اختر حسین صاحب نے لکھا ہے۔ کہ

الف:۔ "اگر کوئی امر سب سے زیادہ مستحسن ہو سکتا ہے۔ تو وُہ یہی ہے۔ کہ احمدی کے تعلقاتِ رشتہ داری احمدیوں کے ساتھ ہو جائیں۔ یہ وُہ اصُول ہے۔ کہ اگر کسی بڑے سے بڑے ماہر نفسیات کے سامنے رکھا جائے۔ جو قوموں کے بننے اور بگڑنے کے راز کو سمجھنے والا ہو۔ تو وُہ یقیناً کہے گا۔ کہ یہ اصُول ایسا عظیم الشان ہے جس پر عمل کرنے سے ریت کے ذرّوں کی طرح منتشر قوم ایک چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتی ہے۔

مگر باوجود ان تمام امُور کے اگر ہم اس اصُول کو عمل کا جامہ پہنانا چاہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے

کہ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اور ہمارے رستہ میں اس قدر مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ جن کو دُور کرنے کی فکر کرنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہیئے "

(ب) "میں اپنی مخلص قوم سے جس نے اللہ تعالےٰ کے ایک عظیم الشان مامور کے ہاتھ پر بیعت کر کے دین کو دُنیا پر مقدّم کیا ہے۔ خدا کے نام پر یہ اپیل کرتا ہُوں۔ کہ وہ اس نازک مرحلہ پر اپنی مصیبت کو محسُوس کریں۔ خدا کے لئے سوچیں۔ کہ محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کس اصُول کے مطابق قوم میں ایک بے نظیر محبت پیدا کی اللہ تعالےٰ کا مسلمانوں کو حکم تھا۔ کہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولأمة مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرك ولو اعجبکم (البقرہ ع ۲۷) یعنی مشرک عورتوں سے شادی نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ کیونکہ ایک مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے چاہے مشرک عورت تمہیں اچھی ہی معلوم ہو۔ اور اسی طرح مشرکین سے شادی نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ کیونکہ ایک مومن غلام مشرک سے بہتر ہے۔ چاہے مشرک تمہیں بہتر ہی معلوم ہو۔

قرونِ اولیٰ مسلمانوں نے مسلمان مزدوروں، یتیموں، اور غریبوں کو اُن کروڑپتیوں سے زیادہ بہتر سمجھا۔ جن میں ایمان نہیں۔ اخلاص نہیں۔ اور کیریکٹر نہیں۔ آؤ اسی اصُول کو پکڑو!

(ج) "عہد کر لو۔ کہ احمدی کا رشتہ احمدی گھرانے میں ہوگا۔ احمدی بچیوں کی شادیوں میں ایک احمدی مزدُور کو غیر احمدی نواب سے زیادہ اچھا نہ سمجھیں۔ تو اس کا نام تو بیعت نہیں اور اسے تنظیم کہنا گناہ ہے۔ اسی طرح اگر ہم لڑکوں کی شادی کے وقت ایک غریب، اور بے کس احمدی لڑکی کو ایک کروڑپتی غیر احمدی کی لڑکی پر ترجیح نہ دیں۔ تو ہمارا دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا دعوےٰ فضول اور بے معنی ہے " (اخبار پیغام صلح ۳ جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۶۰۵)

(۳) جناب ایڈیٹر صاحب پیغام "کچھ رشتوں کے متعلق" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں :-

"جماعت کے اندر رشتے کرنے کی اہمیت کے متعلق احباب سلسلہ کو کئی دفعہ توجہ دلائی جا چکی ہے جماعت کی تقویت کے لئے جہاں اور عناصر ضروری ہیں۔ وہاں اس امر کی بھی اشد ضرورت ہے۔ کہ رشتوں کے تعلقات سے جماعت کو مضبوط کیا جائے۔ یہ امر اتنا واضح اور اتنا ضروری ہے۔ کہ اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں

سب احباب سلسلہ اس کی ضرورت کو بخوبی سمجھتے ہیں" (پیغام صلح ۱۰۔ نومبر ۱۹۴۳ء)

یہ اقتباس اپنے مطلب کو بوضاحت بیان کر رہے ہیں۔ خلاصہ یہی ہے۔ کہ غیر مبایعین اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ اپنے تعلقاتِ رشتہ داری کسی رنگ میں بھی غیر احمدیوں سے رکھیں:۔

اس پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے معقول طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر غیر مبایعین کا یہ اعلان کہ ہم شیعہ و سنی کو حقیقی مسلمان مانتے ہیں۔ کیونکر درست قرار پا سکتا ہے؟ کیا یہ وہی بات تو نہیں کہ ہاتھی کے دانت دکھلانے کے اور، اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے۔ کہ یا تو غیر مبایعین شیعوں اور سنیوں کو حقیقی مسلمان کہنا چھوڑ دیں۔ اور یا پھر ان سے اسی طرح تعلقات رشتہ داری قائم کریں۔ جیسے حقیقی مسلمانوں سے کئے جاتے ہیں۔ یہ نیچے درون اور نیچے برون کا طریق کب تک رہے گا؟

غیر مبایعین کس زمرہ میں شامل ہیں؟

(از جناب مولوی عبد الواحد صاحب مبلغ کشمیر)

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النساء شاہد ہیں۔ کہ باہدایت اور بے ہدایت ہر دو گروہ امتِ محمدیہ میں پیدا ہونے ضروری تھے اسی لئے گروہ اول میں شامل ہونے اور گروہ ثانی سے بچے رہنے کی دعا تلقین کی گئی ہے۔ پہلے گروہ کی چار جماعتیں ہیں اور چار مراتب دوسرے گروہ کی دو جماعتیں ہیں۔ اور دو مدارج۔ پہلے میں نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح شامل ہیں۔ دوسرے میں مغضوب علیہم اور ضالین۔ ظاہر ہے۔ کہ غیر مبایعین کو منعم علیہم کے درجۂ اول میں کسی ایک انسان کے بھی شامل ہو سکنے کا اقرار نہیں۔ رہا درجہ دوم۔ تو زیادہ سے زیادہ ان کی مہربانی اگر ہوگی۔ تو مسیح الزمان کے لئے صدیقی سیرت کی مہر کی تسلیم فرمائیں گے۔ اور درجہ سوم کے لئے اگر انہیں حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور شخص موزوں نظر آتا۔ تو اس کو مستحق ردائے خلافت قرار دے کر اپنے شش سالہ مسلک کو درست ثابت کرتے سے دیگر اب درجہ چہارم رہتا ہے سو حکم عدل علیہ السلام کے رؤیا کا فیصلہ انہیں اس سے بھی محروم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کو انہوں نے اپنے میں سے چنا۔ اور نمائندہ بنایا۔ جب اس کی صالحیت کی صلاحیت بھی ایک فتنہ مانتی ہے۔ تو باقی افراد آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ منعم علیہم گروہ کے چاروں مراتب سے محرومی کے بعد وہ بحالتِ موجودہ کس زمرہ میں ہیں۔ اگر وہ شعور طور سے کچھ بھی غور حاصل کرنے غور فرمائیں گے۔ تو امید ہے۔ اپنے مسلک پر نظر ثانی کرتے ہوئے درست راہ پر گامزن ہو کر کم از کم درجہ چہارم کے وارث تو ہو سکیں گے۔ وفقھم اللہ تعالیٰ وھداھم الی الحق والسداد انہ رؤف بالعباد۔

نبوۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کے صحابہ کے حلفیہ بیانات

"پیغام صلح" کی ژولیدہ بیانی کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق حضور کی زندگی میں آپ کے صحابہ کا کیا عقیدہ تھا؟ اس بارے میں صحابہ رضؓ کی حلفیہ شہادتیں حسب گنجائش قسط وار فرقان میں شائع ہو رہی ہیں۔ "پیغام صلح" نے اپنی ۱۵ ستمبر ۱۹۴۳ء کی اشاعت میں محکمۂ پولیس کے ریٹائرڈ میاں محمد صادق صاحب کے قلم سے پونے چار صفحات کا ایک طویل مضمون ان حلفیہ شہادتوں پر تنقید کے نام سے شائع کیا ہے۔ میاں محمد صادق صاحب کے مضمون کا لب لباب ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ:-

"طوالت کا خوف ہے۔ اس لئے اختصار پر مجبور ہوں۔ مجموعی طور پر تمام حلفیہ شہادتوں کا رد ان ۶۹۔ گواہوں میں سے ایک گواہ نمبر ۱۸ مفتی محمد صادق صاحب کے اس بیان میں موجود ہے جو انہوں نے خود اپنے اخبار بدر میں بزمانہ حکیم الامت حضرت مولوی نور الدین صاحب ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو شائع کیا۔"

گویا سارے مضمون میں حلفیہ شہادتوں کا رد اخبار بدر ۱۹۱۰ء کے ایک بیان سے کیا گیا ہے۔ اخبار بدر کے بیان پر تبصرہ تو آئندہ ذکر ہوگا۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے۔ کہ آیا حلفیہ شہادتوں کے "رد" کا یہی طریق ہے؟ اور کیا اسی کو بعض غیر مبایع دوست "جواب" قرار دے رہے ہیں؟

کیا یہ شہادتیں "بعد از جنگ" ہیں؟

میاں محمد صادق صاحب لکھتے ہیں "اب جو شہادتیں شائع کی جا رہی ہیں۔ وہ اگرچہ غیر ضروری ہیں۔ یعنی مشتے بعد از جنگ کی مصداق ہیں۔ اور برکلۂ خود بد زد کی مستحق ہیں۔" جواباً عرض ہے۔ کہ جب تک ہم کہتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت پر اتفاق بتاتا ہے۔ کہ وہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کی تحریری شہادتوں کی اشاعت کی کیا ضرورت ہے۔ تب تک غیر مبایعین شور مچاتے تھے۔ کہ شہادتیں شائع کرو۔ اور اب جب فرقان نے ان کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ تو انہیں "مشتے کہ بعد از جنگ" قرار دے دیا گیا ہے

اہل پیغام ایک عجیب قوم ہیں) میں پوچھتا ہوں۔ کہ جنگ، کب ختم ہوئی ہے؟ اگر ختم ہو چکی ہے۔ تو فرمایئے۔ کہ اس جنگ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ قادیان اور فریق لاہور میں کیا تناسب ہے؟ یہ امر موجب مسرت ہے۔ کہ میاں محمد صادق صاحب نے ان شہادتوں کا باطل کے لیے "فتنہ" ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

میاں محمد صادق صاحب کا دلآزار اسلوب تحریر

میاں محمد صادق صاحب نے لکھا ہے۔ کہ "ان ۶۹ بیانات میں سے ۲۹ بیانات ایسے احباب کے بیان کئے ہیں جو خاص قادیان کے رہنے والے ہیں کچھ مہاجر ہیں، اور اکثر بانی مسئلہ نبوت خلیفہ صاحب قادیان کے مدت العمر سے دست نگر ہیں۔ دریا میں رہنا۔ اور مگر مچھ سے بیر۔ ان میں اتنی جرأت کہاں کہ مطالبہ پر کچھ اس کے سوا کہہ سکیں جس کو وہ زیر نگرانی موجد مسئلہ نبوت برابر ۲۱ سال سے رٹتے رہے ہیں"۔

اس قسم کے عامیانہ، دل آزار، اور شرافت و خدا ترسی سے عاری بیان پر ہم کیا عرض کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکباز صحابہ کو ایک دنیادار اپنے پر قیاس کرتے ہوئے غلط بیانی کرنے والے قرار دے۔ تو اس کی عقل و دیانت پر ماتم کرنے کے بغیر اور کیا ہو سکتا ہے۔ میاں محمد صادق صاحب کو چاہیئے۔ کہ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری (لاہوری) اور ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار سے دریافت کریں۔ کہ انہوں نے جو بیان تحریر کئے تھے۔ اور جو فرقان میں چھپ چکے ہیں۔ کیا وہ جھوٹ پر مشتمل تھے۔ اور کیا کسی کے رعب کے ماتحت انہوں نے غلط بیانی کی تھی۔ اگر وہ اب بھی اہل پیغام میں شامل ہونے کے باوجود اقرار کریں۔ کہ ہم نے اس وقت از خود سچا بیان لکھا تھا۔ تو میاں محمد صادق صاحب کو مندرجہ بالا ریمارکس پر شرمسار ہونا چاہیئے۔

میاں محمد صادق صاحب کے مایۂ ناز اعتراض کی حقیقت

میاں محمد صادق صاحب نے بدر ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں۔ کہ:-

> "مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں۔ کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو"

اور پھر میاں محمد صادق صاحب اس پر بایں عبارت اعتراض کرتے ہیں۔ کہ:-

> "اب تک جو بیان شائع کئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب ایسے افراد کے ہیں۔ جو سنہ ۱۹۱۰ء سے پہلے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے (فرقان۔ جناب۔ وہ صحابہؓ کے بیانات ہیں) ظاہر ہے۔ کہ جب سنہ ۱۹۱۰ء سے پہلے نبوت کی بیعت لینے کا رواج ہی نہ تھا۔ تو انہوں نے نبوت

کی کیونکر بیعت کی۔ اور کس کے ہاتھ پر؟" (پیغام ۱۵ دسمبر ۱۹۴۳ء صت ۳)

مَیں کہتا ہوں۔ کہ اگرچہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتی ہے لیکن "نبوت کی بیعت لینے کا رواج" تو کبھی بھی نہیں ہوا۔ نہ پہلے اور نہ آج۔ شرائط بیعت اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں درج ہیں۔ اس میں نہ محدثیت کی بیعت لینے کا رواج مذکور ہے۔ نہ نبوت کی بیعت لینے کا۔ البتہ حضرت اقدس علیہ السلام سے "اطاعت در معروف" کا عقد باندھنے کا اقرار ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ دعاوی "معروف" ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ اور امید کہ غیر مبایعین بھی اس سے اختلاف نہ کریں گے۔ تو اس لحاظ سے حضرت اقدس کے جملہ دعاوی کو ماننے کا ذکر شرائط بیعت میں موجود ہے۔ لیکن نام لے کر نہ نبوت کا ذکر ہے نہ محدثیت و مسیحیت وغیرہ کا ظاہر ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے الفاظ کا یہی مطلب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کو تو ان کے الفاظ میں صراحتاً تسلیم کیا گیا ہے۔

میاں محمد صادق صاحب کا ایک معقول سوال اور اس کا جواب

ہمیں اپنے دشمنوں سے بھی انصاف کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ میاں محمد صادق صاحب نے اپنے مضمون میں ایک معقول سوال بھی کیا ہے۔ وہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ جن صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سن ۱۹۰۱ء سے قبل بیعت کی تھی۔ کیا انہوں نے حضور کو بیعت کے وقت نبی سمجھا تھا۔ یا نہیں۔ اسوقت حضرت اقدس تو نبوت سے انکار فرماتے تھے۔ صرف مکفرین آپ کو نبی قرار دیتے تھے۔ میاں صاحب موصوف کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جس قسم کی نبوت مستقلہ کا دعویٰ مکفرین علماء نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا یا آج منسوب کر رہے ہیں۔ اس قسم کی نبوت صحابہؓ یا بعد کے احمدیوں نے حضرت اقدس کی طرف کبھی منسوب نہیں کی اور نہ ہی حضور نے ایسی نبوت کا دعوےٰ فرمایا ہے۔ جس غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کا ذکر حضور کی وحی میں ابتداء سے موجود ہے۔ اور حضور نے اس کا کبھی انکار نہیں فرمایا۔ اور یوں حضور کے نفس دعویٰ میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی۔ صرف تعریف نبوت میں سن ۱۹۰۱ء کے قریب بامر الٰہی تبدیلی ہوئی تھی۔ اس لئے صحابہ کے بیان اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد میں کامل مطابقت ہے۔ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کرنے والے صحابہ کے بیان کا نمونہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی حلفیہ شہادت ہے جسے آپ نے پیغام صلح میں نقل کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"میں حضرت مسیح موعودؑ کو ان کی زندگی میں ہی ایسا نبی اور رسول مانتا تھا۔ جیسا کہ پہلے انبیاء مذکورہ توریت و انجیل و قرآن شریف بجز اتنے فرق کے ساتھ کہ حضرت مسیح موعودؑ ازماً آنحضرتؐ کے امتی اور آنحضرتؐ کے فیضان سے نبوت حاصل کرنے والے تھے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ تدریجاً کب میں نے اس عقیدہ کو حاصل کیا"

کیسا واضح اور منصفانہ بیان ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت اقدس کی زندگی میں بہرحال حضور کو نبی اور رسول مانتا تھا۔

میر اکبر یہ عقیدہ ہوا۔ اس کا سن نہیں بتا سکتا۔ صحابہ کے سامنے سوال ہی یہی ہے۔ کہ حضرت اقدس کی زندگی میں آپ حضور کو نبی و رسول مانتے تھے یا نہیں۔ پس سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل یا بعد کی بیعت کا سوال نہیں۔ سوال حضور علیہ السلام کو زندگی میں نبی ماننے یا نہ ماننے کا ہے۔ اس لئے میاں محمد صادق صاحب کا سوال خود صحابہ مسیح موعودؑ کے بیانات سے با آسانی حل ہو جاتا ہے۔ کاش ذرا تدبر سے کام لیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا عقیدہ درباره نبوت مسیح موعودؑ

میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی نے حضرت اقدسؑ کے جاں نثار صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے بارہ میں نہایت تلخ کلامی سے کام لیا ہے۔ فرقان اکتوبر ۱۹۴۲ء میں حضرت مفتی صاحب کا مفصل بیان شائع ہوا ہے اس پر پیغامی مضمون نگار بہت خفا ہے۔ اور اپنی کج فہمی کے باعث بدر ۱۹۱۰ء کا مذکرہ بالا حوالہ ذکر کر کے کہہ رہا ہے کہ مفتی صاحب اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ سنہ ۱۹۱۰ء تک وہ حضور کو نبی نہ مانتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب کے مشار الیہ بیان میں بہت صراحت موجود ہے۔ ہم اس جگہ حضرت مفتی صاحب کی چند عبارتیں درج کرتا ہوں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۰ء سے پہلے ہی حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "اگر آپ **اللہ کے رسول** میرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اپنے تئیں ایسے اعتقاد کی اشاعت کی جرأت رکھتے ہیں۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپکو برکت دیگا۔" (خط بنام امریکن نومسلم محمد ویب مندرجہ

(۲) "خدا کے اس مسیح موعودؑ کو مانو۔ جو ان دنوں کا **مقدس رسول** ہے۔ اور جس کا نام حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ تو یقیناً خدا تمہیں بہت سی برکتیں عطا فرمائیگا۔ . . . یہ مسیح موعودؑ تمہارے حق میں اپنے خدا سے دعا مانگے گا۔ کیونکہ وہ صرف انسان اور خدا کا **رسول** ہونے کا **مدعی** ہے" (خط بنام پگٹ مندرجہ الحکم ... نومبر ۱۹۰۳ء)

(۳) "قریباً ایسا ہی صدمہ خدا کے اس زمانہ کے **رسول اور نبی** حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کو اس وقت دیکھنا پڑا ہے۔" (اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

(۴) "پیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے۔ تیرہ سو سال کے بعد **خدا کا ایک نبی** دنیا میں آیا۔ وہ آیا۔ اور دنیا میں رہا۔ اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے۔ جس نے اس کو نہ پہچانا۔ اور نہ مانا۔" (اخبار بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء)

ایسے واضح حوالہ جات کے باوجود اگر کوئی شخص کہتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۰ء سے پیشتر حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہ مانتے تھے۔ تو اس کے ضدی اور مفتری ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے؟

بالآخر غیر مبایع دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان برگزیدہ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادتوں پر خدا ترسی کے ساتھ غور فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

ایک عبرتناک واقعہ

غیر مبایعین کو غیر احمدیوں سے کیا مِلا؟

مرکز سلسلہ احمدیہ سے کٹ کر اور احمدی عقائد کو بدل کر غیر احمدیوں کے ساتھ ملنے کی کوشش کا ہمارے غیر مبایع بھائیوں کو کیا صلہ ملا؟ کس قدر کامیابی اور کامرانی حاصل ہوئی۔ اس کا اندازہ ذیل کے دردناک اقتباس سے ہو سکتا ہے۔ جو ایک سرکردہ غیر مبایع دوست نے اپنے اخبار "پیغام صلح" میں شایع کیا ہے لکھتے ہیں:-

"ابھی تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ کہ جماعتِ لاہور نے مسٹر جناح کی تحریک پر پانچسو روپیہ لیگ کے لئے قائد اعظم کی خدمت میں بھیجا ہے۔ مگر ان مسلمانوں کو یہ توفیق کبھی نہیں ملی۔ کہ وُہ جماعت احمدیہ کے متعلق کلمۂ حق کہیں۔ اور اُن پر کُفر کے فتویٰ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ بلکہ افسوس یہ ہے کہ چند سال کا عرصہ ہوُا۔ کہ علی گڑھ یونی ورسٹی میں احمدیوں کے خلاف بڑا جوش تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دُور کیوں جائیں۔ اس لاہور ہی میں ہماری آنکھوں کے سامنے ایک نہایت دلخراش واقعہ ہوُا جس پر حرف اسلام کو نہیں۔ بلکہ انسانیت کو آنسو بہانے چاہئیں۔ حضرت ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہی ہردلعزیز اور رنجان مرنج بزرگ تھے۔ ان کا سلوک مسلمانوں سے کیا غیر اقوام سے بھی برادرانہ ہوُا کرتا تھا۔ وُہ ساری عمر انجمن حمایتِ اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ اسلامیہ کالج کے ہوسٹل کے مشیر طبی بھی رہے۔ لیکن اُن سے جو سلوک انجمن حمایت اسلام نے کیا۔ وُہ عبرت آموز ہے۔ اس لئے ذرا تفصیل سے لکھتا ہوُں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال جب انجمن کے صدر ہوُئے، تو خدا جانے اُن کے دل میں کیا سمائی۔ کہ وُہ احمدیت کے سخت مخالف ہو گئے۔ حالانکہ تمام عمر سلسلہ کے مداح رہے۔ ممکن ہے آخر عمر میں دائم المرض ہونے کی وجہ سے یا پرائیویٹ تلخ کامیوں کے باعث ان کا مزاج برہم ہو گیا ہو؟ مگر خیر! آخر انجمن کے دُوسرے ممبر تو معاملہ فہم اور صاحب ہوش و خرد تھے۔ مگر ان حضرات نے اپنی سمجھ کو تو بالائے طاق رکھا۔ اور ڈاکٹر صاحب کے ایک نعرۂ ھُو سے رقص میں آگئے، اور احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر لگا دیا گیا۔ اور ان کے ساتھ بائیکاٹ کی یہ صُورت پیش کی گئی۔ کہ احمدی انجمن کے ملازم نہ ہو سکیں، نہ وظائف حاصل کر سکیں، وغیرہ وغیرہ۔ میرزا صاحب موصوف انجمن کے جنرل کونسل کے ممبر تھے۔ وُہ اس ریزولیوشن کے خلاف تقریر کرنے کے لئے مجلس میں پہنچے۔ اور انھوں نے بتایا۔ کہ انجمن کو کفر بازی سے بالاتر ہونا چاہیئے۔ اس پر ایک ممبر صاحب جو بہت سی

ڈگریوں کے مالک ہیں۔ اور عمر میں شائد حضرت میرزا صاحب سے بہت چھوٹے تھے۔ سخت برہم ہو کر گستاخانہ لہجہ میں تکفیر احمدیت پر اصرار کرنے لگے۔ حضرت میرزا صاحب کو اس سے اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ آپ کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ وہاں سے اُٹھے۔ اور گھر پہونچے۔ سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ کہ اس صدمہ سے فالج کا حملہ ہوا۔ اور دس بارہ روز بیمار رہ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔ گویا انجمن حمایت اسلام نے اپنے ایک رفیق اور معزز کارکن کی خدمات کا یہ صلہ دیا۔ کہ اس کی جان ہی کو لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!" (پیغام صلح ۳۔ نومبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۶)

فرقان:۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ کنارہ کشی اختیار کرنے والے غیر مبایع بھائی اسی جماعت سے آملیں۔ جنہیں خدا کا برگزیدہ مسیح ان کا بھائی بنا گیا ہے؟ اے خدا! تو انہیں توفیق عطا فرما۔ آمین۔

کتاب "تریاق القلوب" کب تصنیف ہوئی؟

از جناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹی مولوی فاضل

غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "تریاق القلوب" کو اکتوبر ۱۹۰۲ء کی تصنیف شدہ بیان کیا کرتے ہیں۔ تا وہ یہ ثابت کر سکیں۔ کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت سے انکار ہی فرمایا ہے۔ ذیل میں میں بعض وہ تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کتاب "تریاق القلوب" دراصل ۱۸۹۹ء کی تصنیف شدہ کتاب ہے۔ صرف اس کی اشاعت ۱۹۰۲ء میں ہوئی ہے:۔

(۱) رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۲۔ نمبر ۸ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو مکتوب ایک سیٹھ صاحب کے نام حضور کی زندگی میں شائع ہوئے تھے۔ جن میں سے پہلے مکتوب میں حضور فرماتے ہیں:۔

"میں دن رات کوشش کر رہا ہوں۔ کہ جلد تر کتاب تریاق القلوب کو ختم کر دوں۔ شاید ایک ماہ تک ختم ہو جائے۔ اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء آپ کی خدمت میں پہونچ گیا ہو گا۔ جس میں ضمیمہ حلیہ الوداع بھی ہے۔ ...... خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء"

(از تشحیذ الاذہان مذکور۔ مکتوبات امام الزمان صفحہ ۳۶-۳۷)

(۲) دوسرے خط میں جو "۲۶ر دسمبر" کا لکھا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"کتاب" تریاق القلوب" چھپ رہی ہے۔ ابھی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کب ختم ہو شاید اگر اللہ تعالیٰ نے چاہے۔ تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے" (" " صفحہ ۳۷-۳۸)

(۳) حضور اپنے ایک اشتہار مورخہ "۱۶۔ جون ۱۸۹۹ء" میں ذکر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ایسے نشان جو مجھ سے ظہور میں آئے جن کے کروڑہا انسان گواہ ہیں۔ ان میں سے ایک سو نشان تریاق القلوب میں مع گواہوں کے ذکر کے درج ہیں" (تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳ حاشیہ)

(۴) خود کتاب" تریاق القلوب" کے صفحہ ۱۳۷۔ پر درج ہے۔ کہ:۔

"اب اس وقت کہ ۵ ردسمبر ۱۸۹۹ء ہے"

(۵) اسی طرح حضور علیہ السلام نے ۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۰ء کو تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے۔ وہ سو سے بھی زیادہ ہیں۔ جو کتاب تریاق القلوب میں درج کئے گئے ہیں" (اربعین نمبر ۴۔ بار اول حاشیہ صفحہ ۲۴)

(۶) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک اشتہار میں جس پر "تاریخ طبع ۷ اردسمبر ۱۸۹۹ء" درج ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ہم کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۸۱ میں تحریر کر چکے ہیں" (تبلیغ رسالت جلد ۸۔ صفحہ ۱۱۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ ان اپنے چھ حوالجات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ کتاب "تریاق القلوب" ۱۸۹۹ء میں لکھی جا چکی۔ بلکہ چھپ بھی چکی تھی۔ اس لئے اب اس کتاب کو ۱۹۰۲ء کی تصنیف و تالیف ظاہر کرنا غیر مبایعین کی حق پوشی اور مغالطہ دہی ہے۔

باقی رہ گیا یہ سوال کہ پھر کتاب مذکور پر اکتوبر ۱۹۰۲ء کیوں لکھا ہے۔ تو وہ اس وجہ سے ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے "حقیقۃ النبوۃ" میں بہت سے گواہوں کی شہادت سے ثابت کیا ہے۔ کہ کتاب مذکور کے آخر کا صرف تھوڑا سا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکتوبر ۱۹۰۲ء میں لکھ کر دیا تھا۔ اور حضور کی اجازت سے وہ کتاب جس کی تصنیف اور طباعت ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔ اب اس آخری عبارت کے لگنے سے بالکل مکمل ہو کر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کی گئی تھی۔

فرقان: جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب (غیر مبایع) نے چیلنج دیا تھا۔ کہ کتاب تحفہ گولڑویہ سے دعویٰ نبوت کا اثبات کیا جائے اس چیلنج کو منظور کر لیا گیا۔ مگر چودھری صاحب اس بارے میں اب بالکل خاموش ہو گئے ہیں۔ البتہ اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ کتاب تریاق القلوب کی تصنیف کے زمانہ پر بحث کی جائے۔ امید کہ مندرجہ بالا مضمون جناب چودھری صاحب اور ان کے ہم خیالوں کی راہ نمائی کا موجب ہوگا۔

مقام مسیح موعودؑ

خدا تعالیٰ کی نظر میں

از جناب شیخ ناصر احمد صاحب بی اے۔ واقفِ تحریک جدید

(۱)

"تُو اس سے نکلا۔ اور اُس نے تمام دُنیا سے تجھ کو چُنا۔ تُو جہان کا نُور ہے۔ تُو خدا کا وقار ہے۔۔۔۔۔۔ تُو کلمۃ الازل ہے۔۔۔۔۔۔۔ تُو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔۔۔۔۔۔ اے لوگو! تمہارے پاس خدا کا نُور آیا۔ پس تم مُنکر مت ہو" (کتاب البریہ صفحہ ۷۵-۷۷)۔ (تذکرہ صفحہ ۳۰۲-۳۰۳)

ان الفاظ سے خدا تعالیٰ نے زمانہ کے امام و راہبر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے عرش سے خطاب فرمایا۔ کیا پیغامی دوست بتلا سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے کبھی کسی مجدد سے ایسا کلام کیا ہو۔ ہاں کسی ایسے شخص کو خدا تعالیٰ نے "مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ" ٹھہرایا ہو۔ جو محض ایک مجدد ہو۔ اور سارے لوگوں کو اس کا انکار نہ کرنے اور اُسے ماننے کا حکم فرمایا ہو۔ کوئی ایسی مثال اگر ہو۔ تو پیش کریں لیکن یقیناً وُہ اس طرزِ خطاب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہیں گے۔ کہ یہ انسانی کلام نہیں۔ بلکہ خدا کے مُونہہ کی باتیں ہیں۔ اور نہ صرف ایک بار۔ بلکہ کئی بار۔ تواتر اور تکرار سے مختلف رنگوں اور متعدد پہلوؤں سے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے عظیم الشان مصلح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اصل مرتبہ دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ کچھ مزید مثالیں ملاحظہ فرمائیے:-

(۲)

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا" (تذکرہ صفحہ ۳۰۵)

پھر فرمایا:- "لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" (تذکرہ صفحہ ۵۵۳)

کیسا پُرشوکت وعدہ ہے کیسا عظیم الشان مقام ہے جب تک اس شخص کی تبلیغ زمین کے کناروں تک نہ پہنچ لے۔ خدائی تدبیریں کام کرتی ہی رہیں گی۔ آسمانی فرشتے انسانی قلوب کو اس عظیم المرتبت شخص کی باتوں کو قبول

کرنے پر آمادہ کرتے ہی رہیں گے۔ دوستو! مسیح موعودؑ کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ اس کے مشن کو محدود نہ کرو۔ یہ ساری دُنیا کی طرف خدا کا پیغامبر ہو کر آیا ہے۔ اس کو ماننے میں دُنیا کی نجات ہے۔ اس کا انکار اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ جو جہنم تک پہونچانے والی ناراضگی ہے۔ اس کی شان رسالت اور ماموریت کو سمجھنے کے لئے ذیل کے خدائی کلام پر خوب غور کرو۔

(۳)

خُدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرمایا:۔

"دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خُدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۷)

پھر حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وُہ خدا اور رسُول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے" (تذکرہ صفحہ ۳۲۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا:۔

"وَقُمْ وَاَنْذِرْ فَاِنَّكَ مِنَ الْمَامُوْرِيْنَ" (تذکرہ صفحہ ۲۱۵)

پھر فرمایا:۔ "اِنَّا اَرْسَلْنَا اَحْمَدَ اِلٰی قَوْمِهٖ" (تذکرہ صفحہ ۳۶۷) یعنی ہم نے احمد کو اُسکی قوم کیطرف رسُول کیا

پھر فرمایا:۔ "يَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا" (" صفحہ ۴۵۳) یعنی اے احمد! تُو مرسل بنایا گیا ہے۔

پھر فرمایا:۔ "جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ" جری اللہ نبیوں کے حلوں میں" (" صفحہ ۷۹)

پھر فرمایا:۔ "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (" صفحہ ۸۱) یعنی ہم نے اس وقت تجھے سب جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ برگزیدگی اور فرستادگی پر دال الفاظ، یہ رسالت و ماموریت کی طرف مشیر عبارات آخر کیا مطلب رکھتی ہیں۔ سادگی کے ساتھ حضورؑ کو محض ایک مجدد یا "مجدد اعظم" کہہ دینا کافی نہیں۔ خدا تعالےٰ کے یہ صریح الفاظ و خطابات موجود ہیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ حضور علیہ السلام مامور ہیں۔ رسُول ہیں۔ مرسل ہیں۔ نبی ہیں۔ حضورؑ کی نافرمانی و مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔ تو ہم کون اور ہماری بساط کیا۔ کہ اس رب العرش کے فرمودہ کے برخلاف کہیں؟ بھلا وُہ کون ایسا مجدد گزرا ہے جس سے خدا تعالےٰ نے یُوں کلام کیا ہو۔ وُہ کون ایسا غیر نبی گزرا ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ نے یُوں خطاب کیا ہو۔

(۴)

خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نہایت بلند مقام پر قائم فرمایا ہے حضور علیہ السلام کی بعثت دُنیا کی آخری امید کی شادابی ہے۔ ہر مذہب کی اصلاح حضور کے ہاتھوں ہونا ازل سے مقدر تھی۔ کہ حضور موعودِ ادیان ہیں۔ ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ زرتشتی۔ بدھ اور دیگر مذاہب والے خواہ حضور کو شناخت کریں۔ یا نہ۔ لیکن سچ یہی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام سب کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ آج خدا تعالیٰ تک پہونچنے کے سب دروازے بند ہیں بجز حضور کی متابعت میں ہو کر اسلامی دروازہ کے۔ خدا تعالیٰ نے متعدد مقامات میں فرمایا ہے۔ کہ حضور اس زمانہ کی اعلےٰ ترین شخصیت ہیں اور حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام کی شانِ بلند کا پورے طور پر اندازہ نہیں لگا سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

"آسمان سے کئی تخت اُترے۔ مگر تیرا تخت سب سے اُونچا بچھایا گیا" (تذکرہ صـ ۳۳)

یہ تخت کیا ہیں؟ یہ دورِ حاضرہ کے رُوحانی مدارج ہیں۔ آج خُدا تعالیٰ کے قرب میں، اور اس کی محبت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کا یہ عالم ہے۔ تو جو مقام حضور کو عطا ہُوا ہے۔ اس کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ حضور علیہ السلام کی رفعتِ شان۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" (تذکرہ صـ ۹)

سلسلۂ احمدیہ کے دائمی غلبہ کا وعدہ خدا تعالیٰ یُوں فرماتا ہے:-

"خُدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے۔ نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی" (تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم کیا گیا سلسلۂ احمدیہ قیامت تک غالب رہے گا۔ کیا کسی مجدد نے بھی کوئی ایسا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے دائمی غلبہ کا وعدہ یُوں دیا گیا ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ سب انبیاء علیہم السلام کی امتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماتحت کر دیتا ہے۔ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بہت بالا ہے۔ جسے صرف عالمگیر نبی کے لفظ سے صحیح طور پر تعبیر کیا جا سکتا ہے:-

---

اطلاع بعض دوست دریافت کرتے ہیں۔ کہ غیر مبایعین سے طے شدہ مناظرہ در بارۂ تبدیلیٔ تعریفِ نبوت ۱۹۱۴ء کس مرحلہ پر ہے۔ سو اُن کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ اس مناظرہ کے لئے سات پرچے مقرر ہیں۔ جن میں سے تین ہو چکے ہیں۔ اب مولوی عمر الدین صاحب کی طرف سے جواب کا انتظار ہے:- خاکسار۔ ابو العطاء جالندھری:-

قسط یازدہم

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے متعلق

حضور کے صحابہؓ کی شہادتیں

جناب مولوی محمد علی صاحب جب اپنے ساتھیوں سمیت قادیان کو چھوڑ کر لاہور میں جاگزین ہوئے اور غیر احمدیوں سے تقرب کے لئے انہوں نے بعض عقائد بھی تبدیل کر لئے۔ تو ان کے لئے موزوں یہی تھا۔ کہ جرأت سے اعلان فرماتے۔ کہ میرے سابقہ عقائد قادیان کی رہائش کے زمانہ کے تھے۔ اور میں اب لاہور میں رہتا ہوں۔ موجودہ عقائد پہلے سے مختلف ہیں۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اس صریح طریق کے بجائے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں نے آجتک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی نبی مانا ہی نہیں۔ اور طرفہ تر یہ کہ دعویٰ فرما دیا۔ کہ جماعت احمدیہ نے حضور علیہ السلام کی زندگی میں کبھی بھی حضور کو نبی تسلیم نہیں کیا تھا۔ اس غلط ترین ادعا کی تردید جماعت احمدیہ کا واضح اجماع کر رہا ہے۔ ہاں ان لوگوں کے لئے جو تحریری شہادت سے ہی مطمئن ہوتے ہیں ہم صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفیہ شہادتوں کو قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ یہ گیارھویں قسط ہے۔ اور نظارت تالیف و تصنیف کے ریکارڈ میں ایسی سینکڑوں شہادتیں محفوظ ہیں۔ خدا ترس غیر مبائع دوست ان شہادتوں کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

(۸۸)

جناب مرزا عبدالکریم صاحب میڈیکل ہال محلہ دارالفضل کی شہادت

"میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر پہلے تحریری بیعت ۱۹۰۳ء میں کی۔ پھر اس کے بعد قادیان پہونچکر مسجد مبارک میں ۱۹۰۵ء میں دستی بیعت کی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے بھی اسی طرح خدا کا نبی اور رسول یقین کرتا تھا۔ جیسا کہ حال میں یقین و ایمان ہے۔"

(۸۹)

جناب عبداللہ خان صاحب افغان متوطن خوست کا بیان

"میں مندرجہ ذیل سطور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ابیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ؎

آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم | از خطا ہا ہمین است ایمانم
بخدا ہست ایں ہمہ کلام مجید | از دہانِ خدائے پاک و وحید
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں | ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

میرا عقیدہ مذکورہ بالا ابیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق شروع سے اب تک ہے۔ خدا تعالیٰ مرتے تک مجھے اس پر قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین"

(۹۰)

جناب سید محمد اسمٰعیل صاحب سپرنٹنڈنٹ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی حلفیہ گواہی

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اگست۔ستمبر کے ایام میں ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں بیعت کی ہے۔ میں نے حضور کو نبی اور رسول سمجھ کر ہی بیعت کی تھی۔ مگر ایسا نبی جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماتحت ہو۔ نہ کہ براہ راست۔ میری والدہ (جو اب مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں) اور میری ہمشیرہ مخالف تھیں۔ انہوں نے کہا تھا۔ کہ ہم مرزا صاحب کو دیکھ کر فیصلہ کریں گی۔ چنانچہ وہ دونوں اور میری اہلیہ مئی ۱۹۰۴ء میں آئیں۔ اور حضور کے مکان میں گئیں۔ چہرہ دیکھکر ہر سہ نے کہا۔ کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا نہیں۔ نبیوں جیسا ہے۔ اور بیعت کر لی"

(۹۱)

جناب مولوی غلام رسول صاحب چانگریاں ضلع سیالکوٹ کی شہادت

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر شہادت ادا کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کا احمدی ہوں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ کا رسول اور نبی اصلی معنوں میں اور صحیح طور پر مانتا رہا ہوں۔ اور یقینی طور پر قائم رہا ہوں۔ یہ درجہ آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے یقین کرتا رہا ہوں۔ اور قادیان کو اللہ تعالیٰ کے رسول کا تخت گاہ یقین کرتا رہا ہوں۔ ہاں آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ میرے اس عقیدہ کی بنا وہ وحی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی۔ جو میں نے حضور کی کتابوں میں پڑھی۔ اور آپ کی زبان سے سنی"

(۹۲)

جناب قاضی محمد عالم صاحب ضلع گوجرانوالہ کا بیان

خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہے۔ اور شروع ۱۹۰۰ء میں باقاعدہ بیعت کی تھی لیکن عقیدت پہلے سے تھی۔ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے اصلی معنوں میں اور صحیح طور پر آپ کو اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے خدمتِ قرآن اور احیاءِ اسلام کے لئے خدا کی طرف سے نبوت کا مقام حاصل کیا تھا۔ میں محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ایسا خیال نہیں کرتا تھا۔ میرے اس عقیدہ کی بناء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے سے قائم ہوئی تھی :: خاکسار قاضی محمد عالم کوٹ قاضی (گوجرانوالہ)

(۹۳)

جناب حکیم رحمت اللہ صاحب دارالرحمت کی شہادت

فدوی نے ۱۹۰۷ء میں بیعت کی تھی۔ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اظہار کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی و رسول مان کر بیعت کی تھی۔ اسی روز سے صحیح طور پر رسول تسلیم کرتا ہوں کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی استعارہ اور مجاز کا خیال نہیں گزرا۔ میرا ایمان ہے کہ محمدی فیض سے نبی کا مرتبہ حاصل کرنے والا جیسا کہ مسیح موعودؑ نے حاصل کیا۔ کامل نبی ہوتا ہے بکثرت یہی عقیدہ تھا کہ مسیح موعودؑ امتی نبی ہیں :: حکیم رحمت اللہ بقلم خود۔

(۹۴)

جناب مولوی عبدالعزیز صاحب پٹیالہ کا حلفیہ بیان

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر مسجد اقصیٰ میں بیعت کی تھی۔ میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا اور استعارہ اور مجاز کا خیال تک بھی نہ تھا۔ ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان سے خدمت قرآن و احیائے اسلام کے لئے خدا کی طرف سے یہ نبوت کا مقام آپ کو عطا ہوا تھا۔ آپ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی اور رسول تھے حضورؑ کے الہامات جری اللہ فی حلل الانبیاء وغیرہ اور سورۃ جمعہ آخرین منھم میں رسول کی بعثت ثانی پڑھنے سے اعتقاد کی بناء تھی ::

عبدالعزیز سابق اہلمد کلکٹری سہارنپور حال شہر پٹیالہ۔ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء

مُسلمانوں کے لیڈر

حضرت مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ

(نتیجہ فکر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

والہ و شیدائے مہدی مولوی عبد الکریمؓ
نغز گو و نیک کردار و فصیح بے مثال
لحن داؤدی میں وُہ قرآن خوانی آپ کی
ذکرِ حق، ذکرِ رسُول و ذکرِ مہدی کے سوا
فاش گفتاری و جراءت مومنانہ اس قدر
باوجود وسعت قلبی۔ بہت نازک مزاج
مظہرِ اسرارِ حق شد۔ بر صراطِ مستقیم
بن کے مہدیؑ کی زباں لکچر سُنائے بارہا
مسئلہ جیسے کھُلا ان پر نبوت کا ہے حق
"کم بزاید مادرے بااین صفا دُرِّ یتیم"
ہے زباں پر کیوں نجاست اور پھر اتنی پسند
بُو العطا نے کی تھی فرمائش کہ میں بھی کچھ لکھوں[1]
یاد ہے وُہ قدر افزائی مجھے وُہ یاد ہے

رحمتیں نازل ہزاروں اُن کی رُوحِ پاک پر
جان و دل سے تھے فدا اس مرسلِ لولاک پر
کپکپی سی ڈال دیتی ظالم و سفّاک پر
ناگوارا سا گزرتا خاطرِ غمناک پر
آپ چھا جاتے تھے ہر اک دشمنِ بیباک پر
بار سا ہو جاتا حرفِ غیر طبعِ پاک پر
یہ ہُوا فیضانِ مہدی ایک مشتِ خاک پر
حبذا کہتے زمیں والے۔ تو کاہے افلاک پر
معترض ہونا بُرا ہے۔ آپ کے ادراک پر
کیوں گرے پڑتے ہو نادانو خس و خاشاک پر
یُوں تو مکھی بیٹھنے دیتے نہیں ہوناک پر
اس لئے موتی نچھاور یہ کئے اُس پاک پر
وجد میں آ گئے تصنیفِ مشتِ خاک پر

اے خدا بر تربت او ابرِ رحمتہا ببار
جانِ اکمل باد بر ہمچو کسانِ حق نثار

---

[1] ملاحظہ ہو کتبۂ تربت ارشاد انشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۲ستمبر ۱۸۹۹ء کا اخیر اور میری ابھی عنفوانِ شباب تھا جب میں نے ظہورِ المسیح نام ایک کتاب لکھی اسے پڑھ کر مولانا رضی اللہ عنہ نے ازراہ عطوفت بزرگانہ لکھا کہ میں اسے پڑھ کر اپنے تواجد و تراقص کو ضبط نہیں کر سکتا تھا۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔ (اکمل)

(حکیم عبد اللطیف شہید منشی فاضل پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر ... سے شائع کیا)

سالانہ نمبر فرقان ... (منیجر)